

کدو قلب



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Affairs | Articles | Books | Poetry | Interviews

از قلم حبیبہ فیض

بیرلر ایستل

بیرلر ایستل

NEW ERA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

مکین قلب از حبیبہ فیصل

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین



نہ جانے رات کا کونسا پہر تھا۔ چاروں طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ گرل پر ہاتھ رکھے بالکنی میں کھڑی تھی۔ نگاہیں چاند پر مرکوز کیے وہ سوچوں میں گم تھی۔ چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ چمک رہا تھا گویا ہالہ نور ہو۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے روح کو تازگی بخش رہے تھے۔ ایک عجیب سی بے چینی اسے گھیرے ہوئی تھی۔ اس لیے وہ اسی کے در پر مانگنے جارہی تھی، اپنی بخشش طلب کرنے جارہی تھی۔ وہ جائے نماز پر بیٹھ گئی۔ ہاتھ بے اختیار دعا کے لئے اٹھ گئے۔

اے میرے اللہ! اے میرے مالک! تو رحیم و کریم ہے تو دلوں کا حال جانتا " ہے۔ " آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر آنچل میں جذب ہو گئے۔ اس کی پلکیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔

میرے... میرے حال پر رحم کر دے مجھے معاف کر دے۔ میرے گناہوں کو " معاف کر دے میری خطاؤں کو درگزر فرما۔ بس میں نے اگر کوئی چھوٹی سی بھی نیکی کی ہو تو اس کے بدلے۔۔۔ اس کے بدلے اسے واپس لے آ۔ وہ۔۔۔ وہ جہاں کہی بھی ہو اس کی حفاظت کر " اب اس کی ہچکیاں بندھ گئیں تھی۔ پر آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ ہاتھ اٹھے تھے، لب کپکپا رہے تھے، دل زور سے دھڑک رہا

4

ارے تم ان کی فکر مت کرو، میری معصومیت کے آگے سارے لوگ گٹھنے ٹیک " دیتے ہیں۔ " یہ کہہ کر عشال کھڑی ہو گئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی باہر نکل گئیں۔

مبادامانا اٹھ ہی نہ جائے۔ عبدالہادی بھی فریش ہو کر چابی لے کر باہر نکل گیا

* * * * *

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور لیپ ٹاپ گود میں رکھا تھا۔ انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر حرکت کر رہی تھی۔ بے چین سیاہ آنکھیں سکریں پر مرکوز تھیں۔

سنہری گھنی زلفیں رخساروں کو چھیڑ رہی تھی۔ جنہیں وہ بار بار انگلیوں سے پیچھے کر رہی تھی۔ اچانک سے حرکت کرتی انگلیاں تھم گئی۔ آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ سائڈ پہ رکھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ کچن میں عدیلہ بیگم کام کر رہی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی انہی کے پاس آگئی۔

ماما! ماما! آپ یقین نہیں کرے گی میرا ایڈ مشن کنفرم ہو گیا ہے۔ یا"
ہو۔۔۔۔۔!!!" وہ خوشی سے چہکی۔ عدیلہ بیگم بھی خوش ہوگی۔

ارے واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ "آپ کے بابا لان میں ہے انہیں بھی بتادو وہ"

بھی خوش ہو جائیں گے آخر کو ان کی لاڈلی بیٹی کی خواہش پوری ہونے جارہی ہے۔ "اتنے میں عبد الہادی نے کچن میں قدم رکھا۔

ارے! کس بات کی خوشی منائی جارہی ہے۔ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔ "اور آکر ٹیبل پر"

بیٹھ گیا، ساتھ میں سیب کھانے کا شغل بھی جاری تھا۔

عشال کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہو گیا ہے۔ "عدیلہ بیگم نے جواب دیا۔"

ارے یہ تو بہت (بہت کو تھوڑا مبالغہ کیا) خوشی کی بات ہے۔ "عبد الہادی جھٹ سے بولا۔

اچھا ہے ناسارا دن گھر میں پڑی رہتی ہے اور سوائے مجھے پریشان کرنے کے کوئی کام"

ہی نہیں ہے۔ "یہ سن کر عشال طیش میں آگئیں۔ وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ماما نے اسے یاد دلایا۔

جاؤ جلدی بابا کو بتا کر آؤ۔ "ماما نے اسے یاد دلایا تو وہ عبد الہادی کو گھورتی ہوئی باہر نکلنے"

لگی، تبھی عبد الہادی نے شعر پڑھا۔

چلتے ہیں دبے پاؤں کوئی جاگ نہ جائے"

"آئس کریم کے دیوانوں کی یہی خاص ادا ہے

اشارہ باقاعدہ رات کے واقعے کی طرف تھا۔ اور انداز عشال کو چڑانے والا تھا۔

میرے پیارے بھائی عبد الہادی-----"عشال نے مسکراتے ہوئے کہا"

مگر انداز خطرناک اور تنبیہ کرنے والا تھا۔

سب کے دلوں کا راز تو اللہ جانتا ہی ہے پر عبد الہادی تمہارے دل کا راز میں بھی بہت"

اچھے طریقے سے جانتی ہوں اس لیے بہتر یہی ہے کہ خاموش رہو

ورنہ....."عشال نے دانت کچکچائے۔

پتا نہیں کون سی راز و نیاز کی باتیں کرتے ہو دونوں، عبد الہادی اب تم چپ چاپ"

یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ عشال تم بھی جاتی ہو کہ نہیں" عدیلہ بیگم نے دونوں کو

ڈانٹا۔ عشال عبد الہادی کو گھورتی ہوئی نکل گئی۔ اسی کے پیچھے عبد الہادی بھی کچن سے

نکل گیا۔

شام کی سنہری ہلکی ہلکی دھوپ پورے لان پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے کرسی پر دراز تھا اور پاؤں سامنے ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھا کہ کسی کی نرم اور دھیمی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

بھائی... کافی پی لے۔ "حمزہ اسے دیکھ کر مسکرایا اسے اپنی یہ بہن کئی گنا بڑھ کر عزیز" تھی۔ وہ چاہے کتنی بھی پریشانی میں کیوں نہ ہو ہمیشہ اس کا چہرہ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی تھی۔ اب بھی اسے دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ وہ بھی سائیڈ پر رکھی کرسی پر دراز ہو گئی۔ ایک ہاتھ میں کافی پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے وہ گال پر آئی لٹو کو پیچھے کرتی جاتی تھی۔ ہوا کے ہلکے جھونکے روح کو سرشار کر رہے تھے۔ وہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔

توکل تمہارا یونی میں پہلا دن ہے نا؟ "حمزہ نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا۔"

جی بھائی۔ "اس کے لہجے میں بھی اپنے بھائی کے لئے احترام تھا۔ اس نے حمزہ کی جانب دیکھا۔ اسے بھی اپنا یہ بھائی بے حد عزیز تھا۔ دونوں بھائی بہن ایک دوسرے کا عکس تھے۔ حمزہ کی آنکھیں ڈارک براؤن تھیں۔ جبکہ اس کی ہلکی ہلکی نیلی آنکھیں تھیں۔

"اور اگر تمہیں یونی میں کوئی بھی پریشانی ہو تو مجھے فوراً فون کرنا، اوکے۔"

جی بھائی، آپ بالکل بھی فکر نہ کریں۔ ویسے کل آپ چلے گے نا مجھے چھوڑنے؟ "علما" نے حمزہ سے پوچھا۔

ہاں میری گڑیا چھوڑنے کے لیے تو کیا لینے بھی آؤں گا۔ میرا بس چلے تو میں تمہیں "روز پک اینڈ ڈراپ کر دوں بٹ تمہیں پتہ ہے نا کہ میرا آفس کا ٹائم جلدی ہے اور تم فکر مت کرو میں نے تمہارے لئے ایک قابل ڈرائیور رکھ لیا ہے اور اگر تمہیں وہاں "کوئی پریشان کرے تو تم مجھے فوراً کہنا گھبرا نامت۔ ٹھیک ہے۔"

اچھا ہے نا آپ ڈیلی نہیں آتے، ورنہ میرے پیارے بھائی کو لڑکیوں کی نظر ہی نہ لگ جائے۔ میرا بھائی ہے بھی اتنا اینڈ سم۔ "حمزہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

اچھا ٹھیک ہے بہن، مان لیا۔ لیکن میں جب بھی فری ہوؤ گا تمہیں لینے آؤ گا بلکہ زیادہ تر آنے کی کوشش کروں گا۔ "اسے دیکھ کر علما بھی ہنس پڑی۔

"اچھا آپ یہیں رکھیں۔ بابا مجھے بلارہے تھے، میں دیکھ کر آتی ہوں۔"

اچھا، جاؤ تم "حمزہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔"

ناشتہ لگاتے ہوئے عشال کو آواز دے رہی تھی۔

بس آئی ماما "عشال نے اوپر سے آواز لگائی۔"

ایک منٹ بعد ہی وہ ناشتے کی ٹیبل پر حاضر تھی۔

کیا عبد الہادی مجھے ڈراپ کریگا؟ "عشال نے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے عبد الہادی کی " طرف دیکھ کر کہا۔

ہاں بالکل، اب تمھاری پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری عبدالہادی کی "اشفاق صاحب" جو جو س کے سپ لیتے ہوئے اخبار پر نظریں دوڑا رہے تھے عشال کی بات کا جواب دیا۔ عبدالہادی جو جو س کے سپ لے رہا تھا زوروں سے کھانسنے لگا۔

کیا میں؟ مگر۔۔۔۔۔۔ "عبدالہادی کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اشفاق صاحب نے اسے"

ٹوکا۔

کیوں برخوردار تمہیں کوئی پریشانی ہے؟ ویسے بھی تم میرے آفس آنے کے علاوہ "

"کرتے ہی کیا ہو، کچھ ذمہ داری سنبھالو اب

جی پاپا" عبد الہادی نے فرمانبرداری سے جواب دیا مگر غصیلی نظریں عشال پر تھی جو "لب دبائے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عبد الہادی اب جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے۔ "اس کی بات سن کر عبد الہادی بھی "کھڑا ہو گیا۔

اوکے میرا بچہ سنبھل کر جاندا۔ "اشفاق صاحب نے پیار سے عشال کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اللہ اپنے امان میں رکھے۔ "عدیلہ بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے دونوں کو دعا دی۔ "اوکے، السلام علیکم" اور دونوں ایک کے پیچھے ایک باہر نکل گئے۔

اشفاق احمد اپنے والد احمد رضا صاحب کے اکلوتے چہشم و چراغ تھے۔ والدہ کی حیاتی اللہ نے کم لکھی تھی، اس لیے وہ زیادہ عرصے تک ان کے بیچ نہیں رہی۔ سوا احمد رضا صاحب نے اپنے بیٹے کی شادی اپنے ایک دوست ظہیر کاظمی کی بیٹی عدیلہ بیگم سے

کروائی۔ ظہیر کاظمی صاحب ایک مدرسے میں بچوں کو دینی تعلیم دیتے تھے۔ چونکہ احمد رضا صاحب کو ان کاموں میں کافی دلچسپی تھی اس لیے وہ بھی وہی پڑھانے لگے اور وہی پر چھوٹا سا کمرہ لے کر رہنے لگے۔ یہاں اشفاق صاحب اور عدیلہ بیگم کی گود میں عبد الہادی نے جنم لیا۔ یوں اس گھر میں عبد الہادی کی کل کاریاں گونجنے لگی۔ دو سال بعد ہی اللہ نے ان پر اپنی رحمت نازل کی اور عشال نے اس گھر میں آنکھیں کھولیں۔ عشال اور عبد الہادی جیسے جیسے بڑے ہوتے گئے ان میں نوک جھوک ہوتی رہتی تھی۔ پر جتنا ان میں لڑائی ہوتی اتنا ہی دونوں میں پیار بھی تھا۔ گھر تو انہی کی نوک جھونک سے آباد تھا۔ انہی دنوں عشال نے اپنی پسندیدہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا جبکہ عبد الہادی اپنے پاپا کے آفس میں کام کرنے لگا تھا۔ عشال اور عبد الہادی گھر میں جتنا لڑتے تھے باہر اتنے ہی مہذب تھے عبد الہادی عورتوں کی بہت عزت کرتا تھا ان سے بات کرتے وقت بھی اس کی نگاہیں نیچی ہوتی تھی جبکہ عشال بھی ہر ایک سے ادب سے بات کرتی تھی شاید ان کے والدین کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

لو آگئی تمہاری یونی "حمزہ نے علما سے کہا۔ علما کی نگاہیں یونی کا جائزہ لے رہی تھی۔"

، "میں آؤں تمہارے ساتھ؟"

"ایک بار آچکی ہوں یہاں تو مجھے اپنی کلاس کا پتا ہے۔"

اچھا ٹھیک ہے سنبھل کر جانا اور مجھے کال کرتی رہنا۔ "حمزہ نے جاتے جاتے اسے"

ہدایت دیں۔

جی بھائی، اسلام علیکم۔ "علما نے سلام کیا اور اندر کی طرف قدم بڑھائے۔"

عشال جھنجھلاہٹ کا شکار تھی ایک تو نئی جگہ اوپر سے کلاس بھی نہیں مل رہی تھی وہ تیز

تیز یہاں وہاں دیکھتی ہوئی چل رہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرائی اور اس کے ہاتھوں

میں موجود کتابیں گر گئی۔ سامنے والا جو کوئی بھی تھا اس سے معافی مانگنے لگا اور کتابیں

اٹھانے لگا۔ اس نے کوفت سے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ کوئی لڑکی تھی۔ اس کے چہرے پر

نقاب تھا۔ صرف آنکھیں نظر آرہی تھی جو ہلکی ہلکی نیلی تھی۔ لیکن پھر بھی لگتا تھا کہ وہ

واقعی خوبصورت ہے کچھ تھا اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کشش تھی جو سامنے

والے کو دیکھنے پر مجبور کر دے۔ عشال بھی خوبصورت تھی مگر اس کے چہرے پر ویسی

کشش نہ تھی۔ اس وقت عشال بھی عبا میں تھی مگر نقاب نہیں لیا ہوا تھا۔

السلام علیکم "عشال جو اسے دیکھنے میں گم تھی اس کی دھیمی اور نرم آواز پر متوجہ ہوئی" اور سلام کا جواب دیا۔

وعلیکم السلام۔ "دونوں بھی کتابیں اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ علما نے ساری کتابیں اسے تھمائی۔

کیا آپ میری مدد کر سکتی ہے، مجھے اسلامیات کے ڈپارٹمنٹ کی تلاش ہے مگر مجھے مل نہیں رہا میں یہاں نہی ہوں۔ "عشال نے موقع غنیمت جان کر سوال کیا۔

ارے ہاں کیوں نہیں، میں بھی اسی ڈپارٹمنٹ میں ہوں، آؤ میں تمہیں بتاتی ہوں،" ویسے میرا بھی یہاں پہلا دن ہے پر مجھے پتہ ہے۔ "علما نے تفصیل سے جواب دیا۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے پھر تو ہم دونوں ایک ہی کلاس میں ہے ویسے میرا نام عشال ہے۔ "عشال نے ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

اور میرا نام علما ہے۔ "علما نے بھی اس کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں چلتے ہوئے کلاس کی ایک سیٹ پر بیٹھ گئے۔

مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی علما "عشال نے خوشی خوشی جواب دیا۔"

ہاں مجھے بھی۔ "علماء نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ باتوں ہی باتوں میں پروفیسر "کلاس میں داخل ہوئے تو سارے سٹوڈنٹس کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی اچانک علما کی نظر حمزہ کی کار کی جانب پڑی تو اس نے عشال سے کہا۔

عشال بھائی آچکے ہیں میں چلتی ہوں، ویسے تم یہاں اکیلی کھڑی رہو گی؟ " نہیں میرا بھائی بھی مجھے لینے آئے گا تم چلی جاؤ میں یہاں کھڑی ہو جاؤں گی۔ تم " جاؤ۔

اچھا ٹھیک ہے۔ السلام علیکم۔ "یہ کہہ کر علما کار کی جانب بڑھی، حمزہ جو کار میں بیٹھا "علما کے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا علما کے آتے ہی اسے دیکھ کر مسکرایا اور کار کا دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم بھائی"

وعلیکم السلام گڑیا، آج کا دن کیسے گزرا تمہارا "حمزہ نے اس کے بیٹھتے ہی سوال پوچھا۔

الحمد للہ، بہت اچھا گزرا "حمزہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔"

"آں سکریم کھانے چلو گی۔ اس بہانے اس جگہ کی معلومات بھی ہو جائے گی۔"

اچھا ٹھیک ہے چلیں۔ میں نے بھی دیکھنا ہے یہ شہر "علما کے چہرے پر تجسس تھا۔"

حمزہ اور علما کی فیملی حال ہی میں لاہور سے اسلام آباد شفٹ ہوئی تھی۔ حمزہ اپنے والد

اسماعیل صاحب کا بزنس سنبھال رہا تھا۔ کیونکہ اسماعیل صاحب ہارٹ پیشینٹ تھے۔

اسی لیے وہ اپنا زیادہ تر وقت گھر پر بتاتے تھے۔

اس وقت عشال کلاس میں بیٹھی علما کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر وہ باہر نکل گئی۔ وہ گراؤنڈ

میں کھڑی تھی جب اسے گیٹ سے علما آتی دکھائی دی۔ وہ تیزی سے اس کی جانب

بڑھی۔

ہائے۔۔۔"عشال نے جھٹ سے کہا۔"

اسلام علیکم "علمائے سلام کیا۔ اس کی بات پر عشال شرمندہ ہو گئی،"

وعلیکم السلام "اور شرمندہ انداز میں جواب دیا۔"

ارے نہیں میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں تھا۔ وہ تو میری عادت ہے، اگر تم "بھی سلام کرنے لگو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔ اور ویسے بھی یہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔" عشال مسکرا دی۔

ٹھیک ہے مان لیا، ویسے تم اتنی پیاری باتیں لاتی کہا سے ہو؟ عشال نے علما کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جاتے ہوئے پوچھا۔

بس یونہی "علمائے سلام بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اس کی ہنسی بھی بہت پیاری تھی۔ یوں "دو تین دنوں میں وہ دونوں گھرے دوست بن گئے۔ عشال کو علما بہت اچھی لگتی تھی۔ وہ گھر پر بھی ہر وقت اسی کی باتیں کرتی رہتی تھی۔ اور علما اپنی ساری باتیں حمزہ کو بتا دیا کرتی تھی، اس نے عشال کے بارے میں بھی حمزہ کو سرسری سا بتایا تھا۔

چپ رہو عشال اب بس بھی کر جاؤ، کل سے کان کھائے جارہی ہوں۔"
میرے۔ "عشال جو کل سے ہر بات پر علما کی تعریف کر دیتی تھی آج عبد الہادی نے
جنجھلا کر عشال کو ڈانٹا۔

جب دیکھوں تب علما، علما، علما۔۔۔۔۔ ہر وقت اسی کے گن گاتی رہتی ہو۔ کان پک۔"
گئے ہیں میرے۔ کونسی حور پری ہے وہ۔ "عبد الہادی نے کارڈ رائیو کرتے ہوئے
کہا۔ عشال کو اس کی بات پر طیش آیا۔

علما کے بارے میں ایک لفظ بھی مت کہنا اور ویسے بھی تمہیں کیا تکلیف ہے میں بول۔"
رہی ہوں نا اور اگر تمہیں نہیں سننا تو اپنے کان میں روئی ڈال لو۔ "عشال نے بھی
حساب برابر کر دیا۔ عبد الہادی کو غصہ تو بہت آیا پر وہ خاموش رہا۔
لو آگئی تمہاری یونیورسٹی۔ "اور کار روک دی۔"

عشال سامنے رکی کار دیکھ کر خوش ہو گئی جس میں سے علما اتر رہی تھی۔
علما کو میں بھی آرہی ہوں۔ "عشال نے کار سے اترتے ہوئے اسے آواز دے کر
کہا۔

اسی وقت عبدالہادی کی نظر بھی اس پر پڑی۔ ایک لڑکی نقاب میں عشاں کو دیکھ رہی تھی۔ نقاب میں بھی اس کی آنکھیں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ عبدالہادی نے فوراً نظریں پھیر لیں۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے سے مل رہی تھی عبدالہادی نے کار روڈ پر ڈال دی اور وہاں سے چلا گیا۔

السلام علیکم "اس بار عشاں نے سلام میں پہل کی۔"

وعلیکم السلام "علما بھی خوش ہو گئی۔ دونوں کلاس کی جانب بڑھ گئے۔"

وہ تمہارا بھائی تھا نا؟ "اچانک علما نے سوال کیا۔"

ہاں، اور بہت ہی برا ہے ہر وقت مجھے تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی اچھا ہے۔ "اتنے میں پروفیسر کلاس میں داخل ہوئے۔ تو دونوں نوٹس لکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ جیسے ہی پروفیسر کلاس سے نکلے دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"چلو کینیٹین چلتے ہیں مجھے بھوک لگی ہے۔"

عشاں نے علما سے کہا۔

ہاں ٹھیک ہے چلو۔ "وہ دونوں کینیٹین کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک ایک لڑکی

علما سے ٹکرا گئی۔ علما معذرت کرنے ہی لگی تھی کہ اس لڑکی نے بڑی ہی بد تمیزی سے کہا۔

اندھی ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی۔ "وہ لڑکی بڑے ہی غصے سے علما کو گھور رہی" تھی۔ وہ بلیک جینز پر ریڈ ٹاپ پہنے ہوئے تھی۔ وہ واقعی خوبصورت تھی۔ مگر شکل سے بگڑی ہوئی امیرزادی لگتی تھی۔ عشال کو یاد آیا وہ انہی کی کلاس میں پڑھتی تھی۔ سوری غلطی سے لگ گیا۔ "علما نے ہمیشہ کی طرح دھیمی آواز میں کہا۔ پر عشال کو اس لڑکی کا لہجہ بالکل بھی نہیں بھایا۔ وہ فوراً بولی۔

او میڈم دیکھ کر تم نہیں چل رہی تھی اور الزام ہم پر لگا رہی ہو، الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے۔ "عشال نے بھی حساب برابر کر دیا۔

تم کیوں بیچ میں ٹانگ اڑا رہی ہو" اس لڑکی نے پہلے عشال سے پھر علما کی طرف دیکھ کر کہا۔

اوہ ویسے پتہ چل گیا کیوں نہیں نظر آئی میں تمہیں، اتنا بڑا نقاب جو لگایا ہوا" ہے۔ "اس لڑکی کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ اب تو عشال کو اور غصہ آیا۔ وہ

کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ علما نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہاں سے جانے لگی۔ اس لڑکی کی آواز سن کر بہت سے سٹوڈنٹس جمع ہو گئے تھے۔ عشال پیچھے مڑ کر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی علما کے پیچھے چلی گئی لیکن جاتے جاتے بھی اس لڑکی کو زور سے دھکا دیا۔ وہ لڑکی غصے سے عشال کو گھور رہی تھی۔ دھیرے دھیرے اسٹوڈنٹس بھی جانے لگے۔ سمجھتی کیا ہے وہ خود کو، میں ابھی اسے ٹھیک ٹھاک سنار ہی تھی تم نے کیوں کھینچ لیا۔" وہ دونوں الگ تھلگ گوشے میں آگئے جہاں سٹوڈنٹس کم ہی آتے تھے۔ عشال نے علما کی طرف دیکھا اس نے نقاب ہٹایا تھا اس کے چہرے پر سکون تھا۔

اور تمہیں ذرا بھی غصہ نہیں آیا تمہارے چہرے پر اتنا سکون کیسے ہے۔ میرا تو من کر رہا تھا کہ وہی پر اسے دو چار لگا دوں۔" عشال ابھی غصے میں تھی۔

تمہیں اپنا پی پی ہائی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔" علما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ویسے بھی لوگوں کا کام ہوتا ہے کچھ بھی کہنا۔ اور تمہیں پتہ ہے میری ایک ٹرک ہے کہ جب بھی سامنے والا بندہ غصے میں مجھے کچھ بھی کہے نا تو میں خاموشی سے اور سکون سے اس کی ساری باتیں سن لیتی ہوں اور سامنے والا جواب نہ پا کر خود ہی جل جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔" علما نے سکون سے بتایا۔ مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔

"لیکن تم برداشت کیسے کر لیتی ہو۔"

کول ڈاؤن عشال، اس کے اندھا کہہ دینے سے میں سچ مچ کی اندھی تو نہیں بن گئی۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسے لڑائی نہیں کرتے۔ چلو اپنا موڈ ٹھیک کرو، کلاس لینی ہے۔" پھر وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

حمزہ تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا۔ اسے اس وقت کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی وہ سیدھا علما کے کمرے کی طرف بڑھا اور ہلکے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ علما جو ایک کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھی فوراً دروازے کی طرف دیکھا۔

ارے بھائی آپ آئے، آپ کو اجازت کی ضرورت کب سے پڑ گئی بھلا۔ آئے" بیٹھے۔" حمزہ مسکراتے ہوئے وہی بیٹھ گیا۔ علما نے اسے دیکھا وہ واقعی تھکا ہوا لگ رہا تھا، اس کی آواز میں بھی تھکاوٹ تھی۔

علما کیا مجھے ایک کپ کافی مل سکتی ہے اگر تم بنانا چاہو تو۔" حمزہ نے اسے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بھائی کیوں نہیں ضرور آپ فریش ہو جائے میں لے کر آتی ہوں"

اسلام علیکم عشال "علمانے سلام میں پہل کی۔"

"وعلیکم السلام، میں نے اپنی پیاری سی سہیلی کو ڈسٹرب تو نہیں کر دیا؟"

"نہیں بالکل نہیں، بھائی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ تم بولو کیسے یاد کیا؟"

ویسے ہی، بور ہو رہی تھی تو سوچا کال کر لو۔ ویسے تمہیں آج صبح والی لڑکی یاد ہے جو تم "سے ٹکرائی تھی؟"

"ہاں یاد ہے، مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو، لگتا ہے تم نہیں بھولی ابھی تک۔"

صحیح کہا، میں اتنی جلدی کیسے بھول سکتی ہوں، عشال اپنے دشمنوں کو نہیں "

بھولتی۔۔۔۔۔ ہاں تو میں کہ رہی تھی اس لڑکی کا نام کشمالہ حیدر ہے، امیر خاندان سے ہے نا اس لیے اتنی بگڑی ہوئی تھی۔ "عشال اپنی ساری بھڑاس نکال رہی تھی۔"

عشال کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہیں کرتے "اس کی بات سن کر عشال خاموش ہو گئی۔"

اور ویسے تم کیوں خوا مخواہ دشمنی پال رہی ہو؟ "علمانے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔"

مائے ڈیر، دوست تو ہر کوئی بنا لیتا ہے دشمن بنانا بڑی بات ہے، اور ویسے بھی کچھ "

لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکنے کا الگ ہی مزہ ہے۔ "عشال مزے لے لے کر بتا رہی تھی۔ علما بھی ہو لے سے ہنس دی پھر اچانک خاموش ہو گئی۔

لیکن عشال یہ دشمنی مہنگی بھی پڑھ سکتی ہے۔ "اور علما کے ذہن ماضی میں پہنچ گیا۔" تمہیں یہ تھپڑ مہنگا پڑے گا۔ "بس یہی جملہ علما کے ذہن میں گونج رہا تھا۔ اچانک عشال کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر آئیں وہ کچھ کہہ رہی تھی۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو گئی، اچھا بابا نہیں کرتی میں اس کی باتیں ٹھیک ہے۔"

عشال مجھے نیند آرہی ہے میں سو جاؤں اور دیکھو رات ہو گئی ہے تم بھی سو جاؤ۔ "علما" اب تنہائی چاہتی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے۔ "عشال نے نرمی سے کہا۔"

السلام علیکم "علما نے اسلام کیا۔"

"وعلیکم السلام"

وہ فون سائیڈ پر رکھ کر وہیں لیٹ گئی اسے اچانک وہ واقعہ کیوں یاد آ گیا، کیا اس کے ساتھ کچھ ہونے والا تھا۔ اس نے ذہن سے سوچوں کو جھٹک دینے کی کوشش کی۔ اور

دعاں نہیں پڑھتی ہوئی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اللہ بہتر جانتا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ کیا واقعی کچھ برا ہونے والا تھا۔۔۔

میری بیٹی ابھی تک آئی نہیں، ورنہ سب سے پہلے وہی سلام کرتی ہے۔ "اسماعیل"

صاحب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے علما کا پوچھنے لگے۔ حمزہ بھی چونک گیا۔

ہاں علما آئی نہیں ابھی تک مئی، اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ "اسے فوراً فکر لاحق"

ہوئی۔

میں بھی اسی کا انتظار کر رہی تھی، پتہ نہیں۔۔ میں اسے ابھی بلاتی ہوں۔ "فاطمہ بیگم"

کو بھی اب فکر لاحق ہوئی کیونکہ علما کبھی بھی اتنی دیر نہیں کرتی تھی۔ بن بلائے ہی آ

جاتی تھی۔

میں دیکھ کر آتی ہوں اسے "فاطمہ بیگم اٹھنے ہی لگی تھی کی حمزہ نے انھیں روکا اور خود"

بلانے چلا گیا۔ وہ علما کے کمرے میں پہنچا تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی عبا یہ باندھ رہی

تھی ہاتھوں کی رفتار انتہائی سست تھی۔ حمزہ نے اسے آواز دی۔

علما "وہ اس کی آواز پر چونک کر پلٹی۔ اس کی آنکھیں اور ناک سرخ تھی۔ حمزہ نے " اسکی یہ حالت دیکھی تو پریشان ہو گیا۔ واقعی لگ رہا تھا کہ اسے تیز بخار ہے۔

"گڑیا کیا ہوا تمہیں طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

جی ٹھیک ہے بس موسم تبدیل ہونے سے ہلکا سا زکام ہو گیا ہے۔ اسی لیے آنکھ بھی " دیر سے کھلی۔ "علما شرمندہ شرمندہ سی بتانے لگی۔ اور ساتھ میں ٹشو سے ناک بھی صاف کر رہی تھی۔ حمزہ فوراً پریشان ہو گیا۔

ارے کہاں ٹھیک ہو اور یونی کی تیاری چل رہی ہے۔ تم کہیں نہیں جا رہی آرام " کرو۔ "علما نانا کرتی رہ گئی پر حمزہ نے ایک نہیں سنی اور ایک ڈرا کھول کر میڈیسن نکالی۔ چپکے سے سلیپنگ پلس بھی پانی میں ملا دی۔

چلو اب جلدی سے کھاؤ اور آرام کرو میں نے تمہاری ایک نہیں سنی۔ "علما کو اس " وقت اپنے بھائی پر بے انتہا پیار آیا۔

کچھ ہی دیر میں نیند کی دیوی اس پر مہربان تھی۔ حمزہ کمرے سے نکلنے ہی لگا تھا کہ ساں یڈ ٹیبل پر رکھا علما کا فون بجنے لگا۔ نیند خراب ہونے کے ڈر سے اس نے فوراً فون

کے اس کی نیند میں خلل نہ ڈالیں۔ "آخری جملہ حمزہ نے بغیر کسی لگی لپٹی کے کہہ دیا۔ اور عشال کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر کال کاٹ دی۔

عجیب بندہ تھا کہہ بھی تو سکتا تھا نا کہ علما کا بھائی ہے۔ خوا مخواہ میرے الفاظ ضائع کیے، اللہ ایک تو علما بھی نہیں، دن کیسے گزرے گا۔ اچھا ہوتا میں بھی نہ آتی۔ "ایک تو وہ گھر پر عبد الہادی کو زبردستی یونی چھوڑنے کے لئے بحث کر کے آئی تھی۔ ورنہ عبد الہادی کا آج دیر تک سونے کا ارادہ تھا۔ وہ خاموشی سے کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

پروفیسر کلاس سے نکل چکے تھے۔ اسٹوڈنٹس کلاس سے باہر نکل رہے تھے۔ پر وہ بیچ پر بیٹھے کتاب میں سر دیے بیٹھی تھیں۔ کیونکہ کچھ دیر بعد آخری لیکچر باقی تھا۔ اچانک اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے گردن اٹھائی۔ سامنے ایک خوبروسا نوجوان تھا۔ شکل سے امیر لگتا تھا۔

آج شاید آپ کی دوست نہیں آئی۔ "وہ بڑے بے تکلفانہ انداز میں عشال سے باتیں کرنے لگا۔

جی، آپ کون؟ "عشال کو اس کا انداز بالکل بھی نہیں بھایا لیکن پھر بھی لہجے کو نارمل بناتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اوہ شاید آپ نے مجھے پہلے دیکھا نہیں ویسے میں اسی یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں فزکس " ڈیپارٹمنٹ میں۔ میں آپ کو دیکھتا تھا آتے جاتے کہ آپ اپنی دوست کے ساتھ ہوتی تھی۔ "وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ عشال نے ابرو اچکائے، جیسے پوچھ رہی ہو "تو؟"

شاید آپ کو میرا بات کرنا اچھا نہیں لگا ویسے آپ کی ایک کلاس میٹ ہے عائشہ میں اس کا کزن ہوں وہ دراصل ایک ہفتے سے اس کی طبیعت خراب ہے تو اس نے مجھے نوٹس لانے کے لئے کہے ہیں۔ تو میں نے سوچا آپ سے لوں۔ "عشال کے چہرے پر بیزاری تھی۔

اوکے میں آپ کو کل تک دے دوں گی۔ "عشال کا انداز لیادیا تھا۔

ویسے میں آپ کا نام جان سکتا ہوں؟ "وہ بڑے ہی خوشگوار موڈ میں پوچھ رہا تھا۔

اور اگر میں کہوں نہیں تو؟ "عشال نے ابرو اچکائے۔

پھر بھی آپ کو کبھی نہ کبھی تو بتانا ہی پڑے گا اور نہ مجھے پتا چل ہی جانا ہے۔ "اس کا" لہجہ عجیب تھا۔

اوکے تھینکس، تو پھر کل ملتے ہیں "اور وہ ہاتھ ہلاتا ہوا چل دیا۔ عشال اسے دیکھتی رہ" گئی اور دل میں سوچا پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں۔

عشال گیٹ پر کھڑی جھنجھلائی ہوئی تھی اور بار بار ہاتھ میں پہنی گھڑی دیکھ رہی تھی۔ پتا نہیں یہ عبد الہادی کا بچہ کب آئے گا۔ آنے دو اسے پھر دیکھتی ہوں۔ "وہ دل ہی" دل میں سوچتے ہوئے روڈ پر نظر جمائے ہوئے تھی۔ اچانک شناسا آواز پر وہ مڑی۔ جی؟ "سامنے وہی لڑکا کھڑا تھا جو نوٹس مانگنے آیا تھا۔ عشال کے تاثرات بدلے اور اس کی جگہ بیزاری نے لے لی۔

"آپ غالباً کسی کا انتظار کر رہی ہے میں ڈراپ کر دو۔"

جی نہیں شکریہ میں چلی جاؤ گی۔ "اور کہہ کر رخ موڑ لیا اور دوبارہ سڑک پر نظر گاڑھ" دی۔

"آپ کو دیر ہو رہی ہو نگے تو میں چھوڑ دیتا ہوں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔"

او مسٹر میں کب سے دیکھ رہی ہوں آپ خوا مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں جب کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" اب عشال نے بھی دو ٹوک انداز میں بات کی۔

اوہ آپ بھی اسی کی طرح ہے۔ خیر میرا نام حاشر ہے آپ مجھے اسی نام سے بلا سکتی ہے۔" عشال کو اس کا پہلا جملہ بالکل سمجھ نہیں آیا وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی کار کا ہارن بجایا عبد الہادی آچکا تھا۔ وہ حاشر کو ایک نظر دیکھتی کار میں بیٹھ گئی۔

وہ کون تھا؟" اس کے کار میں بیٹھنے کی دیر تھی کہ عبد الہادی نے سوال کیا۔ عشال پہلے ہی غصے میں تھی کہ عبد الہادی کے سوال پر اور طیش میں آ گئیں۔

جو کوئی بھی ہو تمہیں اس سے کیا، میری مرضی میں کسی سے بھی بات کرو اور تم اتنی "دیر سے کس خوشی میں آئے ہو؟

عبد الہادی کو اس کی بات پر غصہ آیا اس نے بھی اسی ٹون میں جواب دیا۔

"میری کار میری مرضی میں کسی بھی وقت پر آؤں۔"

"جلدی اٹھنے لگی ہو تو جلدی کا شور مچا ہے رکھتی ہو۔"

مجال ہے جو ماؤ کو اپنی بیٹیوں میں ایک بھی خوبی نظر آئے۔ "عشال دھیمی آواز میں" بڑبڑانے لگی۔ عبد الہادی لب دبائے مسکرا رہا تھا۔ اس وقت اس کے گالوں میں گڑھے بن گئے تھے جو اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتے تھے۔ زہے نصیب کہ اس کی مسکراہٹ ماما نے دیکھ لی۔

اور عبد الہادی تم کیوں اتنی نزاکتوں سے ناشتہ کر رہے ہو پاکستان کے پراں م منسٹر " نہیں ہو۔ "ماما دونوں کی بحث سے تنگ آگئی تھی اس لیے اب ساری بھڑاس دونوں پر نکال دی۔ عشال بھی گردن جھکائے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔ عبد الہادی نے جلدی ناشتہ کیا اور دونوں نکل گئے۔

عشال یونی میں داخل ہو رہی تھیں کہ اسے علما کی کار نظر آئیں تو وہ وہیں رک گئیں۔ علما کار سے اتر رہی تھی اس نے مسکرا کر علما کو دیکھا۔ علما ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اپنے بھائی سے کچھ کہہ رہی تھی اس کی نظر بھی اس طرف اٹھی۔ صاف رنگت ڈارک براؤن آنکھیں، لاٹ بلو شرٹ پہنے ہوئے، آستین کمنیوں تک مڑی ہوئی تھی۔ بے شک وہ خوبصورت تھا۔ عشال نے فوراً نگاہیں پھیر لیں اور خود کو ڈانٹا۔ پھر وہ اور علما یونی میں

داخل ہو گئے۔ انھوں نے کلاس میں قدم رکھا ہی تھا کہ کسی کے کھنکارنے کی آواز پر دونوں پلٹے۔ علما کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی وہ اپنی جگہ پر فریز ہو گئی۔ وہ شخص بھی اسے دیکھ کر مسکرایا۔

ارے آپ، میں نوٹس لائی ہو وہ لے اور براہ کرم اگلی دفع کسی اور سے "مانگے۔" انداز جان چھڑانے والا تھا۔ اتنے لمحوں میں اس نے علما پر دھیان ہی نہیں دیا۔ ارے آپ کی سہیلی سے میرا تعارف تو کروادے۔ "عشال کو اس کی بات سن کر" طیش آیا۔

غالباً یہ ہماری کلاس فیلو عا شہ کا کزن ہے اور اس کا نام۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ اب "آپ جاسکتے ہیں۔"

حاشر، حاشر گردیزی۔ "ابھی تو میں چلا جاؤں گا پر اب ملاقات تو ہوتی رہے" گی۔ "اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جس نے علما کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا۔ پر عشال نے دھیان نہیں دیا۔ اور وہ وہاں سے چلا گیا۔"

"ارے علما تمہیں کیا ہو گیا۔ تمہاری شکل پر بارہ کیوں بچے ہے۔"

ن۔۔ نہیں ک۔۔ کچھ نہیں ویسے عشال یہ تمہیں کیسے جانتا ہے۔ "عشال نے کل کا"
سار اواقعہ اس کے گوش گزار کر دیا۔

اوہ اچھا لیکن اس سے دور رہنے میں بھلائی ہے۔ "علما کا انداز کھویا کھویا سا تھا۔"

اچھا چلو گارڈن والے حصے میں چلتے ہیں۔ "علما نے اس کا دھیان بھٹکانا چاہتا کہ وہ اس"
کے سوالوں سے بچ جانے۔ اور وہ کامیاب بھی ہو گئی۔ پھر وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی
باہر نکل گئیں۔

ڈنر کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ عبد الہادی بھی اپنے روم میں بیڈ پر
آڑا تر چھالیٹا ہوا تھا۔ اس کا ذہن کہیں اور تھا بہت دور۔ اس کے ذہن کے پردے پر دو
نقاب پوش آنکھیں تھیں جو عشال کی معصوم دوست کی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک
کشش تھی جو مقابل کو مسحور کر دیتی تھی۔ کاش اس کا چہرہ دیکھ پاتا۔ دل نے ایک
معصوم سی خواہش کی۔ نہ جانے کتنی دیر وہ اس کے خیالوں میں کھویا رہتا۔ اسے کسی کی
موجودگی کا احساس ہوا۔ عشال اس کے چہرے کے آگے ہاتھ ہلا رہی تھی۔

کیا ہوا میرے بھائی کس کے خیالوں میں گم ہو۔ عشال شرارت سے مسکرا رہی تھی "عبدالہادی اس کے خواہ مخواہ ڈسٹرب کرنے پر چڑ گیا۔

"بکواس مت کرو۔ اور یہ کوئی میسرز ہے کسی کے کمرے میں آنے۔"

"ارے میں بکواس کہاں کر رہی ہوں حقیقت بیان کر رہی ہوں۔"

چہرے کی رنگینیاں بتا رہی ہے خوش ہو

محبت کی نشانی ہیں خیالوں میں گم ہونا

عشال نے اسے چھیڑا۔

بیکار کے اندازے نہ لگاؤ۔ وہ بتاؤ کیوں آئی ہو؟ "عبدالہادی نے بات بدلنی چاہی۔"

کیوں میں ایسے نہیں آسکتی کیا۔ میرے بھائی کا کمرہ ہے میری مرضی میں جب چاہو"

آسکتی ہوں۔ "عبدالہادی اسی طرح لیٹا ہوا تھا اچانک کچھ یاد آنے پر اٹھ بیٹھا اور عشال

سے پوچھا۔

عشال وہ لڑکا تمہیں تنگ تو نہیں کر رہا تھا نا اگر ایسا کچھ ہے تو مجھے بولو میں اسے ٹھیک

"کردو گا۔"

میرے بھائی بے فکر رہو تمہاری عشال کمزور نہیں۔ اچھے اچھو کو ٹھیک کیا ہے میں " نے۔

زیادہ ہیر و بننے کی کوشش نہ کرو کسی دن مہنگی پڑ جائیں گی، ویسے لانگ ڈرائیو پر چلو " گی۔ "آج عبد الہادی کا موڈ اچھا تھا اسی لئے خود سے پوچھ لیا۔

مجھے شک ہو رہا ہے عبد الہادی تمہیں مجھ سے کوئی کام تو نہیں ہے جو اتنی خوشامد کر " رہے ہو۔

بیٹھی رہو یہی تمہیں عزت راس ہی نہیں آتی ہے بندے کا موڈ ٹھیک ہے وہ بھی " خراب کر دیتی ہو۔ میں نہیں چلتا اب۔

اچھا نا سوری چلو "عشال بھی خوشی خوشی راضی ہو گی۔ عبد الہادی ابھی تک ان ہلکی " نیلی آنکھوں والی لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

علامہ سب کے ساتھ ڈنر کر رہی تھی لیکن اس کا دھیان کہیں اور تھا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ وہ صرف چمچہ ہلانے کا کام کر رہی تھی۔ فاطمہ بیگم نے اسے دیکھا تو

احاطہ کافی بڑا تھا راہداری سے گزرنے کے بعد کھلا میدان شروع ہوتا تھا آس پاس درخت اور چھوٹے چھوٹے پودے لگے ہوئے تھے اور انہی کے پاس جگہ جگہ بینچس بنے تھے وہ دونوں بھی چلتی ہوئی ایک بینچ پر آکر بیٹھ گئی۔

ارے علما مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے "کچھ یاد آنے پر عشال نے علما سے کہا بیگ سے " ایک البم نکال کر علما کے سامنے کیا۔

یہ دیکھو کل ماما نے یہ البم نکالا تھا اس میں اتنی اچھی اچھی تصویریں ہے علما میں ماما سے " بہت مشکل سے لے کر آئی ہوں ورنہ ماما نے پر بالکل بھی راضی نہیں تھی۔ " علما دلچسپی سے البم کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عشال نے پہلا صفحہ کھولا۔ اس پر ایک پیاری سی بچی جھولے میں لیٹی ہوئی تھی۔ پھولے گالوں اور گلابی رنگت کی وہ لڑکی واقعی بہت پیاری تھی۔

واہ علما دیکھو نا یہ میں ہوں کتنی پیاری لگ رہی ہوں نا " علما اپنے گالوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی " بولی۔ اس کی حرکتیں دیکھ کر علما بھی ہنس پڑی۔ عشال نے صفحہ پلٹا۔ سامنے ایک خوبصورت سا بچہ بیڈ پر کھلونوں کے درمیان بیٹھا تھا وہ عشال سے تھوڑا بڑا تھا اور عشال کی ہی طرح خوبصورت۔ گالوں پر چھوٹا سا ڈمپل بھی نمایاں تھا۔

اب بھلا بتاؤ یہ کون ہے؟ "عشال نے ہنستے ہوئے علما سے پوچھا۔"

یہ تمہارا بھائی۔۔۔۔۔ عبد الہادی ہے "علما نے سوالیہ نظروں سے عشال کی جانب دیکھا۔"

ہمم۔۔۔۔۔ میری ہی طرح پیارا "عشال نے یہ کہتے ہوئے اگلا صفحہ نکالا۔ وہ اس تصویر میں عشال اور عبد الہادی تھوڑے بڑے دکھائی دیتے تھے۔ دونوں درمیان میں اور آس پاس ان کے ننھے ہاتھوں کو پکڑے دونوں کے ماما پاپا کھڑے تھے۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔"

یہ تمہاری ماما ہے نا؟ "علما نے غور سے عدیلہ بیگم کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے کچھ پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔"

ہا بالکل اور یہ پاپا۔ "اس تصویر میں ہر کوئی خوش تھا۔ سبھی کے چہروں پر ایک ہی احساس تھا۔ مکمل فیملی ہونے کا احساس۔"

آگے؟ "علما نے عشال سے سوال کیا۔ عشال نے ایک گہری سانس کھینچی۔"

آگے۔۔ آگے ماما کی یادیں ہے، شاید دکھ بھر ماضی جن میں تلخ یادیں اور ساتھ کچھ

اچھی یادیں بھی۔ "علماء عشال کو بغور سن رہی تھی۔

پرمانے کبھی ہمیں اس بارے میں بتایا نہیں مگر کچھ تو ہم جان ہی گئے ہیں۔ "عشال" صفحہ پلٹنے ہی لگی تھی کہ کسی نے انہیں سلام کیا۔ دونوں نے ایک ساتھ نظریں اٹھائی، دیکھا تو سامنے حاشر کھڑا تھا۔ جیسے ہی علمائے اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں غصہ اتر گیا اور چہرے پر نرمی کی جگہ سختی نے لے لی۔ مگر پھر بھی ضبط کر کے سلام کا جواب دیا ساتھ ہی عشال نے بھی جواب دیا۔

وعلیکم السلام، آپ ہمیں بتانا پسند فرمائیں گے کہ بار بار ہم سے باتیں کرنے کیوں آ جاتے ہو؟ "عشال نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے پوچھا۔

سیدھی سی بات ہے میں آپ دونوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آپ دونوں باقی لڑکیوں سے الگ ہے۔ "عشال کچھ کہنے والی تھی علمائے فوراً جواب دیا۔ اس کی آواز دھیمی مگر لہجہ سخت تھا۔

مگر ہم آپ سے دوستی نہیں کرنا چاہتے اور برائے مہربانی دوبارہ ہم سے بات کرنے کی کوشش نہ کریں۔ "اس وقت علمائے آنکھوں میں غصہ تھا۔ عشال کبھی علمائے چہرہ دیکھتی تو کبھی حاشر کا اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔ اتنا کہہ کر اس نے عشال

کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہاں سے نکل گئی۔ ایک الگ تھلک گوشے میں آ کر دونوں بیٹھ گئیں۔
 کیا ہو گیا ہے علما! تناغصہ کیوں؟ پہلے تو کبھی ایسے لہجے میں بات نہیں کی تم نے۔ "علما"
 گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

کچھ نہیں عشال میں تمہیں صرف اتنا کہوں گی کہ اس لڑکے سے دور رہو جتنا ہو سکے "
 دور رہو۔" پہلے کی بنسبت علما کا لہجہ دھیمہ اور نرم تھا۔ عشال نے اس وقت کچھ بھی
 پوچھنا مناسب نہیں سمجھا اسی لئے صرف ہاں کہنے پر اکتفا کیا۔

اچھا ٹھیک ہے، پہلے تو تم پانی پی لو۔ "عشال نے اپنی بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر علما"
 کو دی۔ علما نے ایک ہاتھ سے بوتل لی اور اپنا نقاب نکالنے لگی۔

کتنی حیرت کی بات ہے نا! علما کہ میں نے بھی تمہارا چہرہ بغیر نقاب کے اتنے اچھے سے "
 نہیں دیکھا ہوا۔ اچھا ایک کام کرتی ہوں میں ہم دونوں کی ایک تصویر لے لیتی ہوں
 جب کبھی مجھے تمہاری یاد آئے گی میں اس تصویر کو دیکھ لوں گی۔ "علما نے پانی پیا اور
 گھور کر عشال کو دیکھا۔ ساتھ ہی نقاب لگا لیا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔ "علما نے صاف لفظوں میں منع کر دیا۔"

کیوں نہیں کہتی۔۔۔۔۔ کسی چیز کو دل سے کرنے اور زبردستی کرنے میں بہت فرق ہے۔ اللہ کے رسول نے بھی کسی کو اسلام قبول کرنے کے لیے فورس نہیں کیا۔

تم نے وہ آیت تو پڑھی ہی ہو گی۔۔۔۔۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (سورہ عمران آیت نمبر۔ 256)

'دین میں کوئی زبردستی نہیں'

نقاب لینا یا نہ لینا تمہاری مرضی ہے۔ تم چاہو تو لے سکتی ہو۔ اور میں بھی یہی کہوں گی کہ اگر تم دل سے راضی ہو تو یہ کام کرو یہ بھی تو ایک نیکی ہی ہیں۔ "عشال کی نظریں علما پر ہی مرکوز تھی۔ وہ انتہائی توجہ سے اسے سن رہی تھی۔ گویا ایک سحر میں کھوئی ہو۔ پھر اس کے خاموش ہونے پر سحر ٹوٹ سا گیا۔

علما۔۔۔۔۔۔۔ "وہ ایک جذب کے عالم میں بولی۔"

میں نقاب ضرور لگاؤ گی، مجھے بہت خوشی ہو گی۔ "وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اس کی" بات پر علما کا چہرہ چمک اٹھا۔

ویسے علما۔۔۔۔۔ تمہاری باتیں تم سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ سیدھا دل پر اثر کرتی"

"ہے۔"

تمہاری باتیں بھی اثر کر سکتی ہے۔ بشرط یہ کہ ہم جب تک اس چیز پر عمل نہ کریں ہم "دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دے سکتے۔ اب یہی مثال لے لو اگر میں بغیر نقاب لگائے تمہیں کہتی تو تم سنتی میری بات۔۔۔۔ نہیں نا، اسی لیے پہلے ہمیں خود کو بدلنا پڑتا ہے پھر ہی دوسروں سے توقع کی جاسکتی ہیں۔" اس کی بات پر عشال نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا اب آخری لیکچر تو یہی ہو چکا میڈم، اب سیدھا گھر جانا ہے۔"

ہاں میں عبدالہادی کو کال کر لیتی ہوں تم بھی کال کر لو۔ "عشال نے موبائل آن کرتے ہوئے کہا۔

ہاں پر ڈرائیور تو چھٹی پر ہے اور بھائی تو آفس میں میں ہو گے اس وقت۔ پھر بھی میں "کال کر کے پوچھ لیتی ہوں ویسے بھی چھٹی کا وقت قریب ہے۔

ایک منٹ، تمہاری دوست کس لیے ہے، ہم تمہیں ڈراپ کر دیتے ہیں۔ اس بہانے "مجھے گھومنے کا بھی موقع مل جائے گا۔" عشال نے چمکتے ہوئے کہا۔

نہیں میں بھائی کو بلا لیتی ہوں۔ انہوں نے فوراً آ جانا ہے۔ "علما بھی فون نکالنے" لگی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اب میں نے کہانا تم ہمارے ساتھ جاؤں گی بس اپنے بھائی " سے کہہ دو میں آرہی ہوں عشال کے ساتھ اور یہ بھی کہہ دینا کہ محفوظ ہاتھوں میں ہوں ورنہ وہ تمہارا سوکا لڈ بھائی پریشان ہوتا رہے گا۔ "عشال نے صاف کہہ دیا پھر علما کو اس کی مانتے ہی بنی۔ اس نے حمزہ کو کال کر کے بتا دیا۔ اس نے پہلے بہت احتجاج کیا مگر علما کے بار بار مطمئن کرنے پر مان گیا۔ اس کے علاوہ اس کی ضروری میٹنگ بھی تھی۔ اس لیے اجازت دے دی۔ عشال نے ہادی کو بھی کال کر کے بلا لیا تھا۔

"عشال پلیز نامیں بھائی کی ساتھ چلی جاؤ گی۔ مجھے نہیں اچھا لگتا۔"

چپ کر جاؤ اب۔۔۔۔۔ "اس نے علما کا ہاتھ پکڑا اور آتی ہوئی کار کی طرف " بڑھی۔ عبد الہادی نے کار روک کر عشال کی طرف دیکھا اور اس کی ساتھ آتی علما کو دیکھ کر چونک گیا۔ عشال علما کو لیے قریب آئی اور ہادی سے مخاطب ہوئی جو علما کو ہی دیکھ رہا تھا۔

عبد الہادی آج ہم علما کو ڈراپ کریں گے اور امید کرتی ہوں تمہیں کوئی پریشانی "

"نہیں ہوگی۔"

بالکل ڈراپ کر دو گا۔ "عشال نے حیرت سے عبد الہادی کی جانب دیکھا، اور دل میں "سوچا" یہ اتنی عزت سے کیسے مان گیا۔ ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے۔ تم سے تو میں بعد میں پوچھو گی۔ "وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ علما نے تفصیلاً اپنے گھر کا پتہ بتا دیا تھا۔ علما بھی تک انکمفر ٹیبیل سی بیٹھی تھی۔ یوں پہلی بار کسی اور کے ساتھ آرہی تھی اوپر سے عبد الہادی کی موجودگی میں اور غیر آرام دہ محسوس کر رہی تھی۔ اور اس کی بے چینی اس کے ہاتھوں سے واضح تھی وہ کبھی اتنی غیر مطمئن نہیں ہوں گی۔

علما تم اطمینان سے بیٹھو مجھے پتہ ہے کہ میرا بھائی کسی ڈریکولا سے کم نہیں مگر میری "موجودگی میں تم بے فکر رہو۔" عشال نے مزے سے کہا۔ اس کی بات پر علما خوا مخواہ شرمندہ ہو گئی۔ جبکہ عبد الہادی اس کی بات پر چڑ گیا۔

جنگلی بلی تمہیں تو میں گھر جا کر دیکھو گا۔ "عبد الہادی نے بہت ضبط کیا وہ علما کے سامنے کچھ بھی کہنے سے گریز کر رہا تھا۔

ویسے تو تم مجھے ابھی بھی دیکھ رہے ہو۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ دیکھ رہے "ہو۔" عشال نے عبد الہادی کی بار بار بیک ویو مرر پر پڑتی نظروں کو دیکھ کر طنز کیا۔

اسلام علیکم ماما "علما نے فوراً سلام کیا۔"

و علیکم السلام بیٹا تم حمزہ کے ساتھ نہیں آئی؟ "وہ تشویش سے پوچھنے لگی۔"

جی نہیں میں۔۔۔ میں عشال کے ساتھ آئی ہوں۔ اس کا بھائی روزا سے لینے آتا ہے "

"نا، آج وہ مجھے زبردستی ڈراپ کر گئی۔"

حمزہ مان گیا؟ "وہ حیران ہو گئی۔ وہ بھی جانتی تھی کہ حمزہ علما کے لیے کتنا پوزیزو ہے۔"

جی بڑی مشکل سے مانے ہے۔ "کہتی ہوں وہ اندر کی جانب آگئی۔"

چلو تم فریش ہو کر آ جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔ "ہاں کہتی ہوں وہ اوپر کی جانب بڑھ گئی۔"

ویسے چل کیا رہا تھا۔ تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ "علما کو ڈراپ کر کے وہ واپس "

آ رہے تھے، اب عشال نے عبد الہادی کو ستانا شروع کر دیا۔

کیا مطلب۔۔۔ "سے عبد الہادی سامنے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔"

ہائے میلا بھائی۔۔۔ اتنے بھولے نابھو، جناب کی نگاہیں کہی بھٹک رہی تھی کہی " دل۔ "عبدالہادی نے زور سے بریک لگائے۔ اور پوری طرح سے عشال کی جانب متوجہ ہوا۔

تمہیں پتہ ہے جب تم ایسی بکواس کرتی ہونا تو بالکل۔۔۔۔۔ تو بالکل سڑا ہوا امرود " لگتی ہو۔ "عبدالہادی کو الفاظ نہ ملے تو جو منہ میں آیا کہہ دیا۔

کیا!!!۔۔۔۔۔ سڑا۔۔۔۔۔ ہوا۔۔۔۔۔ امرود۔۔۔۔۔ تو تم کیا ہو۔۔۔۔۔ "عشال تو سب " بھول بھال کر اس کے الفاظ میں ہی اٹک گئی۔
"شکل دیکھی ہے اپنی بالکل گوریلا لگتے ہو۔"

اور تم جو یہ الفاظ نکالتی ہونا سخت زہر لگتے ہے مجھے۔ بالکل زہریلی ناگن لگتی ہو۔ " عبدالہادی بھی اب برابری کر رہا تھا۔

مجھے بھی تمہاری اس شیریں بیانی سے کوئی عشق نہیں ہے، اب اپنے ڈھینچوں " ڈھینچوں بند کرو، گدھے۔۔۔

"تو پھر تم بھی گدھی، آخر کو میری بہن ہو۔۔۔۔۔"

کس کی کال ہے؟ "علما مصروف انداز میں بولی۔"

فارغ لوگوں کی "حمزہ نے بہ ظاہر تو دھیرے سے کہا مگر علما نے سن لیا۔"

بھائی۔۔۔۔۔ "علما نے مصنوعی خفگی سے کہا۔ وہ سمجھ گئی کہ کس کی کال ہے۔ فوراً"
کال اٹھالی۔

اسلام علیکم... "عشال کی ہشاش بشاش سی آواز سنائی دی۔"

وعلیکم السلام "علما مسکرا رہ دی۔"

"کیسے یاد کیا۔"

میں کیا تمہیں کال نہیں کر سکتی۔۔۔ "عشال نے خفگی سے کہا۔"

ارے جب چاہو تب کر لو "علما نے کہا۔"

"میں نے تمہیں کچھ یاد دلانے کو کال کی ہے۔"

"اور وہ کیا ہے؟"

میں نے تو البم دکھا دیا، جس میں تم نے کیوٹ سی عشو کو دیکھا۔ تم تو مجھ سے زیادہ"

خوبصورت ہو تم کتنی کیوٹ دکھتی ہو گی بچپن میں، مجھ سے بھی زیادہ۔۔۔۔۔ کل یاد سے لے کر آنا البم

ن۔۔۔۔۔ "علما کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ عشال نے ٹوک دیا۔"

"میں نے نہ سننے کے لیے کال نہیں کی ہے لازمی لانا ہے تم نے۔"

"اچھا ٹھیک ہے پر ماما سے پوچھنا پڑے گا کہار کھی ہے، مجھے یاد نہیں ہے"

اچھا۔۔۔ پھر پوچھ لینا فوراً سے، میں نے دیکھنی ہے۔ ارے ہاں وہ سراسر اعجاز کا لیکچر تو ہم "نے نوٹ نہیں کیا، کل کسی سے لینا ہے ہم نے، یاد دلانا مجھے۔"

اوکے، عشال اس وقت میں نے بھائی کو کافی دینی ہوتی ہے، تو۔۔۔۔۔ میں جاؤں، میں "بعد میں میسیج کر لو گی۔"

اونہ۔۔۔۔۔ تمہارا کھڑوس بھائی یہاں بھی ٹپک گیا۔ "عشال صرف سوچ کر رہ گئی۔"

ہمم، جاؤ جاؤ، اپنے بھائی کی خدمات انجام دو۔ "عشال نے شرارت سے کہا اور فون "رکھ دیا۔"

عشال بھی نا "علما بھی مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔"

ارے ارے دیکھو تو ذرا کون آیا ہے، برقعے والی آنٹیز آئی ہے۔ جیسے ہی ان دونوں نے کلاس میں قدم رکھا کشمالہ جو اپنے گروپ کے ساتھ بیٹھی تھی فوراً ان پر فقرے کسے۔ وہ واٹ سکریٹ پر بلیک جینس پہنے ہوئے تھی۔ انداز میں انتہائی غرور تھا۔ کشمالہ کی بات پر اس کی سہیلیاں قہقہے لگا رہی تھی۔ علما نے نظر انداز کرنا چاہا مگر عیشال کے تو سر پر لگی تلووں پہ بجھی۔ عیشال نے اپنا نقاب اتارا۔ وہ بھی اب نقاب لینے لگی تھی۔

اوہ ینگ لیڈی اپنی اوقات میں رہو تو بہتر ہے۔ "عیشال کہا چپ رہنے والی تھی۔ علما" نے اس کا ہاتھ پکڑا گویا اسے خاموش رہنے کا کہہ رہی ہو۔

اف اوقات۔۔۔۔۔ اوقات تو تم اپنی دیکھو پرانے زمانے کی خاتون۔ تم دونوں شاید "ماڈرن زمانے سے بہت پیچھے رہ گئی ہو۔" کشمالہ نے نزاکت سے اپنے بالوں کو پیچھے کیا۔

اونہ۔۔۔۔۔ ماڈرن زمانے سے پیچھے تو تم ہو غریب، ماڈرن زمانے کے حساب سے تو "کپڑے پہننے کا ڈھنگ تو تمہیں آتا ہی نہیں، اور تمہارے پاس کپڑوں کی تو اتنی کمی ہے اللہ میں تمہیں اپنے ایک دو جوڑے دے دوں۔" عیشال نے سیدھا اس کے چھوٹے

کپڑوں پر طنز کیا۔ علما دل ہی دل میں عشال کے چپ رہنے کی دعائیں کر رہی تھی۔
 اوہ شٹ اپ، اپنی بکواس بند کرو، تم جیسی لڑکیاں جتنی پارساد کھائی دیتی ہونا اتنی ہو "
 نہیں، سب پتہ ہے ان نقابوں کے پیچھے کیا کرتی ہو۔ "کشمالہ زہر خند لہجے میں
 بولی۔ اب بات ان کے کردار کی تھی اس لیے عشال کو اور طیش آیا۔ علما بھی پریشان ہو
 گئی کہ اس سچویشن کو کیسے ہینڈل کریں۔

ایک منٹ تم نے یہ تومان لیا کہ ہم پارسا ہے، پر سارا دن، ہائے میلا بے بی، میلا "
 شو نو، جانو مانو کون کرتا رہتا ہے؟ "عشال آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی اپنے اس جملے پر وہ
 خود بھی ہنس رہی تھی۔ آس پاس اسٹوڈنٹس کا ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ کشمالہ سے اتنی بے
 عزتی برداشت نہ ہوں گی جبکہ علما مسلسل عشال کا بازو کھینچ رہی تھی۔ وہ خوا مخواہ تماشہ
 نہیں لگوانا چاہتی تھی۔

اسٹاپ اٹ، جسٹ شٹ اپ، دیکھ لوگی میں تم دونوں کو اچھے سے دیکھ لوگی۔ کشمالہ "
 اپنے دشمنوں کو کبھی نہیں بھولتی۔ "یہ کہتی ہوئی وہ وہاں سے جا چکی تھی۔ علما بھی
 عشال کو لے کر سیٹ کی جانب بڑھ گئی۔

"نہیں علما بھی دھیان نہیں لگنا لیکچر میں، کہی اور چلو۔"

اچھا ٹھیک ہے "علماء نے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ دونوں گارڈن والے حصے کی جانب آگلی۔

ویسے عشال تم نے غلط کیا خواہ مخواہ بحث کی۔ "علماء نرمی سے کہہ رہی تھی۔"

میں بحث کر رہی تھی؟ شروعات اس نے کی تھی۔ ویسے بھی میں حساب برابر کر رہی تھی۔ "وہ دونوں ایک بچہ پر بیٹھ گئی۔

نہیں تم اپنا نیکی کمانے کا موقع گنوا رہی تھی۔ "اس کی بات پر عشال نے چونک کر اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔ اب علماء مطمئن سی نرمی سے اسے سمجھانے لگی۔ اس کے الفاظ سحر زدہ تھے۔ گویا ماحول رک سا گیا۔ صرف علماء کے ہلتے لب اور عشال کی تیز سماعتیں تھی۔

ایسے نہیں ہوتا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور کرنا سیکھو عشال، یوں بدلہ لینے سے کیا ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ تمہارے دل کو ٹھنڈک ملے گی اور کیا ہوگا۔ "عشال پلک جھپکائے بنا اسے دیکھ رہی تھی۔

سب سے بہتر بدلہ اللہ کا ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی تمہیں میری ٹرک بتائی تھی۔"

خاموش رہنا سیکھو۔ جو خاموش رہا۔۔۔۔۔ اس نے نجات پائی۔ "علمائے رک کر آہستہ سے کہا۔ لفظ لفظ عشال کی سماعتوں میں اتر رہا تھا۔ اب ہر سو خاموشی تھی۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ یونی کے ماحول میں لوٹ چکی تھی۔

ہو وہ۔۔۔۔۔ "عشال نے ایک گہری سانس اندر کھینچی۔"

تم ٹھیک کہتی ہو۔ پر جب کوئی میری ذات پر تنقید کرتا ہے تو میں برداشت نہیں کر پاتی۔ مجھے غصہ آ جاتا ہے۔ "وہ اداسی سے کہنے لگی۔

تو اس کا بھی حل ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اس کے بد کردار کہہ دینے سے تم حقیقت میں بد کردار تو نہیں بن گئی نا۔ غصہ پر قابو پانا سیکھو، صبر کرو۔ غصہ پر قابو پانا ہی تو صبر ہے۔ تم وہ کر لو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ "علمائے مسکراتے ہوئے کہا۔ عشال چند پل علمائے چہرہ دیکھتی رہی پھر آہستگی سے بولی۔

میں کوشش کروں گی۔ "وہ بھی ہلکا سا مسکرائی۔"

"اچھا البم کا کیا بنا؟"

سوری پر ممانے کہا ہے کبھی چھٹی کے دن نکالے گی تو لے جانا انھیں یاد نہیں کہا رکھی

"ہے۔"

اٹس اوکے، لیکن جب بھی ملے یاد سے لے آنا۔ "پھر وہ دونوں اگلا لیکچر اٹینڈ کرنے" چلی گئی۔ کوئی بہت غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

تو وہ تمھاری بھی دشمن ہے نا۔ دشمن کا دشمن دوست۔۔۔ "وہ مکاری سے ہنس دیا۔"

"یعنی ہم دونوں آج سے دوست ہوئے۔"

ہاں اور اب دیکھنا کیسے مزہ چکھاتا ہوں میں۔ اگلی بار مجھ سے ٹکرانے کی کوشش ہی "نہیں کریں گے۔"

"ہمم۔۔۔ میں بھی تیار ہوں۔ بس موقع کی دیر ہے۔"

میں جیسا کہتا ہوں بس ویسے کرتی جاؤ، پھر دیکھنا۔۔۔۔ "ایک بار پھر زوردار قہقہہ"

ابھرا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دے کر ہنس رہے تھے۔ پر وہ کیا جانے کہ اوپر ایک برتر ذات بھی ہے جو تمام حال سے واقف ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو ایسی

سازشوں سے کوسوں دور رکھتا ہے، ان کی حفاظت کرتا ہے۔

فجر کا وقت تھا۔ پرسکون اور ٹھہرا ہوا ماحول۔ کہی پر لوگ خواب غفلت میں کھوئے ہے تو کہی پر نیک بندے اللہ سے بخشش طلب کر رہے ہے۔

علمائے سلام پھیری اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

اے اللہ، تو میرے دل کے حال سے واقف ہے اور لوگوں کی نیتوں کو بھی جانتا " ہے۔ "ہلکی ہلکی ہوا میں ماحول کو تازہ کر رہی تھی۔ اور وہ اپنے رب سے محو گفتگو تھی۔

میں نہیں جانتی کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ پر ایک خوف ہے جو میرے وجود پر حاوی ہو رہا ہے۔ پس تو بہتر محافظ ہے میری اور عشال کی حفاظت کر، آمین " وہ دعا کر کے اٹھی اور قرآن کی تلاوت کرنے لگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

الرَّحُّ مَنْ لَّا ﴿١٩﴾

رحمان نے۔

عَلَّمَهُالْقُرْآنُ ﴿٢٠﴾

قرآن سکھایا۔

اس کی خوبصورت آواز ماحول میں عجیب سا سوز پیدا کر رہی تھی۔ اس کے روم روم میں سکون اتر رہا تھا۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿٢١﴾

اسی نے انسان کو پیدا کیا۔

عَلَّمَهُالْبَيَانَ ﴿٢٢﴾

اور اسے بولنا سکھایا۔

بالکونی سے باہر پرندوں کا گروہ منڈلا رہا تھا اور مختلف آوازیں نکال رہا تھا۔ جس سے ماحول مزید دل فریب تھا۔ وہ بھی اپنی رب کی تسبیح میں مصروف تھے۔

آفتاب اور مہتاب (مقررہ) حساب سے ہے۔

اور ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

لب ہل رہے تھے۔ اس کا دل گویا سحر میں جکڑ چکا تھا۔ سکون کی لہر جسم میں دوڑ رہی تھی پرندے تسبیح میں مصروف تھے۔

وہ اسی طرح ایک ایک آیت پڑھتی جاتی اور بے چینی کی ایک ایک گرہ کھلتی جاتی۔

بے شک دلوں کا سکون اللہ کی یاد میں ہے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم "شنا سنا آواز پر علما نے رخ موڑا ساتھ ہی عشال بھی مڑ گئی۔ وہ دونوں"

ابھی لیکچر لے کر نکلی تھی۔ اور گارڈن کے پاس اپنی مخصوص جگہ پر جا رہی تھی۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔" علمائے جیسے ہی اسے دیکھا اس کے چہرے پر حیرت انگیز "

مسکراہٹ آگلی۔

عنایہ! تم یہاں کیسے؟" عنایہ بھی مسکرا دی۔ اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور "

مسکراہٹ تھی۔ حجاب میں لپٹا چہرہ اور اس پر الگ سی معصومیت۔۔

میں تو یہی پڑھتی ہوں، دونوں کے ڈپارٹمنٹ الگ ہے شاید۔ "عشال جو سوچ رہی" تھی کہ یہ کون ہے دھیمی آواز میں علما سے پوچھنے لگی۔

عشال اس سے ملو یہ ہے عنایہ جب میں لاہور میں ہوتی تھی تو ہم دونوں ایک ہی "کلاس میں پڑھتے تھے۔ اور عنایہ یہ ہے میری پیاری سی دوست عشال۔" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہولے سے سر خم کیا۔

اور کیا حال چال ہے، سب خیریت؟ "عنایہ عشال سے ہاتھ ملائی علما سے پوچھنے لگی۔"

"الحمد للہ۔۔۔ اللہ کا شکر ہے۔ ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ اکیلی رہ رہی ہو یہاں۔"

نہیں میں اپنی خالہ کے یہاں رہو گی۔ انھوں نے ہی یہاں ایڈمیشن لینے کو کہاں "تھا۔"

"اچھا۔۔۔"

چلو نا کینیٹین چلتے ہے وہاں بیٹھ کر باتیں کرے۔ "عشال بیچ میں بولی۔"

سوری ابھی میں کچھ کام سے جا رہی ہوں ویسے بھی اب ملاقات تو ہوتی رہنی "

ہے۔ "کہتی ہوں ہاتھ ہلا کر سلام کرتی جانے لگی۔

ویسے کشمالہ کی جانب سے خاصی خاموشی ہے، نہیں؟ "علمانے کچھ یاد آنے پر پوچھا۔"

خاموش ہونا بھی چاہیے، ڈر گئی ہوگی، اگلی بار جو کبھی عشال سے بحث "

کریں۔ "عشال مسکراتے ہوئے کہنے لگی دونوں چلتی ہوئی کینٹین میں ایک ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

لیکن پھر بھی اس جیسی لڑکی خاموش تو نہیں بیٹھے گی۔ "علمانے دل میں سوچا۔"

اسلام علیکم گرلز "اچانک حاشر ساں دُ سے کرسی کھینچ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔"

اس کی اس اچانک حرکت پر تو پہلے دونوں حیران ہوئی پھر عشال کچھ کہنے لگی تھی کہ
علمابولی۔

یہ کیا حرکت ہے حاشر، تمیز نہیں ہے تمہیں۔ "وہ سخت لہجے میں بولی۔ اور دونوں "

اٹھ کھڑی ہوئی۔ حاشر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

تمیز ہے تبھی تو پہلے سلام کیا۔ آوارہ لڑکوں کی طرح ہاتھ تو نہیں پکڑ لیا تمہارا؟ "علماء"

چونک گئی۔ اسے لگا حاشر اسے بہت کچھ جتا رہا ہے۔ ایک لمحے کو تو وہ ڈر گئی۔ بہت

کچھ یاد آیا تھا اسے۔ پر عشال نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔ عشال نے علما کا چہرہ دیکھا، نقاب ہونے کے باوجود بھی وہ دیکھ سکتی تھی کہ غصہ اور خوف کے ملے جلے تاثرات تھے۔

اے اپنے بکواس بند کرو اور دفع ہو جاؤ۔ "عشال نے دھیمی آواز میں کہتا کہ تماشا نہ بنیں۔ اور وہ دونوں وہاں سے چلی گئی۔ حاشر پیچھے کھڑا نہیں پر سوچ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بہت کچھ تھا۔

علما کے ذہن میں سوچ کے جھکڑ چل رہے تھے۔ وہ عشال کی آواز پر چونکی۔

"علما کیا ہوا کہا گم ہو؟"

کچھ نہیں بس یو نہی۔ "علما نے بات ٹالنی چاہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ عشال کو کچھ پتہ چلے۔

اگر کوئی پریشانی ہے تو بتا سکتی ہو؟ میں دیکھ رہی ہوں کہ جب بھی حاشر آتا ہے تم پریشان ہو جاتی ہو۔ اگر وہ تمہیں پریشان کر رہا ہے یا کوئی اور معاملہ ہے تو بتا دو۔۔۔ پھر میں اسے دیکھتی ہوں۔" اس طرح سیدھا سوال کرنے پر علما گڑبڑا

گلئی۔ پھر سنبھل کر بولی۔

ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں، وہ بس کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی نا اس "
"لیے، میں ہمیشہ محتاط رہتی ہوں اور کچھ نہیں۔۔"

اوکے، ٹھیک ہے مان لیتی ہوں۔ اچھا مجھے ایک ٹاپک سمجھنا ہے ایکسپلین کر دو۔ "وہ"
دونوں بیچ پر بیٹھ گلئی تب عشال نے کہا تو وہ اسے سمجھانے لگی۔

بس عشال کو اعتماد میں لینا ہے، پھر ایک پانسہ پھینکنے کی دیر ہے سب خود بخود ہوتا چلا "
جائے گا۔ "وہ کہہ کر مکاری سے ہنسا۔

موقع کی تلاش ہے بس ایک موقع، جس دن عشال علما سے الگ ہو گئی اس دن میں "
جشن مناؤں گا۔ "اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

اور ان کی چالوں سے بے نیاز دونوں اپنی زندگی بسر کر رہے تھے۔

ارے ماما میں نے تو اس مہینے کی شاپنگ ہی نہیں کی۔ "عدیلہ بیگم عشال کے روم میں "

کپڑے دینے آئی تھی تب عشال نے انہیں یاد دلایا۔

اف عشال تم اور ایک تمہاری شاپنگ۔۔۔ کتنی ساری شاپنگ کی تھی تم نے پچھلی " دفعہ، سب ختم کر دی " عدیلہ بیگم کی بات پر عشال نے منہ بنایا۔ آج چھٹی کا دن تھا سو آج سب گھر پر تھے۔

مما اب میں اتنی بھی بیوقوف نہیں کہ ساری چیزیں ایک ساتھ استعمال کر لوں۔ پلیز نا " میرا موڈ کر رہا ہے بہت۔ " عدیلہ بیگم نے اسے گھورا۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ، عبد الہادی کے ساتھ جانا۔ " عدیلہ بیگم نے آخر کار اسے اجازت " دے ہی دی۔

"عبد الہادی کو۔۔۔۔۔ اچھا آپ ہی کہے اس کو، میری بات تو ماننے سے رہا۔"

"اسے تم نے ہی تو اپنے لیے ایسا بنایا، لڑتی رہو بس سارا دن۔ بھائی۔۔۔۔۔"

مما میں تیار ہونے جا رہی ہو آپ عبد الہادی سے کہہ دے، ورنہ یونی کی بجائے یہاں "

لیکچر ہونا ہے " آخری جملہ عشال نے دھیرے سے کہا، صد شکر ممّا نے نہیں سنا۔ پھر وہ

کپڑے لے کر واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

آج کل کے بچے بھی نا۔۔۔ "عدیلہ بیگم بڑ بڑاتی ہوئی عبد الہادی کے روم کی جانب"
بڑھی۔

علما حمزہ جاؤ آج کہیں باہر ہو آؤ یونی کی وجہ سے تم کہیں جا بھی نہیں پاتی ہوں آج وقت "
ملا ہے تو تھوڑی آؤ ٹنگ کر آؤ۔ "سب اس وقت لاؤنج میں موجود تھے۔ اسماعیل
صاحب اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔ تب فاطمہ بیگم نے ان دونوں سے کہا۔
نہیں ماما ایک ہی دن تو ملتا ہے بھائی کو آرام کے لیے، رہنے دے ہم پھر کبھی چلے "
جائے گے۔ "علما نے حمزہ کا خیال کرتے ہوئے کہا۔

نہیں گڑیا مجھے کوئی آرام نہیں کرنا تم چلو، موڈ بھی فریش ہو جائے گا۔ ویسے بھی "
اتنے دنوں سے ہم دونوں کہی گلے نہیں۔ "دونوں کے اصرار پر علما کو اٹھنا پڑا۔
"آپ رکیں میں عبایا لے کر آئی۔"

میں کار میں ہوں تم آ جاؤ۔ "وہ سر ہلاتی چلی گئی۔ وہ ایک شاپنگ مال میں گلے جوان "
کے گھر کے قریب ہی تھا۔

عشال نقاب کرتی ہوں کی کار کی جانب بڑھی۔ عبد الہادی اسے گھور رہا تھا۔ ممانے اسے زبردستی عشال کے ساتھ جانے پر ریڈی کیا تھا۔

یہ معجزہ کیسے ہو گیا، تم نقاب بھی لینے لگ گئی۔ "اس کی اس بات پر عشال نے اسے" گھورا۔

تم سے مطلب، بلکہ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہاری بہن اتنی دین دار ہے، پر تم "میں تو غیرت ہی نہیں۔

چلو زیادہ بکواس نہیں کرو، پہلے تم لڑکیاں تیار ہونے میں آدھا گھنٹہ لگا دیتی ہے، مانو "شاپنگ پر نہیں کسی کی شادی پر جا رہے ہو۔" عبد الہادی جل کر بولا۔ ہر بار اسی طرح عشال انتظار کرواتی تھی۔

تم سے تو بحث کرنا ہی بے کار ہے۔ "عشال کو کافی دیر تک شاپنگ کرنی تھی اس لیے" عبد الہادی کو کم سے کم غصہ دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہاں تو نہ کرو، کس نے کہا ہے کرنے کو "عبد الہادی بھی مزے سے بولا۔ ایسے ہی"

دونوں میں سارا راستہ بحث چلتی رہی۔ پھر وہ دونوں ایک مال کے سامنے رکے
عبدالہادی نے گاڑی پارک کی اور وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ چہل پہل معمول سے
زیادہ تھی۔ عموماً لوگ چھٹی کے دن ہی زیادہ شاپنگ کرتے تھے۔ وہ دونوں چلتے ہوئے
کپڑوں والے سیکشن میں داخل ہوئے۔ عبدالہادی اپنی لیے شرٹ پسند کرنے لگا جبکہ
عشال بھی ڈریسز دیکھ رہی تھی۔

یہاں کا کلکیشن اچھا ہوتا ہیں۔ یہی سے ٹرائی کرو تم بھی۔ حمزہ اور علما جو ابھی ابھی مال
میں پہنچے تھے، حمزہ علما کو اسی کلکیشن کی جانب لے آیا۔

جیسا آپ کہے بھائی، چلے دیکھتے ہیں۔ "علما نے کہا اور وہ دونوں آگے بڑھ
گلے۔ اچانک عبدالہادی کی نظر علما پر پڑی۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا، شاید پہچاننے
کے کوشش کر رہا تھا۔ نقاب میں پوشیدہ ہلکی ہلکی نیلی آنکھیں۔ وہ عشال کی جانب گیا۔
عشال۔۔۔۔۔ وہ تمہاری دوست ہے نا۔ "عشال نے بھی اسی جانب دیکھا۔ علما کو"
پہچانتے ہی وہ فوراً اس کی جانب لپکی۔ اسی وقت حمزہ بھی علما کی جانب بڑھا تھا۔ عشال
نے فوراً بریک لگا لی ورنہ ٹکراؤ لازمی تھا۔

شکر "عشال نے دل ہی دل میں کہا۔ اور علما کو سلام کیا۔ حمزہ نے اسے دیکھا تو پہلے اس"

نے ابرو اچکائے پھر دوسری ساں دُپڑ پر ہو گیا۔

اسلام علیکم، علماء، واد تم بھی شاپنگ کے لیے آئی ہو۔ "عشال خوشدلی سے کہنے لگی۔"

نہیں جنگ لڑنے آئے ہیں۔ "حمزہ نے دل ہے دل میں کہا۔"

وعلیکم السلام، جی بالکل دیکھو نا کیسا اتفاق ہے۔ ابھی آئی ہو؟ "علما مسکراتی ہوئی"

پوچھنے لگی۔ عبد الہادی اب حمزہ کی جانب بڑھا۔ اسے پتہ تھا جب دو سہیلیاں راستے میں ملتی ہے تو باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

اسلام علیکم، میرا نام عبد الہادی ہے، عشال کا بھائی۔ "عبد الہادی مسکراتے ہوئے"

بولا۔ اس کے گالوں پر ڈمپل نمایاں ہوا۔

وعلیکم السلام، میں حمزہ۔ "حمزہ نے بھی اپنا تعارف کروایا۔ اسے یہ سیاہ آنکھوں اور"

ڈمپل والا لڑکا اچھا لگا تھا۔

اب ہماری بہنیں کہیں گی آپ دونوں گھومے پھرے ہم ساتھ شاپنگ کریں"

گے۔ "اس کی یہ کہنے کی دیر تھی کہ عشال اور علما قریب آئی۔"

عبد الہادی ہم دونوں نے ساتھ شاپنگ کرنی ہے تو تم اور یہ ساتھ شاپنگ کر لو۔ "حمزہ"

آئی ہو پ، آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی؟ "عبدالہادی نے عشال کو گھورا۔ پھر"

حمزہ سے کہا۔

میں نے کہا تھا ناخواتین کے ساتھ یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ "چلو ہم چلتے" ہے۔ عبداللہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے پھر۔۔۔۔۔ علما شاپنگ ہو جائے تو مجھے کال کر دینا۔ "حمزہ نے عشال کی"
بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

او کے بھائی۔۔۔" یہ کہہ کر وہ دونوں دوسرے سیکشن میں چل دی۔"

73

تم تو ٹھہری ظالم لڑکی، مجال ہے جو میری بات مانو۔ "عشال نے ایک ڈریس کی جانب " ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے اس لقب پر علما کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ عبدالہادی اور حمزہ بھی اپنے لیے شاپنگ کرنے لگے۔ دونوں میں اچھی انڈر سٹینڈنگ ہو گئی تھی۔ دونوں کی شاپنگ تو جلدی ہو گئی عشال نے صحیح گھمایا ہوا تھا۔ میڈم کی شاپنگ ہی مکمل نہیں ہو رہی تھی۔ آخر کار حمزہ کو بولنا پڑا۔

محترمہ ہمیں اور بھی کام ہے، آپ کی طرح فارغ نہیں۔ "حمزہ نے جیسے ہی کہا عشال " منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔ علما نے حمزہ کو گھورا۔ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ عبدالہادی بھی اپنی مسکراہٹ روکنے لگا۔

دیکھ لو بھائی ہم دونوں کی فلاسفی کتنی ملتی ہے۔ "عبدالہادی نے حمزہ سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے اب چلے۔ "عشال کچھ الٹا سیدھا نہ کہہ دے اس لیے علما فوراً " بولی۔ عبدالہادی کی نظریں علما کی جانب اٹھی مگر اس نے فوراً سے نگاہیں پھیر لیں۔ میں بھی تمہاری وجہ سے لحاظ کر رہی ہوں۔ ورنہ تم تو جانتی ہو مجھے۔۔۔۔ "عشال " نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا۔ نظریں غصے سے حمزہ کو گھور رہی تھی۔ حمزہ کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ وہ زیادہ دیر دیکھ ہی ناپاؤں۔ فوراً نظریں پھیر لی۔

"او کے اب چلو شام ہو گئی ہے۔"

چلو کسی ریستورنٹ میں چلتے ہیں، کیا کہتے ہو بھائی۔ "عبدالہادی بولا۔"

"گرلز سے پوچھ لو۔ میں تو ریڈی ہوں۔"

پر۔۔۔۔۔ مغرب کا وقت ہونے والا ہے اور اس وقت باہر رہنا مناسب "

"نہیں۔ عشال تم کیا کہتی ہو؟

میں کیا کہو تم جو کہو گی وہ ہمیں قبول۔ "عشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

ایک کام کرتے ہے عشال تم ہمارے گھر چلو قریب ہی ہے۔ "علما نے کہا۔ وہ لوگ "

چلتے ہوئے باہر آئے تھے۔ اور پارکنگ ایریا کی جانب بڑھے۔

ہاں بالکل ٹھیک کہا۔ "حمزہ نے بھی تاں سید کی۔"

ارے نہیں، ہم پھر کسی دن آئے گے۔ ہے نا عبدالہادی، ابھی پھر نکلتے ہے گھر کے "

"لیے۔"

ہاں بالکل، ورنہ دیر ہو جائے گی۔ "عبدالہادی نے کہا۔"

عبدالہادی اب یہاں تک آئے ہو تو گھر بھی چلو۔ اس سے پہلے بھی علما کو ڈراپ "

کرتے وقت نہیں آئے تھے۔ "حمزہ نے کہا تو عبد الہادی نے علما کی جانب دیکھا۔ وہ زیادہ دیر اس کی نیلی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے نظریں پھیر لی۔ دونوں کے اصرار پر وہ ان کے گھر چلے آئے۔ اسماعیل صاحب آرام کر رہے تھے۔ فاطمہ بیگم ان سے بڑے جوش سے ملی۔ ان کے لہجے میں بہت کچھ تھا، محبت، شفقت، اپنائیت۔ ان سے مل کر اپنے پن کا احساس ہوتا تھا۔ وہ عبد الہادی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

اچھا چلو بچوں اندر آ جاؤ، یہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے کیا؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب اندر کی جانب بڑھ گئے۔ اتنے میں مغرب کی اذان سماعتوں میں میں گونجی۔

اوہ اذان بھی ہو گئی، ایک کام کرو حمزہ تم عبد الہادی کو لے کر مسجد چلے جاؤ۔ تب "تک میں کچن دیکھ لوں اب آہی گئے ہو تو رات کا کھانا کھا کر جاؤ۔

ارے یہ کیا کہہ رہی ہے آنٹی، ہم ایسے کیسے رک جائے، اور ماما۔۔۔۔۔ ارے "ہاں!" عشال نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

میں نے ماما کو تو انفارم ہی نہیں کیا۔ میں ابھی کرتی ہوں۔ "کہ کر عشال فون نکالنے"

علمائے دعا ختم کی اور جائے نماز اٹھاتے ہوئے عشال کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا، جو اسے محویت سے دیکھ رہی تھی۔

نہیں بس یو نہی۔۔۔ ویسے کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم دعاؤں میں کیا مانگتی ہو، میرا مطلب ہے کہ ہماری تو اتنی خواہشات ہوتی ہے ایسا لگتا ہے ہم کیا مانگے اور کیا نہیں مانگے۔" علمائے دعا مسکرائی۔ اور اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔

پہلی بات یہ کہ اگر تم دعا کرنا چاہتی ہو نا تو اللہ تو مہربان ہے الفاظ ہماری زبان سے ادا بھی نہیں ہوتے اور وہ ہماری دعائیں سن لیتا ہے۔ وہ خاموشی میں چھپی دعاؤں کو بھی جان لیتا ہے۔ "کھڑکی سے باہر ہر سواند ہیرا پھیل رہا تھا۔ پرندے اپنے گھونسلوں کی جانب گامزن تھے۔ علمائے گہری سانس خارج کی۔

رہی بات کیا دعا مانگنی ہے تو وہ تم پر ڈپنڈ کرتا ہے کہ تمہیں اللہ سے کتنی امید ہے" تمہیں کتنا یقین ہے اللہ پر۔" وہ عشال کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

میں اپنی دعاؤں میں اللہ سے نور مانگتی ہوں۔" عشال نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ کمرہ میں عجیب سا سکون تھا۔ ایسے میں عشال ہولے سے بولی۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہیں اور قندیل ایسی صاف شفاف کہ گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے یعنی زیتون کا نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے روشنی ہی روشنی ہو رہی ہے اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اللہ جو مثالیں بیان فرماتا ہے تو لوگوں کی سمجھانے کے لیے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اف کیا سحر تھا علما کی آواز میں، اس کا دل چاہا کہ وہ اسے سنتی ہی رہے۔ پر وہ خاموش ہو چکی تھی۔ سحر ٹوٹ چکا تھا۔

اس سے تو تم سمجھ گئی ہو گی تم۔ پر نور ایسے ہی نہیں حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے "اپنے نفس پر پاؤں کھنا پڑتا ہے۔" علما نے گہری سانس اپنے اندر کھینچی۔ نظریں ہنوز عشال کے چہرے پر تھیں۔

ہوووو۔۔۔۔۔ "عشال نے ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں سر ہلایا۔"

ارے! مجھے دیکھو میں بھی کہا تمہیں لے کر بیٹھ گئی، ماما نے ٹیبل سجادی ہو گی، اور "

تمہیں بھی بھوک لگی ہوگی۔ چلو۔" اس کے بات پر عشال نے ہاں میں گردن ہلائی۔ اتنے میں فاطمہ بیگم بھی کمرہ میں داخل ہوئی۔

بچوں سوری تھوڑی دیر ہو گئی، بھوک سے بے حال ہو رہے ہو گئے ناچلو جلدی سے وہ "دونوں بھی آگئے ہیں۔"

ہاں ماما ہم بس آہی رہے تھے۔ "سب ڈاؤننگ ٹیبل پر جمع ہو چکے تھے۔ اسماعیل صاحب بھی موجود تھے وہ بھی دونوں سے کافی خلوص سے ملے۔

کھانا کافی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔ سب عشال کی باتوں پر مسکرا رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا وہ ایک زندہ دل لڑکی ہے۔ وہ بہت جلدی گھل مل گئی تھی سب سے۔

اگلی بار ضرور آنا "وہ دونوں کار میں بیٹھ چکے تھے، حمزہ کسی کام سے گیا ہوا تھا۔"

"نہیں آنٹی اب علما کو بھی ہمارے یہاں آنا ہوگا۔ آنٹی اسے ضرور بھیجیں۔"

ارے بیٹا علما کیا ہے بھائی سے پوچھے بغیر آئے گی نہیں "انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

اسلام علیکم ہم چلتے ہے۔ "وہ سلام کرتے ہوئے نکل گئے۔ علما مسکراتا ہوا انہیں جاتا" دیکھ رہی تھی۔ آج کا دن بہت اچھا گزرا تھا۔

عبدالہادی اب ماما کو کون سنبھالے گا۔ وہ تو بہت غصے میں ہوگی۔ آخر کو اتنی دیر کی "ہے ہم نے۔"

پتا نہیں اندر چل کر دیکھتے ہیں۔ "وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے سامنے ہی صوفے پر" عدیلہ بیگم ان کی منتظر تھیں۔

عشال عبدالہادی اتنی دیر کر دی دونوں نے وقت دیکھ رہے ہو۔ "وہ دونوں کو گھورتی ہوئی بولی۔"

ماما میں نے آپ کو اطلاع دے دی تھی کہ ہم لوگ علما کے گھر ہے اب تھوڑی دیر تو "ہو ہی جاتی ہے۔" عشال نے انہیں بہلانے والے انداز میں کہا اور صوفے پر ڈھیر ہو گئی ساتھ ہی ساتھ عبا یہ بھی کھول رہی تھی۔ شاپنگ بیگ سائیڈ پر رکھا۔

ماما ہم دونوں کھانا کھا کر آئے ہیں۔ "عبدالہادی نے ان کا دھیان بٹانا چاہا۔"

ٹھیک ہے دونوں اپنے کمرے میں چلے جاؤ لیکن اگلی بار اتنی دیر نہیں ہونی " چاہیے۔ " ان کو تھکا ہوا دیکھ کر عدیلہ بیگم نے صبح بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

تمام لوگ ناشتے کی ٹیبل پر حاضر تھے۔

ویسے تمہاری دوست ہے بڑی خوش مزاج۔ سب سے کتنی جلدی گھل مل گئی۔ " فاطمہ بیگم جو س کے سپ لیتی ہوئی بولی۔

ہاں یہ تو ہے مگر جب غصہ آجائے تو کسی کو نہیں بخشتی۔ " علما مسکراتے ہوئے۔ " خوش مزاج کے ساتھ ساتھ باتونی بھی ہے میڈم، نہیں بلکہ باتیں ہی کرتی ہے " بس۔ " حمزہ نے کہا۔ علما نے اسے گھورا۔

" بھائی آپ بھی ناہر وقت اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ "

دونوں بچے بہت اچھے تھے اگلی بار کبھی بلاؤ انہیں گھر۔ " اتنے میں فون کی گھنٹی بجی گھر " کے لینڈ لائن نمبر پر کسی کی کال تھی۔ علما اٹھنے ہی لگی تھی کہ ماما نے کہا۔

" تم بیٹھو بیٹا میں دیکھ کر آئی۔ "

" السلام علیکم کون؟ "

ارے فائزہ تم کیسی ہو بیٹا اتنے دنوں بعد کال کی۔ "فاطمہ بیگم کے چہرے پر " مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہم سب ٹھیک ہے الحمد للہ تم بتاؤ تم کیسی ہو اور باقی سب گھر والے کیسے ہے۔"

اللہ کا شکر ہے۔ تمہاری ممی سی بھی کہو ہماری یاد نہیں آتی کیا۔ ہم کیا چلے گئے ہمیں تو " بھول ہی گئے۔ "فاطمہ بیگم مصنوعی خفگی سے بولی۔

"ارے واہ مبارک بیٹا یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ ثانیہ کو بھی مبارک باد کہہ دینا۔"

اچھا ہولڈ کرو میں علما کو بلاتی ہوں۔ "فاطمہ بیگم نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور علما کو " بلانے چلی آئی۔

کیا ہوا مماس کی کال تھی۔ "حمزہ نے پوچھا۔"

بیٹا فائزہ کی کال تھی، علما جاؤ بات کرو۔ "سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی علما " فوراً اٹھی اور فون سٹینڈ کے پاس گئی۔

"السلام علیکم فائزہ کیسی ہو تم بہت یاد آرہی تھی تمہاری۔"

الحمد للہ میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ تم کیسی ہو۔ مجھے بھی بہت یاد آرہی تھی بہت مس کر "

"رہی ہو میں تمہیں۔"

"اللہ کے کرم سے میں بھی ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیسے یاد کیا؟"

تمہیں پتہ ہے اگلے مہینے میری شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے۔ "فائزہ مسکراتے" ہوئے بولی۔

ماشا اللہ کیا خوشی کی خبر دی ہے "علما خوشی سے چہکی۔"

لیکن۔۔۔۔۔ لیکن سنو۔ تم سب، نہیں میرا مطلب ہے پوری فیملی نے ڈیڑھ دو ہفتہ پہلے میری شادی پر آنا ہے۔ اور میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی اوکے آنا ہے مطلب "آنا ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی اتنے دنوں کے لیے؟"

میں نے کہا نا کوئی بحث نہیں ورنہ میں نے بات نہیں کرنی تم سے۔ اور وہاں جا کر تو تم "بھول ہی گئی۔"

"اچھا میں ماما سے بات کر کے بتاتی ہوں۔ اب خوش"

جی خوش ہو گئی، اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں امی کے ساتھ بازار جانا ہے"

"شاپنگ بھی کرنی ہے نا۔"

"اچھا ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا اور گھر میں سب کو میرا سلام کہنا فی امان اللہ۔"

تم بھی اپنا خیال رکھنا فی امان اللہ۔ "فائزہ سے بات کر کے علما کا موڈ فریش ہو گیا تھا۔"

جب علما کی فیملی لاہور میں ہوتی تھی تو فائزہ ان کی پڑوس میں رہتی تھی دونوں خاندانوں

میں کافی لگاؤ تھا۔ فائزہ اور علما بھی بہنوں کی طرح رہتی تھی۔ جب علما کی فیملی یہاں

شفٹ ہو رہی تھی تب وہ بھی بہت اداس تھی۔ شروع شروع میں بات ہوتی رہی پھر

مصروفیات میں بات ممکن نہ ہو سکی۔ اب اتنے دنوں بعد کال آئی تھی تو خوش

ہو گئی۔

وہ دونوں کینیڈین میں ٹیبل پر بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ ابھی ابھی لیکچر لیکر آئی تھی۔

میں یہاں بیٹھ جاؤں؟ "دونوں نے اس طرف دیکھا عنایہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔"

ہاں ضرور یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ "عشال نے مسکرا کر کہا۔"

ارے ہاں عنایہ تمہیں پتہ ہے مجھے فائزہ کی کال آئی تھی کیا تمہیں بھی اس نے دعوت "

"دی ہے؟"

"ہاں مجھے بھی آئی تھی لیکن میں ایک وجہ سے جا نہیں سکوں گی۔"

کون فائزہ؟ کہاں کی فائزہ؟ مجھے تو بتاؤ! "عشال نے بھی ان کی گفتگو میں حصہ لینا چاہا۔"

ہاں میں تمہیں بتانے ہی والی تھی۔ میں جب لاہور رہتی تھی وہاں میری پڑوسی ہے"

فائزہ ہم دونوں ہر وقت ساتھ ہی ہوتے تھے۔ بہت اچھی انڈر سٹینڈنگ ہے ہم دونوں

میں۔ ابھی حال ہی میں اس کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے۔ تو اس نے مجھے فیملی

سمیت ایک دو ہفتوں کے لیے بلایا ہے۔ تو مجھے جانا پڑے گا لیکن ابھی وقت ہے پھر

جاؤں گی، پر تمہیں ایک ہفتہ میرے بغیر رہنا پڑے گا۔" آخری بات علما نے مسکراتے

ہوئے کہی تھی۔

اوہ تم ایک دن نہیں آتی تو میں نہیں رہ پاتی ہوں، ایک ہفتہ کیسے رہوں"

گی؟؟؟ "عشال پریشانی سے کہنے لگی۔

اتنی عادت نہ بنا لو میری، ساری زندگی تو ساتھ نہیں رہوں گی میں تمہارے؟"

میں تو تمہیں اپنی بھابی کے روپ میں دیکھتی ہوں پر اس معصوم خواہش کو کون"

جانے۔ "علماء عشال کے سامنے بیٹھی تھی جب کہ عنایہ عشال کے بالکل قریب تھی۔
عشال نے یہ جملہ دھیمی آواز میں کہا تھا مگر عنایہ نے سن لیا۔

اوہو، یہاں تو بڑی دور کی سوچی جا رہی ہے، بڑے ہی نیک خیالات ہے۔ "عنایہ"
شرارت سے بولی۔ عشال نے عنایہ کو آنکھیں دکھائیں۔

کچھ کہا تم دونوں نے؟ "علماء نے دونوں کو باری باری دیکھ کر کہا۔"

نہیں، کچھ نہیں۔ کیا عنایہ تم نے کچھ کہا؟ "عشال نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔"

نہیں میں کیوں کچھ کہو گی۔ "عنایہ نے دونوں کو دیکھا۔"

تم دونوں بھی نا عجیب ہو۔ "علماء نفی میں سر ہلاتی ہوئی کہنے لگی۔"

اچھا تو کب جا رہی ہو تم؟ "عشال پوچھنے لگی۔"

"ایک ہفتہ رہتا ہے ابھی پھر جائیں گے۔"

اوکے، مینیج تو کرنا پڑے گا۔ چلو کوئی نہیں، لیکن تم نے جلدی واپس آنا ہے وہیں کی "
"ہو کر نہ رہ جانا۔"

ان شاء اللہ جلدی واپس آؤں گی۔ اوکے کیا آرڈر دینا ہے بولو۔ "عنایہ نے آرڈر"

کیا۔ پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں ڈسکس کرنے لگے۔ کوئی اور بھی تھا جو ان کی باتیں سن رہا تھا۔

آج ایک پروفیسر نہیں آئے تھے تو ان کا لیکچر آف تھا۔ وہ دونوں کینیڈین میں ایک ٹیبل کی جانب بڑھی۔ اچانک کسی نے انہیں روکا۔

عشال! سنو۔۔۔ "ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ان کی کلاس میٹ ماریہ ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"ہاں بولو ماریہ کیا بات ہے؟"

"وہ تم نے کہا تھا کہ تم مجھے وہ ٹاپک سمجھاؤں گی؟"

ارے ہاں! میں تو بھول ہی گئی۔ "عشال نے سر پر ہاتھ مارا۔"

ایک کام کرو علما تم کسی ٹیبل پر بیٹھ جاؤ میں ابھی سمجھا کر آئی تھوڑا سا ہی ٹاپک ہے"

"جلدی ہو جائے گا جب تک تم کچھ آرڈر کرو۔"

ٹھیک ہے پر جلدی آنا۔ "علما سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی جب کہ وہ دونوں کلاس کی"

جانب بڑھ گئیں۔

ہاں کام ہو گیا ہے باقی کا کام دھیان سے کرنا کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ "دور کہیں کوئی" منصوبے کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ شاطرانہ مسکراہٹ لیے اس نے فون بند کر دیا۔

علما ایک ٹیبل پر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سینڈوچ اور کولڈرنک کا آرڈر دیا اور اطراف میں نظریں دوڑانے لگی۔ اچانک حاشر وہاں آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ اسے دیکھتے ہی علما فوراً کھڑی ہو گئیں۔

یہ کیا حرکت ہے تمہیں ایک دفعہ کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی۔ یہ آخری بار تھا اگلی بار میں نے کمپلین کر دینی ہے۔ "علما نے سخت لہجے میں کہا۔

ارے ڈیر میں یہاں پر تماشہ لگانے تھوڑی آیا ہوں، سکون سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ بیٹھ جاؤ تم بھی۔ ورنہ تماشا لگانا تو مجھے بھی خوب آتا ہے۔ "دل جلانے والی مسکراہٹ لیے وہ وہی بیٹھا رہا۔ عشال نے آس پاس دیکھا کافی اسٹوڈنٹ تھے مجبوراً اسے بیٹھنا پڑا۔

"جلدی بولو اور دفع ہو جاؤ۔"

اتنی بے صبری بھی ٹھیک نہیں ہے چائے پانی کا تو پوچھا ہی نہیں۔ "وہ مسکراتے" ہوئے بولا۔ دھیرے دھیرے علما کے برداشت کی حد ختم ہو رہی تھی۔

اب بولو بھی۔۔۔ "علما کا غصے سے برا حال تھا۔ وہ ڈر بھی رہی تھی کہ کوئی اسے غلط نہ سمجھ لے۔"

اچھا ٹھیک ہے بتا دیتا ہوں۔ تو سنو ویسے تم کچھ بھی بھولی تو نہیں ہو گی، ہے نا؟ کیونکہ "تمہاری یادداشت کافی تیز ہے۔"

ان باتوں کا مطلب؟ "اس نے ابرو اچکائے۔ اب حقیقت میں علما پریشان ہو گئی۔ اسے سب سے زیادہ عشال کی فکر تھی اگر وہ ابھی آگئی تو۔"

مطلب تو بہت نکلتے ہیں کون کون سے بتاؤں؟ خیر۔۔۔۔۔ عشال تو بڑی اچھی "دوست ہے نا تمہاری۔" حاشر کے منہ سے عشال کا نام سن کر علما کے چہرے پر ہواں بیاں اڑ گئی۔

اپنی گندی زبان سے عشال کا نام مت لو، کیا ارادے ہے تمہارے؟ "علما نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ حاشر نے اپنا ہاتھ علما کے ہاتھ کی جانب بڑھایا جو ٹیبل پر تھا۔ علما

نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔

ارے نہیں ڈیں، میں ہر بار ایک ہی عمل نہیں دہراتا میں تو تمہیں آزما رہا تھا کہ تم پہلے والی حرکت ہی کرتی ہو کہ نہیں۔" اچانک حاشر کے موبائل پر میسج کی ٹیون بجی۔ اس نے میسج دیکھا اور شیطانی مسکراہٹ لیے علما کو دیکھا۔

ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہوتی ہے۔" وہ جانے لگا جب عشال بھی اسی طرف آنے لگی۔ علما کافی حیران اور پریشان ہو گئی۔

آخر وہ مجھ سے کیا کہنے آیا تھا اور وہ کچھ بھی نہیں بھولا، وہ کیا کرنے والا ہے، اے اللہ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھ۔" اتنے میں عشال اس کے قریب آئی۔ نقاب کی وجہ سے وہ علما کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھ پائیں۔

علما یہ حاشر یہاں کیا کر رہا تھا کیا کہا اس نے، اگر کوئی ایسی ویسی حرکت کی ہوگی اس نے تو مجھے کہو میں ابھی ٹھیک کرتی ہوں اسے "عشال نے فکر مندی سے کہا۔

"ن۔۔ نہیں، کچھ نہیں بس خوا مخواہ فری ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔"

اچھا ٹھیک ہے پھر، چلو بیٹھو جلدی مجھے زور کی بھوک لگی ہے۔" پھر وہ دونوں ادھر

اُدھر کی باتیں کرنے لگی۔

رات کے ماحول میں چاروں اور خاموشی ہی خاموشی تھی۔ جن میں ہلکی ہلکی حشرات الارض کی آوازیں گونج رہی تھی۔ قریباً رات کا دوسرا پہر تھا۔ اس کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ کچھ لمحوں تک تو چھت کو گھورتی رہی جب ذہن مکمل بیدار ہو گیا تو پانی کی شدید طلب محسوس ہوئی۔ اس نے ساں یڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی بھرا اور تین سانس میں پی لیا۔ نیند آنکھوں سے روٹھ چکی تھی۔ وہ بالکنی میں چلی آئی۔ اس کی سوچوں کا رخ عشال کی جانب تھا۔ اس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئیں۔

سچ میں عشال تم واقعی انوکھی ہو۔ میری خود کی یہی خواہش تھی کہ میں تم سے دوستی کروں۔ اللہ ہماری دوستی کو ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق دے آمین۔ "اچانک اس کی سوچوں کا رخ عبدالہادی کی جانب چلا گیا۔ اس نے اپنے خیالات کو جھٹکنا چاہا۔ پچھلے کلئی دنوں سے یہ خیالات اسے تنگ کر رہے تھے۔ وہ اتنی بھی بھولی نہ تھی کہ اپنے خیالات کی تبدیلی کو سمجھ نہ سکے۔

افِ علماء، تم اتنا فضول کب سے سوچنے لگ گئی۔ مجھے ناسو جانا چاہیے تھکن کچھ زیادہ ہی "

www.neweramagazine.com

کیا میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔ "وہ"
 بے دردی سے آنسوؤں پوچھتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"عشال۔۔۔ عشال کیا سوچے گی میرے بارے میں۔۔۔۔۔"

اللہ جی آپ ہر چیز پر قادر ہے، آپ نے ہی میرے دل میں ہاس کی محبت ڈالی "
 ہے، جس طرح آپ نے میرے دل میں عبدالہادی کے لیے محبت ڈالی اسی طرح نکال
 بھی دے۔ "کمرے میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھی۔

اے اللہ میرے حق میں بہتر فیصلہ کر۔۔۔۔۔ میں تیری گنہگار بندی ہوں مگر تو تو "
 اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ اس گنہگار کو معافی دے
 دے اور میرے حق میں بہتر فیصلہ کر۔ "وہ کتنی ہی دیر اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتی
 رہی۔ اپنے حق میں بہتری کی دعائیں مانگتی رہی۔

یارِ علما جاؤ میں نے بات ہی نہیں کرنی تم سے "عشال گراؤنڈ کے ایک بیچ پر منہ "
 پھلائے بیٹھی تھی۔ باقاں مدہ طور پر علما سے ناراضگی کا اظہار تھا۔

عشال ایسے تو نہیں کرو ناب ورنہ میرا بھی وہاں دل نہیں لگنا۔ "علمار وہاںسی ہو کر بولی"
- اس وقت بریک ٹاں م تھا۔ اور علما کچھلے پندرہ منٹ سے عشال کو منار ہی تھی۔

دیکھوں میں فاں زہ کو بھی منع نہیں کر سکتی۔ میری مجبوری کو سمجھونا "علمانے انتہائی"
منت بھرے لہجے میں کہا۔ عشال کو بھی رحم آہی گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن، یار میں تمہارے بغیر دو ہفتے کیسے رہو گی۔"

دو ہفتے تو نہیں جلد آنے کی کوشش کروں گی۔ "علمانے اسے تسلی دی۔"

ایک کام کرتی ہوں میں بھی بہانہ بنا کر چھٹی کر لیتی ہوں، ہے ناکمال کا آں بیڈیا؟"
"عشال نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔۔ "علمانے ابرو اچکائے۔"

"محترمہ پھر مجھے نوٹس کون دے گا؟"

تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت، تمہارا بھائی ہے نا، تمہارے لیے تو وہ اتنا سا کام کر ہی
لے گا۔ "عشال نے ایک آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا۔

عشال تم بھی کیا ہر وقت میرے اتنے پیارے بھائی کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔ "علمانے"

مصنوعی خفگی سے کہا۔

میں اور اس کے پیچھے۔۔۔ نیور۔ میں اتنی فارغ نہیں ہوں علما صاحبہ۔ "عشال نے"
بڑے ڈرامائی انداز میں کہا۔ علما ہنس پڑی۔

تم نابڑی نکمی ہو، تم نے نہیں سدھرنا۔ چلو اب جلدی سے لیکچر شروع ہونے میں "
تھوڑا ہی وقت بچا ہے۔ ارے ہاں آج میں تھوڑا جلدی چلی جاؤ گی، بھائی کے ساتھ
شاپنگ مال جانا ہے میں نے، فائزہ اور اس کے گھر والوں کے لیے تحفے خریدنے
"ہے۔"

مجھے اب یہ فائزہ ایک آنکھ نہیں بھار ہی۔ اس کی وجہ سے میری دوست دور جا رہی "
"ہے مجھ سے۔"

اف عشال تم بھی نا، واقعی تمہیں سمجھانا پتھر کے آگے سر پھوڑنا ہے۔ چلو اب۔ "وہ"
دونوں ایسی ہی ہلکی پھلکی باتیں کرتی ہوئی کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

کل یونی ٹاؤنم بعد انہوں نے نکلنا تھا لاہور کے لیے۔ علما نے اپنے بیگ میں چند جوڑے

لیے جو وہ حمزہ کے ساتھ شاپنگ کر کے آئی تھی۔ بیگ بیڈ پر رکھا۔ اور وہی بیٹھ گئی رات دھیرے دھیرے اپنے پر پھیلا رہی تھی۔ وہ اپنی انگلیوں سے آہستہ آہستہ پیشانی سہلانے لگی۔ اسے اچانک کچھ یاد آیا تو وہ الماری کے نچلے خانے میں کچھ تلاش کرنے لگی۔ اچانک اس کی نظر سب سے اندر رکھی چیز پر پڑی۔ اتنے میں بجتے ہوئے موبائل نے اس کا دھیان اپنی جانب کھینچا۔ وہ الماری بند کرتی بیڈ پر پڑے موبائل کی جانب آئی۔ اس نے چمکتی سکرین کو دیکھا۔ نام دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔ "عشال کی چہچہاتی آواز گونجی۔"

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "علمانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

تم کل یونی آر ہی ہو سمجھی۔ اور کوئی بحث نہیں۔ اوپر سے پھر جلدی ملو گی بھی " نہیں۔ اس لیے کل کے متعلق مجھے کوئی معذرت نہیں سننی۔ "عشال اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگی۔

اف عشال اچھا ٹھیک ہے میں آ جاؤ گی، اس کے لیے مجھے ابھی ساری تیاری کرنے دو " بھائی کی بھی تیاری دیکھنی ہے کچھ بھول نا گئے ہو۔ "علما دوسرے ہاتھ سے بیگ کی ساری چیزیں چیک کر رہی تھی۔

یار ایک تو تمہارا بھائی بھی ناخود نہیں کر سکتا کیا پتہ نہیں بیوی آئے گی تو اسے تو ماسی ہی " بنادے گا، مفت میں نوکرانی مل جائے گی۔ " عشال ڈرامائی انداز میں کہنے لگی۔

عشال کتنی برا بی کرو گی، بس بھی کر دو، ویسے بھی ان کا کام میں اپنی خوشی سے کرتی " ہوں۔

تمہاری بھی عجیب منطق ہے بہن فوراً وکالت کرنے لگ جاتی ہے، اچھا جاؤ اب ورنہ " کل نا آنے کا بہانہ مل جائے گا۔ فی امان اللہ۔

اوکے جی فی امان اللہ " علما مسکراتے ہوئے عشال کے بارے میں سوچنے لگی۔

عشال نے کار سے اترتے ہوئے دیکھا علما بھی اتر رہی تھی۔ علما نے جیسے ہی عشال کے ساتھ موجود عبدالہادی کو دیکھا وہ عشال سے نظریں چرانے لگی گویا عشال کی مجرم ہو، آنکھوں میں پانی بھر آیا جسے اس نے اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ علما تم کسی نا محرم کو نہیں دیکھ سکتی یہ آنکھوں کا زنا ہے، اللہ جی مجھے اتنی طاقت دے کہ میں اپنی نظروں کی حفاظت کر سکوں۔ وہ سوچتی ہوں ہی عشال کے ساتھ اندر کی جانب بڑھتی جا رہی تھی۔

عشال کچھ دیر کے لیے ایک پروفیسر کے پاس گئی تھی۔ سامنے سے کشمالہ آرہی تھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی علما نے نگاہیں پھیر لی۔ مگر کشمالہ اس کے قریب آکر رکی۔

اوہ آج اکیلے اکیلے، وہ جو ہر وقت تمہارے پیچھے پیچھے تمہاری دم ہوتی ہے وہ کہا ہے "نظر نہیں آرہی۔" کشمالہ ڈھونڈنے والے انداز میں اطراف کا جائزہ لینے لگی۔ علما نے خاموش رہتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ علما نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تو تم چھوڑ کے جا رہی ہو اسے؟" اب علما نے چونک کر اس کے جانب دیکھا۔ اسے "کیسے پتہ چلا کہ وہ کچھ دنوں کے لیے چھٹی پر ہے۔

تمہیں کس نے بتایا۔" علما نے اس سے پوچھا۔"

اب ہر بات بتائی تو نہیں جاتی۔ خیر احتیاط کرنا کہی یہ نہ ہو کہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر "جانا پڑے۔ یہ کہہ کر کشمالہ آگے کی جانب بڑھی مگر جاتے جاتے بھی ایک دل جلانے والی مسکراہٹ علما کی جانب اچھالنا بھولی۔

اچھا عشال بھائی کی کال آئی تھی وہ باہر کھڑے ہیں۔ میں نکلتی ہوں۔ "وہ دونوں"
گراؤنڈ میں ایک بیچ پر بیٹھی تھی۔ جب علما کو کال آئی تھی۔

اف اتنی جلدی وقت بھی ہو گیا۔ تم جارہی ہو۔ اچھا میں تمہیں گیٹ تک چھوڑتی
"ہوں۔ تم نے سراجاز کو کہہ دیا ہے نا؟"

ہاں کہہ دیا ہے، ٹھیک ہے پھر چلو۔ "وہ دونوں گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔ وہ کار میں
بیٹھنے سے پہلے عشال کی جانب مڑی۔

"اوکے عشال اپنا خیال رکھنا۔ اور ہاں بنک نہیں مارنا، ٹھیک۔"

یار یہ کیا بات ہوئی تمہارے بغیر تو یونی یونی ہی نہیں رہے گی۔ اچھا ٹھیک ہے۔ جاؤ"
تم۔ پرہاں وہاں جا کے بھول نہیں جانا تم ٹھیک ہے، ورنہ میں نے کال کر کے جینا
حرام کر دینا ہے۔ "حمزہ جو کھڑکی پر ہاتھ ٹکائے سامنے دیکھتے ہوئے ان کی باتیں سن رہا
تھا اس کی بات پر ابرو اچکائے۔ کیسی خرافاتی لڑکی ہے یہ جملہ وہ بلند آواز سے نہیں کہ
سکا من ہی من بھڑاس نکالی۔ مگر اگلا جملہ دھیمے لہجہ میں بڑبڑایا۔

ہم آپ جیسے فارغ نہیں ہیں میڈم جو سارا دن آپ سے بات کرتے رہے۔ "مگر"

عشال اور علما نے سن لیا۔ عشال نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔ کہا کچھ نہیں۔ علما نے حمزہ کو گھوری سے نوازا۔

اچھا ٹھیک ہے میں نکلتی ہوں۔ "کہتی ہوئی وہ عشال سے ہاتھ ملانے لگی اور کار میں جا" کر بیٹھ گئی۔ عشال نے دور تک جاتی ہوئی کار کو دیکھا اور گہری سانس کھینچی۔ ایک نامعلوم ادا سی اس کے اندر بھر گئی۔

فی الحال تو میں یہاں بالکل نہیں ٹھہر سکتی۔ "وہ فوراً اپنی کلاس میں گئی اور چیزیں سمیٹنے" لگی ساتھ ہی ساتھ عبد الہادی کو بھی کال کی۔ عبد الہادی اس وقت اپنے بابا کے آفس میں تھا مگر تھوڑی سی بحث کے بعد راضی ہو گیا۔ جب ہادی آیا تو وہ کار میں بیٹھ گئی ہادی نے اس کے سادہ سے چہرے کو دیکھا۔ آج وہ زیادہ باتیں نہیں کر رہی تھی۔

کیا ہوا جنگلی بلی آج اتنی خاموشی۔ "عبد الہادی نے اسے چھیڑنا چاہا۔"

یار دیکھو نا علما چلی گئی۔ "عبد الہادی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔"

کیا مطلب؟ چلی گئی۔ "عبد الہادی نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔"

"مطلب کے وہ دو ہفتوں کے لیے اپنی کسی رشتہ دار کی شادی میں گئی ہے۔"

"اف عشال، دو ہفتوں کیلئے گئی ہیں وہ ناکہ دو صدیوں کے لئے۔"

تم کیا جانو تمہاری سہیلی تھوڑی ناہے۔ اچھا وہ سب چھوڑو میرا موڈ ٹھیک کرو میں نے"
 آئس کریم کھانی ہے۔" عبد الہادی نے بھی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے چپ چاپ
 اس کی باتوں پر عمل کرنا مناسب سمجھا۔

علما اپنے گھر پہنچی تو پہلے وہ اپنے کمرے میں گئیں اور بچی کچی چیزیں بیگ میں بھرنے
 لگیں کیونکہ آدھے گھنٹے میں انہیں نکلنا تھا۔ اچانک اسے الماری والی چیز یاد آگئی اس نے
 وہ دراز دوبارہ کھولی جس میں وہ البم تھا دیکھنے کا وقت نہیں تھا سو اس نے وہ بھی بیگ میں
 رکھ دیا کہ جب وہ لاہور پہنچیں گی تو وہاں آرام سے دیکھ لیں گے۔ اور جب واپس آئیں
 گی تو عشال کو بھی دکھا دے گی۔ پھر وہ حمزہ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔

"بھائی آپ کو کچھ چاہیے تو نہیں اور آپ نے سب سامان رکھ دیا نا۔"

"ہاں گریسب تم نے ہی تو رکھا تھا پھر مجھے کیا ضرورت ہے دوبارہ چیک کرنے کی۔"

اچھا بھائی پھر ٹھیک ہے میں ماما بابا کو دیکھ کر آئی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ پھر"

آدھے گھنٹے میں وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ حمزہ اور اسماعیل صاحب آگے کی سیٹ پر بیٹھے تھے جب کہ علما اور فاطمہ بیگم پیچھے کی جانب بیٹھے تھے۔

گاڑی دھول اڑاتی ہوئی اپنی منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ علما فائزہ سے ملنے کے لیے انتہائی بے چین تھی۔ اچانک اس کا فون بجنے لگا دیکھا تو عشال کی کال تھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ حمزہ جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا کہ علما کی مسکراہٹ دیکھ لیں اور سمجھ گیا۔ اور دل میں سوچا کہ ہم جاں تمہیں اس مصیبت کو قبول کرنا ہی پڑے گا کیوں کہ یہ تمہاری بہن کی مسکراہٹ کی وجہ ہے۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہاں ہو تم اس وقت پہنچی کہ نہیں۔

ہم تو ابھی راستے میں ہیں ان شاء اللہ جلد ہی پہنچ جائیں گے تم اس وقت بتاؤ او میرے " خیال میں تو تم اب تک گھر پہنچ گئی ہو گی کیونکہ تم نے تو رہنا نہیں تھا میرے بغیر کم از کم " آج تو نہیں۔

جی محترمہ صحیح پہچانا میں اسی وقت گھر آگئی تھی۔ آتے ہوئے آنسکریم کھائی تھی "

”لبس

اچھا پھر ٹھیک ہے جب پہنچو گی تو کال کر دینا اور ابھی تو تم سفر میں ہو تمہارا کھڑوس

"بھائی پھر سے کچھ کہہ نادے۔"

یار تم دونوں کو ایک دوسرے سے آخر پریشانی کیا ہے میری سمجھ سے باہر ہے۔ اوکے"

پھر میں پہنچتے ہی تمہیں کال کر دوں گی اپنا خیال رکھنا۔ فی امان اللہ۔" یہ کہہ کر علما نے کال کٹ کر دی اور باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہونے لگی۔ سب کچھ پیچھے چھوٹا جا رہا تھا۔ اور شاید اس سفر کے اختتام کے بعد کسی کا ساتھ بھی چھوٹنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سفر کے بعد بہت کچھ ہونا تھا۔

کسی کا ساتھ۔۔۔۔۔ مختلف انکشافات۔۔۔۔۔ راز۔۔۔۔۔

صبح کی ہلکی ہلکی دھوپ اپنے پر پھیلا چکی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر اطراف میں نظریں دوڑائیں۔ اور جی بھر کے انگڑائی لی۔ نیند آنکھوں سے روٹھ چکی تھی۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ آنگوں میں نیند کا ہلکا ہلکا خمار لیے، کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر لیے وہ سیدھا

دل میں اتر رہی تھی۔ وہ واٹ کمر کے ناٹ سوٹ میں ملبوس تھی۔ آج چھٹی کا دن تھا۔ وہ عموماً اس وقت سوتی تھی مگر حیرت کی بات تھی وہ فجر کے بعد لیٹی تھی لیکن آج اسے نیند نہیں آئی تھی۔ وہ اٹھی اور بالکونی میں آئی۔ کھلے آسمان کا جائزہ لیا۔ پھر وہ فریش ہو کر نیچے آئی۔ دیکھا تو عدیلہ بیگم اور اشفاق صاحب ناشتہ کر رہے تھے۔ شاید عبدالہادی سورہا تھا۔

ارے میرا بچہ آج اتنی جلدی کیسے اٹھ گیا۔ "اشفاق صاحب نے شفقت سے" کہا۔ عشال نے کندھے اچکائے۔

بس یو ہی، نیند نہیں آرہی ہیں، "عشال نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کے قریب آ گئی۔

آپ بھی ناہد کرتے ہیں میرا تو جشن منانے کو جی چاہ رہا ہیں عشال چھٹی والے دن " جلدی اٹھی ہے۔ "عدیلہ بیگم ہولے سے ہنستے ہوئے بولی۔ ان کی بات سن کر تینوں ساتھ میں ہنس دیے۔ وہ چہل قدمی کرتی ہوئی لان میں آئی جہاں اسے عبدالہادی نظر آیا جو ایک پودے کے نزدیک اکڑو بیٹھا تھا اور اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ عشال اسے دیکھ کر حیران نہیں ہوئی کیونکہ وہ جانتی تھی عبدالہادی کو پودے بہت پسند

تھے، لان میں موجود سارے پودے اسی کی محنت کا نتیجہ تھا۔ عبد الہادی کی بدولت ہی لان ہر وقت ہر ابھرا ہوتا تھا۔ اس نے دیکھا اس کے پاؤں کے قریب ہی پانی کا پائپ پڑا ہے اسے نے دھیرے سے اسے اٹھایا۔ ہادی کا دھیان یہاں نہیں تھا۔ دو پیروں کی چاپ پیدا کیے بغیر عبد الہادی کے قریب آئی۔ اور پائپ پر لگے کارک کو کھولا۔ پانی دھار کی صورت بہتا عبد الہادی کے سر پر بہنے لگا۔ عشال زور سے کھلکھلائی۔ صبح صبح چہرا پھول کی طرح کھلتا تھا۔ عبد الہادی جو اپنے دھیان میں تھا اس اچانک افتاد پر بوکھلایا۔ اور آنکھوں سے پانی صاف کرتا وہ عشال کو جھنجھلائی ہوںئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بلا شبہ صبح کے وقت پانی ٹھنڈا تھا۔

یہ کیا بیوقوفی ہے جنگلی۔۔۔۔۔۔ "عبد الہادی نے جملہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ " عشال نے دوبارہ پانی اس کے منہ پر مارا اور پائپ گھاس پر پھینک کر منہ پر ہاتھ رکھے قہقہے لگانے لگی۔

پھر سے کہو مجھے جنگلی بلی، تم جیسوں کا ایسا ہے انجام ہونا ہے۔ "عبد الہادی تقریباً " بھیگ چکا تھا۔ اس نے لمحوں کی بھی تاخیر کیے بغیر پائپ اٹھالیا۔ عشال اس کا ارادہ بھانپتی ہوئی اٹے پاؤں بھاگنے لگی۔ پردیر ہو چکی تھی عبد الہادی اسے پوری طرح بھگا چکا

تھا۔ پورے لان میں ان دونوں نے اودھم مچا رکھی تھی۔

اب بچ کے کہا جاؤں گی میری پیاری بہنا۔ "وہ عشال کو چڑاتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

اسے کو کہتے ہیں جیسے کہ تیسرا، عبدالہادی ہنستے ہوئے پاؤں کا کارک بند کرنے لگا۔ پورا لان پانی کی ننھی ننھی بوندوں سے چمک رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینے لگے۔ اور ہاتھ تھام کر لان میں چہل قدمی کرنے لگے پروہی گھاس پر بیٹھ گئے۔ ان کی آوازیں سن کر عدیلہ بیگم بھی اسی طرف آئی مگر انہیں اس حال میں دیکھ کر ان کے چہرے پر غصہ سمٹ آیا۔ وہ سر پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی۔

کیا کروں میں تم دونوں کا اتنے بڑے ہو گئے ہو مگر عقل نام کو بھی نہیں ہیں۔ "وہ" دونوں کو ڈانٹ رہی تھی۔ وہ دونوں جو قہقہے لگانے میں مصروف تھے، عدیلہ بیگم کو دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے اور گردن نیچے کر کے لب دبائے ہنسنے لگے۔ عدیلہ بیگم کو ان کے حلیہ سے کوفت ہو رہی تھی۔ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے۔ کپڑے بدن سے چپک گئے تھے اور کیلی مٹی پر بیٹھنے کے سبب جگہ جگہ مٹی لگ گئی تھی۔ عشال کے چہرے پر بھی مٹی لگی ہوئی تھی۔

اب ماما کیا ہم بھیگ بھی نہیں سکتے۔ "عشال بولی۔"

اور بعد میں بیمار بھی تم ہی ہوتی ہو، اور عقل تو دیکھو دونوں کی، صبح صبح ٹھنڈے پانی میں بھیگ رہے ہو۔ "عدیلہ بیگم ایک ہاتھ کمر پر رکھتی ہوئی بولی۔"

ابھی کے ابھی دونوں فوراً سے اپنے کمروں میں جاؤ اور کپڑے تبدیل کرو ورنہ دونوں "کو ناشتہ نہیں ملے گا۔"

جی۔۔۔ "عبدالہادی مسکراتے ہوئے بولا۔ جاتے جاتے عدیلہ بیگم کے گالوں کو ہاتھ لگایا۔"

جی ماما جانی آپ فکر نہیں کرو، ویسے کیا کوئی کام نہیں ہیں آپ کو کچن میں؟ "عبدالہادی نے آنکھ مارتے ہوئے کہا، لہجہ شوخ تھا۔"

پرے ہٹوں ندیدے، ماں کی فکر نظر نہیں آتی ہر وقت کسی نا کسی بہانے سے تنگ کرنا تم دونوں کا فرض بنتا ہیں۔ "عبدالہادی کی حرکت پر ڈانٹتے ہوئے بولی۔"

اب یہ ہمارا فرض ہے تو ہم اسے پورا کیسے ناکریں۔ میرے بھائی نکل لو یہاں سے۔۔۔۔۔ "عشال عبدالہادی کا ہاتھ پکڑ کر لان سے نودو گیارہ ہو

چلو بچو اندر جا کر خوب جی بھر کے مل لینا۔ "اسماعیل صاحب فائزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ سارے لوگ ایک ساتھ اندر کی جانب بڑھیں۔ سب لوگ ایک دوسرے سے مل کر آرام کی غرض سے اپنے اپنے کمروں کی جانب چل دیئے۔ آرام کے بعد شام میں سارے لوگ لاؤنج میں بیٹھے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہاں تو علما کل صبح جلد ہی ہم نے شاپنگ کے لئے نکلنا ہے بہت سی شاپنگ میں نے "تمہارے لئے چھوڑی ہوئی تھی کہ جب تم آؤ گی تو ساتھ میں کر لیں گے۔"

اور اگر میں نہ آتی تو؟ "علما نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔"

اگر تم نہ آتی تو میں شاپنگ نہیں کرتی اور اگر میں شاپنگ نہیں کرتی تو میری شادی نہ ہوتی۔ "فائزہ مزے سے کہہ رہی تھی۔"

استغفر اللہ کچھ بھی کہہ دیتی ہوں، میری وجہ سے تم اپنی شادی روک دیتی۔ "علما" حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ہاں روک دیتی۔ "فائزہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ "ویسے مجھے یقین تھا کہ تم "ضرور آؤ گی۔"

ارے فائزہ مجھے ابھی یاد آیا ہے مجھے اپنی دوست کو کال کرنی ہے ورنہ وہ خوا مخواہ "ناراض ہو جائیں گی۔" علما نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا باقی سب بھی اسے دیکھ رہے تھے۔ فاطمہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ حمزہ نے مکمل نظر انداز کیا۔ علما فون لے کر لان کے ایک کونے میں چلی آئی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے تازگی بخش رہے

تھے۔ وہ عباہ میں تھی ساتھ ہی پیروں کو چھوتی کالے رنگ کی فراک پہنی تھی۔ اس سادہ سے حلیہ میں بھی وہ معصوم اور پیاری لگ رہی تھی۔ علما نے فون کان سے لگایا رنگ جا رہی تھی۔ عشال جو بیڈ پر لیٹی ایک ناول کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھی فون کی جانب متوجہ ہوئی۔ علما کا نام دیکھ کر چہرے پر مصنوعی خفگی طاری کی۔ پھر فون اٹھا لیا۔ اور بیڈ سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے سے باہر کی جانب بڑھنے لگی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "علما نے نرمی سے سلام کیا۔"

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "عشال نے خفگی بھرے انداز میں جواب دیا گویا ظاہر کر رہی ہوں کہ وہ ناراض ہے۔ علما اس کی آواز سے پہچان گئی۔

سوری عشال میں آکر اتنا تھک گئی تھی کہ تمہیں کال کرنا یاد ہی نہیں رہا ابھی جیسے ہی "یاد آیا میں نے سب سے پہلے تمہیں کال کی۔" عشال اس وقت سفید رنگ کی سادہ سی پیروں کو چھوتی فراک میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ داں نیس جانب کندھے پر بے پرواہ سا ڈھلاکا ہوا تھا جو کلنی دفعہ پیروں میں آ رہا تھا جس کی اسے مطلق پرواہ نہ تھی۔ بال ایک ڈھیلی ڈھالی چوٹی کی صورت میں آگے کی جانب کندھے پر ڈھلکے ہوئے تھے۔ کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر گھیرا بنائے ہوئے تھی۔ وہ ہاتھ سے بال ہٹاتے ہوئے بولی۔

مجھے پتہ تھا تم نے وہاں جا کے مجھے بھول جانا نہیں۔ "عشال روٹھی روٹھی سی"

بولی۔ قدموں کا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا۔

نہیں ناپیاری میں تمہیں کبھی بھول سکتی ہوں کیا، تم بھی کیسی باتیں کرتی ہو، اوکے"

اب معاف کر دو نا گلی دفعہ دھیان رکھوں گی اوکے۔ "علما سے منانے والے انداز میں

بولی۔

اچھا ٹھیک ہے مان لیا یہ بتاؤ کیا کر رہی ہو؟" فریش ہوتے موڈ سے کہا۔ وہ بھی کہاں"

زیادہ دیر علما سے ناراض رہ سکتی تھی۔

ابھی چائے پی ہیں۔ تم بتاؤ؟" علما نے پوچھا۔ عشال سیڑھیوں کے قریب آتی جا رہی"

تھی۔ نظریں نیچے ہال کی جانب تھی اور دھیان علما کی آواز کی جانب۔

"میں بور ہو رہی تھی تو سوچا ناول پڑھ لو اب کل کا سوچ۔۔۔۔۔"

الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی، وہ سیڑھیوں سے نیچے

گرنے کو تھی کہ کسی نے اسے کھینچا اور وہ مخالف سمت میں زمین پر گری۔ موبائل

ہاتھوں سے چھوٹ کر اچھلتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ علما فون پر عشال کی

او کے عشال کچھ نہیں ہوا مگر اگلی بار دھیان رکھنا خبردار جو فون پر باتیں کرتی ہوئی " نیچے اتری۔ "عبدالہادی نے اسے تنبیہ کی۔

آئیندہ خیال رکھوں گی۔ "عشال اب سنبھل چکی تھی۔ عبدالہادی نے عشال کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا۔ یہاں علما کا پریشانی سے برا حال تھا۔ وہ دل میں عشال کی حفاظت کی دعائیں کر رہی تھی۔

ارے عبدالہادی علما تو پریشان ہو رہی ہو گی میرا تو فون بھی ٹوٹ گیا۔ "عشال پریشانی سے بولی۔

اچھا ایک کام کرو تم میرا موبائل لے لو مگر نمبر۔۔۔۔۔ "عبدالہادی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

مجھے یاد ہے۔ "یہ کہہ کر عشال نے اس سے موبائل لے لیا۔"

اوہ محترمہ کو علما کا نمبر یاد ہے مگر ہمارا نہیں یاد۔ "عبدالہادی اب پہلے والے موڈ میں آ چکا تھا۔

ہا تو تم کیوں جیس ہو رہے ہو۔ "عشال کو علما سے بات کرنے کی جلدی تھی اس لئے"

وہ فوراً کمرے میں آگئی۔

اچانک علما کے فون پر انجان نمبر سے کال آنے لگی۔ علما سوچ میں پڑ گئی کہ اٹھائے یا نہ اٹھائے مگر مسلسل بجتی بیل کی وجہ سے اسے اٹھانا پڑا۔

"علما میں عشال۔"

عشال تم۔۔۔ تمہیں کیا ہوا تھا، اچانک سے تمہاری چیخیں، تم ٹھیک ہو اور تمہارا "موبائل بند کیوں ہیں ہے۔" علما نے کلنی سوالات ایک ساتھ کر ڈالے۔

ہاں پیاری میں بالکل ٹھیک ہوں وہ دراصل پاؤں میں دوپٹہ اٹک گیا جس کی وجہ سے "میں سیڑھیوں سے گرتے گرتے بچی ہوں۔ بروقت عبد الہادی نہ آتا تو پتہ نہیں میرا کیا ہوتا، عبد الہادی نے مجھے بچا لیا۔" عشال اسے بتانے لگی۔ وہ ٹھیک ہے یہ سن کر علما پر سکون ہو گئی۔

اللہ کا شکر کہ تم ٹھیک ہو۔ "اچانک علما کی آنکھیں چمک اٹھی اسے جیسے کچھ یاد آیا۔"

عشال۔۔۔۔ "عشال جو بیڈ پر آکر بیٹھی تھی اسکے نپے انداز پر چونک گئی۔"

ہاں بولو۔ "عشال نے کہا۔"

میں نے کہا تھا نا، دیکھو یاد کرو میں نے کہا تھا۔ "علما خوشی سے کہنے لگی۔"

کیا کہا تھا اور کس بارے میں؟ "عشال نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔"

کچھ دن پہلے یاد کرو، وہ بچہ جو ہمیں یونی کے باہر ملا تھا۔ "عشال اپنے ذہن کو کچھ دن پیچھے لے گئی۔"

ہاں اسے یاد آیا جب وہ دونوں گیٹ پر بھائیوں کے انتظار میں کھڑے تھے کہ اچانک وہاں سے ایک بچہ گزر رہا تھا دیکھنے پر کمزور نظر آ رہا تھا جیسے کئی دنوں سے بھوکا ہو۔ علما کے پاس کچھ نہیں تھا البتہ عشال کے پاس کچھ پیسے تھے جو اس نے علما کے کہنے پر اسے دیے تھے۔ جب کہ وہ نہیں دینا چاہتی تھی۔

"ہاں یاد آیا پر تم اچانک کیوں پوچھ رہی ہو۔"

میں نے اس وقت کیا کہا تھا کہ صدقہ دینا نیکی کے زمرے میں آتا ہے، اور پتہ ہے "صدقہ دینے سے کیا ہوتا ہے اللہ آنے والی مصیبت ٹال دیتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے

علیؑ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ کرنے میں

جلدی کیا کرو، کیونکہ بلاء و مصیبت اس سے آگے نہیں پہنچ سکتی۔“ (مشکوٰۃ المصابیح

(1887#)

عشال لب دبائے خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

دیکھا صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے، بے شک عبد الہادی نے تمہیں بچایا تھا مگر نہیں " تمہیں اللہ نے بچایا عبد الہادی کو ذریعہ بنا کر اس نے تمہاری اس مصیبت کو ٹال دیا۔ میرے اللہ نے تمہیں بچایا ہے تم اس دن نہیں مان رہی تھی نادیکھ لو آج اس نے " تمہیں دکھا بھی دیا۔ اس لیے روز صدقہ دے دیا کرو۔

عشال کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا پھنس گیا۔ اس کا لہجہ نرم ہو گیا، تم ٹھیک کہتی ہو علماء، ہم جیسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں پھر بھی اللہ نے " مجھے دکھا دیا۔ مجھے بچا لیا۔

عشال اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ وہ تمہیں بھی اپنی چھوٹی چھوٹی نشانیاں دکھا " کرسیدھی راہ پر لانا چاہتا ہیں۔ بس غور و فکر کرنے کی بات ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ " اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔ فالِ زہ اسے آوازیں دے رہی تھی۔

"او کے ٹھیک ہیں تم جاؤ"

اپنا خیال رکھنا تم۔ "علمائے یہ کہا اور سلام کرتی ہوئی اندر چلی گئی۔ عشال بیڈ پر لیٹی کتنی ہی دیر اس جملے پر غور کرتی رہی۔

"بس غور و فکر کرنے کی بات ہے۔۔۔۔۔"

* * * * *

اس نے جیسے ہی یونی میں قدم رکھا اطراف میں نظر دوڑائیں۔ اسٹوڈنٹ ساری یونی میں بکھرے ہوئے تھے تھے مگر علما کے بنایہ بھی ویران لگتی تھی۔ عشال اداسی سے کلاس کی جانب بڑھی۔ لیکچر شروع ہو چکا تھا۔ آج وہ پیچھے سے دوسرے بینچ پر بیٹھی تھی اس نے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔ پروفیسر کا لیکچر سننے میں اسے قطعی دلچسپی نہ تھی۔ اس نے دیکھا سارے طلبہ کی نگاہیں پروفیسر پر مرکوز ہیں۔ اس آہستہ سے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی اور ساتھ ہی ساتھ نگاہیں چوکنی تھی۔ اس نے قریب پڑے بیگ سے موبائل نکال اور بینچ کے نیچے پوپکڑا کہ کسی کو نظر نہ آئے۔ آس پاس بھی دیکھ

رہی تھی کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا۔ اس کے بائیں جانب بیٹھی نبیلہ نامی سٹوڈنٹ اسے گھور رہی تھی۔ عشال نے اس سے بھی بڑی اور تنبیہ کرنے والی گھوری سے نوازا۔ اس نے علما کو میسج کیا اور اس کی جواب کا انتظار کرنے لگی۔ علما جو ابھی ابھی شاور لے کر نکلی تھی میسج ٹون بجنے پر موبائل ہاتھ میں لے لیا۔ دیکھا تو عشال کا میسج تھا اس نے وقت دیکھا اس وقت تو یونی کا ٹائم ہوتا تھا۔ سلام کا جواب دے کر اس نے عشال کو میسج سینڈ کیا۔

غالباً تم اس وقت لیکچر لے رہی ہو اور لیکچر کے دوران مجھے میسج کیا ہے، صحیح؟ "عشال" نے جیسے ہی میسج دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

واہ میری دوست مجھے کتنے اچھے سے پہچانتی ہیں نابالکل صحیح کہا میری جان۔ مجھے بہت یاد آرہی تھی تمہاری بہت کمی محسوس ہو رہی ہے۔ "علما بھی ہولی سے مسکرا اٹھی۔

اگر تم ایسے کرو گی تو میں میسج کا جواب دینا بند کر دوں گی پہلے لیکچر پر دھیان دو پھر مجھ سے بات کر لینا بریک میں۔ "اس کے میسج پر عشال کا منہ بن گیا۔

اچھا ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو میں ابھی میسج نہیں کرتی مگر تم اس چیز کی توقع نہیں کرو کہ "میں لیکچر پر مکمل دھیان دوں گی۔

"نکمی تم نہیں سدھر وگی، تو ٹھیک ہے چلو اپنا خیال رکھنا السلام علیکم۔"

وعلیکم السلام۔ "علمائے بھی موبائل رکھ دیا اور اپنے گیلے بال سکھانے لگی۔۔۔۔۔"

علماء! کہاں! کہاں ہو تم؟ السلام علیکم آنٹی علمائے کہاں ہے؟ "فاطمہ بیگم کچن میں کام کر رہی تھی جب فائزہ بھاگتی ہوئی آئی اور علمائے متعلق سوال کیا۔

"بیٹا وہ کمرے میں ہے۔ تم بھی وہی چلی جاؤ۔"

"ٹھیک ہے میں جاتی ہوں۔"

"بھئی میں نے تم سے کہا تھا نا کہ ہم نے شاپنگ کرنی ہے تم ریڈی ہو کے نہیں۔"

میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی اوکے پھر چلو ہم نکلتے ہیں ایک تم ہی ہو جس کے ساتھ "مجھے باہر جانے کی اجازت ہے ورنہ بھائی کا تو تمہیں پتا ہی ہیں۔"

اگر وہ اجازت نہ بھی دیتے تب بھی میں تمہیں ساتھ لے جاتی۔ اب چلو ڈھیر ساری "شاپنگ کرنی ہے۔" وہ دونوں فاطمہ بیگم کو سلام کرتی ہوئی گھر سے نکل گئی۔ یہاں بھی حمزہ نے اس کے لئے ڈرائیور رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک فینس مال کی سامنے گاڑی

* * * * *

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" وہ خوشگوا ری سے بولا۔ عشال نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور اطراف میں نگاہیں دوڑا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

جی بہت شکریہ۔ "کہہ کر وہ مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔"

جی؟ "عشال نے پھر سوال کیا۔"

وہ میں نے سوچا آپ اکیلی تھی تو تھوڑی کمپنی دی جائے ویسے فکر نہ کریں میں کسی "بری نیت سے نہیں آیا ہوں بس ایسے ہی آپ سے بات چیت کرنی ہے۔" اس کے اس طرح نرمی سے بات کرنے پر پر عشال کو حیرت ہوئی۔ پھر اس نے بھی سخت لہجے میں بات کرنا مناسب نہ سمجھا۔

ویسے اگر اس وقت آپ کی دوست یہاں ہوتی تو میں یہاں نہیں بیٹھا ہوتا۔ "عشال" کو خامخواہ شرمندگی ہو رہی تھی کہ جو بندہ اتنے خلوص سے بات کرتا ہے علماء سے دیکھنا تک پسند نہیں کرتی۔ اس نے آج تک غور ہی نہیں کیا تھا۔

جی۔۔۔ "وہ بس اتنا ہی کہہ پاؤں گی۔"

اور بتائے آپ کی پڑھائی کیسے جارہی ہیں۔ "اس نے بات کو طول دینا چاہا۔"

"جی الحمد للہ ٹھیک ہی چل رہی ہیں بس ڈیلی کے اسائنمنٹس وغیرہ یہی سب۔"

اوکے میں کچھ منگواؤں آپ کے لیے۔ "وہ باتوں کو بڑھاتا ہی جارہا تھا۔ عشال کو سمجھ "

نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے ری ایکٹ کریں۔ آج سے پہلے کبھی کسی لڑکے سے ایسے فری ہو کے بات نہیں کی تھی۔ اوپر سی علما بھی اس وقت ساتھ نہیں تھی۔ یہی وہ لمحہ تھا جب اسے علما کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی تھی۔ حاشر اس سے سوالات کرتا گیا اور وہ ہاں ہوں میں اسے جوابات دیتی گئی۔

دن یوں ہی گزرتے جا رہے تھے۔ پھر یہ روز ہونے لگا۔ حاشر روز اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا اور وہ بھی اب اس سے تھوڑی فری ہو گئی تھی اس میں زیادہ ہاتھ حاشر کا تھا۔

آج علما کو گئے چوتھا دن تھا۔ وہ بلاناغہ دن میں کئی بار علما سے باتیں کر لیتی۔ وہ گراؤنڈ میں ایک بیچ پر بیٹھی تھی تب ہی حاشر بھی آکر تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ عشال اسے دیکھ کر مسکرائی۔ وہ دونوں باتیں کر رہی تھی تب ہی علما کا فون بجنے لگا۔ سکریں پر علما کا نام جگمگا رہا تھا۔ اس نے حاشر کو دیکھا پھر کال پک کر لیں۔

"السلام علیکم، علما کیسی ہو؟"

وعلیکم اسلام، میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیا کر رہی ہو؟" اگر میں نے حاشر کا بتا دیا تو علما کا پتہ نہیں کیاری ایکشن ہو گا اس ڈر سے عشال نے یہ بات علما سے چھپائی ہوئی تھی۔

میں۔۔۔ میں اس وقت گراؤنڈ میں ہوں ہواؤں سے لطف اندوز ہو رہی ہوں۔ "اس" کی زبان میں لڑکھڑاہٹ آگئی تھی۔ علما نے کچھ کچھ محسوس کی مگر نظر انداز کر دیا۔ پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے کے بعد عشال نے کال کاٹ کر دی۔ تب تک حاشر اس کا چہرہ غور سے دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ "عشال نے سوال کیا۔"

نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے چہرے پر کتنی معصومیت ہیں اور تم کتنے رازوں سے انجان ہو۔ "عشال نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا؟"

کچھ نہیں تم یہ بتاؤ تم نے کچھ کھایا کہ نہیں؟ "پھر وہ دونوں اٹھ کر کینیٹین کی جانب " بڑھتے چلے گئے۔ اس وقت وہ علما کی دی گئی ساری ہدایتیں ساری نصیحتیں بھول چکی تھی۔ اور شاید شیطان کو بہلانے کے لیے ایسے ہی موقعوں کی تلاش ہوتی ہیں۔

وہ دونوں فائزہ کے لیے لہنگا خریدنے آئی تھی ان کے ساتھ حمزہ بھی تھا۔ پہلے ان لوگوں نے اپنے لیے ساری شاپنگ کر لی تھی پھر آخر میں لہنگا خریدنے کا ارادہ تھا۔

بھائی ہم نے جو اتنی ساری شاپنگ کی ہیں اس کا کیا ہر جگہ ساتھ لے کر پھرے؟
 گے؟ "علمار وہاں ہی ہوتی ہوئی بولی۔"

بات تو تم نے ٹھیک کہی۔ ایک کام کریں حمزہ بھائی۔ آپ یہ سارا سامان گھر لے
 جائے۔ ہم شاپنگ کے بعد ڈراں یور کو کال کر دے گے۔ کیوں علماء ویسے بھی ہمارا کوئی
 بھروسہ نہیں کیا پتہ کب ایکسٹرا شاپنگ کا موڈ بن جائے۔ "فاں زہ نے مزے سے کہا۔
 ہاں بھائی آپ صبح سے ہمارے ساتھ خوار ہو رہے ہیں۔ بہت تھک گئے ہو گے۔ آپ"
 "جائے۔"

"ارے نہیں تمہیں جتنی شاپنگ کرنی ہیں کر لو گڑیا، تم جہاں جہاں میں وہاں وہاں۔"
 ارے بھائی میں کچھ نہیں سنوں گی آپ گھر جائے اور آرام کریں ہمیں اتنی شاپنگ
 کرنے کی عادت ہیں آپ کہا ہمارے ساتھ پھرتے رہے گے۔ یہ سارا سامان لے کر
 چلے جائے۔ "ان کے اصرار پر حمزہ گھر چلا گیا۔ پھر وہ دونوں مختلف ڈیزائنز کے لہنگے
 دیکھتی رہی بہت تگ و دو کے بعد انہیں ایک پسند آیا تھا۔ انہوں نے وہ پیک کر وایا اور
 شاپ سے باہر آنے لگی۔ تبھی اچانک کسی نے فاں زہ کو پکارا۔ اس نے سامنے دیکھا
 ایک کاران کے سامنے رکی تھی جس میں سے ایک خوبرونو جوان باہر آیا۔ آنکھوں سے

گلاس ہٹائے۔ اور فائزہ کی جانب دیکھ کر سلام کیا۔

وعلیکم السلام، فاخر آپ، اس وقت یہاں؟ "فائزہ کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ اسے "جانتی ہو۔

بس آپ کے بابا سے ملنا تھا کچھ کام تھا تو سوچا تم لوگوں کے لیے کچھ لیتا چلوں۔ "بات" کرتے کرتے اس نے ایک نظر ساتھ کھڑی لڑکی پر ڈالی۔ نقاب سے جھلکتی وہ آنکھیں مسحور کرنے والی تھی۔ اس نے دوبارہ فائزہ کی جانب دیکھا۔

فاخر یہ علماء ہیں، تم نے کل ہی بار ہمارے گھر میں ذکر سنا ہو گا۔ اسماعیل انکل اور ان کی "فیملی کا۔" وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"اور علماء یہ فاخر ہیں پاپا کے دوست کا بیٹا۔"

اسلام علیکم۔ "فاخر نے پہل کی۔"

جی وعلیکم السلام۔ "علمائے بس اتنا ہی کہا۔"

"اور کیسی ہیں آپ۔"

جی ٹھیک ہوں الحمد للہ، اور آپ بتائیں۔ "علمائے بھی سرسری سا پوچھا۔"

"تم دونوں گھر جا رہی ہو تو میرے ساتھ چلو میں بھی وہی جا رہا ہوں۔"

علما کیا کہتی ہو چلے فخر تو ہماری جان پہچان کے ہی ہیں اور ویسے بھی گھر ہی جا رہے ہیں۔ "علما کو اعتراض تھا مگر وہ کہہ نہیں پائی پھر وہ سب گھر چلے گئے۔"

آج فائزہ کی مہندی تھی۔ سارے گھر میں لوگوں کی چہل پہل تھی۔ علما سادہ سی بے بی پنک کلر کی فرائڈ میں انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ہمیشہ کی طرح ہم رنگ سکارف بڑی خوبصورتی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ حمزہ بھی وائٹ شرٹ میں ملبوس تھا حسب عادت آستین کمنیوں تک فولڈ کی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کی وجاہت میں چار چاند لگ گئے تھے۔ فائزہ بھی انتہائی معصوم لگ رہی تھی۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ سب ہی انتہائی خوش تھے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی عشال کی کال آئی تھی وہ بڑی بے صبری سے اس دن کا انتظار کر رہی تھی جب علما واپس آئے اس سے علما کے بغیر رہا نہیں جا رہا تھا۔

ہاں علما کے بغیر عشال میں ایک تبدیلی ضرور آئی تھی جس سے علما بے خبر تھی کہ وہ حاشر کے ساتھ اپنا وقت گزارنے لگی تھی۔

علما فائزہ کی مہندی سے رنگے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جب کوئی ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا دونوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھیں تو سامنے فاخر کھڑا تھا اس نے دونوں کو سلام کیا۔ فائزہ اور علما دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

فاخر آپ آگئے، آئی ہوپ کے ساری فیملی آئی ہے۔ "فائزہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ بلائیں اور ہم نہ آئے۔ جی سب آئے ہیں آپ کے ممی پاپا" سے مل رہے ہیں۔ آپ بہت اچھی لگ رہی ہے آج۔ "فاخر فائزہ کے ساتھ تھوڑا فرینک تھا کیونکہ وہ یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔

جی بہت شکریہ، اگر آپ کو یہاں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو ماما یا بابا سے کہہ "دے۔ بالکل بے فکر ہو کر گھومے پھرے۔

جی ٹھیک میں ایسے ہی کروں گا۔ "وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

ایکسیوزمی میں انکل سے مل کر آتا ہوں۔ "یہ کہتے ہوئے اس نے علما کو ایک نظر دیکھا" اور وہاں سے چلا گیا۔ نجانے کیوں علما کو اس کی نظروں سے الجھن محسوس ہوئی۔ پھر

سارے فنکشن میں اسے یوں محسوس ہوا گویا کوئی اسے دیکھ رہا ہو۔

وہ گراؤنڈ میں ٹہل رہی تھی جب عنایہ اس کے پاس آئی۔

ہے پر بیٹی گرل، کیسی ہو؟ "عنایہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ چلنے لگی۔"

ٹھیک ہی ہوں۔ تم بتاؤ، شاید آج تمہارا لیکچر نہیں ہیں، ورنہ عموماً دونوں کی بریک ٹاں منگ الگ ہیں۔

"ہاں بالکل ایک پروفیسر آج چھٹی پر ہے۔ تم بتاؤ علما کے بنا کیا حال چال ہیں۔"

، "بالکل اچھا نہیں لگ رہا ہیں، وہ کب آئے گی بس۔۔۔۔"

آجائے گی، فکر نہیں کرو تم۔ "عنایہ نے اسے تسلی دی۔ کچھ دیر ان کے درمیان خاموشی چھائی رہی جسے عنایہ نے توڑا۔

عشال سنو۔۔۔۔ "عشال نے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر گہری سنجیدگی" تھی وہ دونوں ایک الگ تھلگ گوشے میں تھی اس لیے نقاب اتارا ہوا تھا۔

"ہوں۔۔۔۔"

کیا علماء اس بات سے لاعلم ہیں کہ تم حاشر سے بات کرتی ہو، مطلب علماء کو نہیں پسند " نا۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو میں کیا کہہ رہی ہوں۔ "عشال اس کے اس سوال پر چونک گئی۔ اور تھوڑی شرمندہ بھی ہو گئی۔

نہیں میں نے علماء سے مخفی رکھا ہیں۔ ویسے عنایہ حاشر اتنا برا بھی نہیں ہیں، مطلب علماء " جس طرح اس سے خائف رہتی ہیں، وہ اچھا ہیں اس نے کبھی نگاہیں اٹھا کر بات نہیں کی ہیں۔ بہت احترام سے پیش آتا ہیں۔

لیکن عشال کبھی کبھی جو ہمیں نظر آتا ہیں وہ حقیقت نہیں ہوتی۔ "عنایہ نے سنجیدگی سے کہا۔ مگر عشال کی سمجھ نہیں آئی۔

"کیا مطلب؟"

کسی دن سمجھ جاؤ گی، لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ دوستی کے بیچ میں کسی کو مت آنے دینا " ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔ اپنی ویس میں کلاس ختم ہونے پر تم سے ملتی ہوں۔ "یہ کہہ کر عنایہ وہاں سے چلی گئی۔ اور عشال کے لیے سوچوں کے در کھول گئی۔

ماما جلدی دیکھے ایسے کوئی کرتا ہے کیا مجھے انصاف چاہیے مجھے انصاف چاہیے۔ "عشال" رونے والے انداز میں بولی۔ اس کے سامنے بیٹھا عبد الہادی مزے سے کہہ رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ کھا رہا تھا۔

عبد الہادی مجھے ابھی کہ ابھی زنی چاکلیٹ لادو ورنہ میں تمہیں چین سے رہنے نہیں دوں گی۔ "عشال نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

کیا ہو گیا کیوں شور مچایا ہوا ہے تم دونوں نے؟ "عدیلہ بیگم کچن میں کام کر رہی تھی جب عشال کی چیخوں پر باہر آئیں۔

ماما دیکھے اس بلے کو، میں چاکلیٹ کھا رہی تھی میرے ہاتھوں سے چھین کر لے گیا۔ اب مجھے واپس چاہیے اسے کہ ابھی کہ ابھی مجھے دوسری لادے۔ "عشال نے انگلیوں سے عبد الہادی کی جانب اشارہ کیا۔ اب عدیلہ بیگم کی تیز نظروں کا رخ عبد الہادی کی جانب تھا۔ اس نے شوخ نظروں سے عدیلہ بیگم کی جانب دیکھا اور انتہائی معصومیت سے بولا۔

"اب جنگلی بلی اکیلی چاکلیٹ کھا رہی ہو تو مجھے کیسے اچھا لگے گا۔"

یہ کیا بچپنا ہیں عبد الہادی، دونوں نے ایک دوسرے کے حقیقی نام لینا تو کبھی سیکھا ہی " نہیں، کبھی کبھی تو مجھے خود شک ہو جاتا ہیں تم دونوں کے اصلی ناموں پر پتہ نہیں کیا بنے " گاتم دونوں کا۔

ماں ہم دونوں کا جو بھی بنے گا بڑے مزے کا بنے گا۔ "عشال شرارت سے " بولی۔ مجال ہیں جو ماں کے غصے سے انہیں ذرا سا بھی فرق پڑتا ہو۔ عدیلہ بیگم کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ عبد الہادی بولا۔

ہم تو صرف اپنی ذمہ داری نبھارہے ہیں۔ "عشال نے نا سمجھی سے اس کی جانب " دیکھا۔

بلکہ تم لوگ میری ذمہ داریاں بڑھاتے ہو۔ ذرا وضاحت کر دے گے محترم " عبد الہادی صاحب کو نسی ذمہ داری نبھارہے ہیں۔

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ مجھے پریشان کرنا تم لوگوں پر فرض ہیں، تو بس ہم اس فرض کو "

پوری ذمہ داری کے ساتھ نبھارہے ہیں۔ "عبد الہادی نے دنیا جہان کی معصومیت

چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔ اسے دیکھ کر تو عشال کو بھی ہنسی آگئی جسے اس نے روکنے

کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی اور زوردار قہقہہ لگایا۔ عبد الہادی کے گالوں

پرا بھرنے والے گڑھے غائب ہی نہیں ہوتے تھے۔ عدیلہ بیگم پھر غصے سے بولی۔

واہ عبد الہادی تمہیں فضول چیزیں پہلے یاد ہوتی ہیں ماں کے دیے کام یاد نہیں "

ہوتے۔ "عبد الہادی نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ اور سر پر ہاتھ مارا۔

وہ ماما عشال کے چکر میں یاد ہی نہیں رہا۔ "عدیلہ بیگم کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھور رہی تھی۔

میرے چکر میں! اوہ بے عقل تمہارے پاس ہیں نہیں اور مجھے کہتے ہو۔ "عشال غصے سے کہنے لگی۔

پھر شروع ہو گئے تم دونوں، گھر کے کام چھوڑ کر ان لوگوں کے مسئلے سلجھاؤ۔ ""
عدیلہ بیگم بڑبڑاتی ہوئی دوبارہ کچن کی جانب جانے لگی۔

ماما عبد الہادی کو کون سی کام نادی کریں یہ کسی کام کے لائق نہیں۔ "عشال نے بلند آواز سے کہا تا کہ آواز کچن تک جائے۔

پھر اس کی جگہ تم کام کیا کروں۔ "عدیلہ بیگم نے بھی کچن سے ہانک لگائی۔ "

جنگلی بلی، مجھے کہنے سے پہلے سو بار سوچ لیا کرو۔ "عبد الہادی نے اسے انگوٹھا دکھایا۔ "

عبدالہادی دس منٹ کے اندر میرا کام ہو جانا چاہیے ورنہ آج بھوکے سوؤ" گے۔ "عدیلہ بیگم نے کچن سے دھمکی دی۔

یہ ماں نہیں بھی بڑی ظالم ہوتی ہیں۔ "اس نے آہستہ سے دہائی دی۔"

اگر تم نے جوتی کھانی ہیں ناتوا ایسے ہی شوخیاں بگھارتے رہو میں تو چلی۔ "عشال قہقہے" لگاتے ہوئے بولی۔ اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ عبدالہادی بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔

عشال اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔ اتنے دنوں بعد وہ دل کھول کے ہنسی تھی۔ ورنہ علما کی غیر موجودگی میں وہ کافی اداس ہو گئی تھی اسے علما کی عادت سی ہو گئی تھی اسے اس لمحے عبدالہادی پر بے پناہ پیار آیا۔ جس کی بدولت وہ ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہتی۔ اس نے دل ہی دل میں اپنے بھائی کی خوشیوں کی دعا مانگی۔ تصور ہی تصور میں اس نے عبدالہادی اور علما کو ایک ساتھ دیکھا۔

اگر میری اتنی پیاری سہیلی میری بھابھی بن جائے تو۔۔۔۔۔ ہائے میرے نکے نکے" سپنے۔ "عشال خود ہی مسکرا دی۔ انہی حسین یادوں میں گم وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔ لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ اس کی یہ حسین دنیا بری طرح متاثر ہونے والی تھی کل کا

سورج کسی کے لیے اچھا اور کسی کے لیے برا ثابت ہونے والا تھا۔

بالا خر وہ دن آ ہی گیا۔ جو ہر لڑکی کے لیے خاص ہوتا ہے۔ جب وہ اپنا نام اپنی زندگی ایک ایسے شخص کے نام کر دیتی ہیں جسے وہ جانتی تک نہیں۔ فالِ زہ بھی آج اس گھر سے رخصت ہونے والی تھی جہاں اس کا بچپن گزرا تھا۔ جہاں کی ہواؤں میں اس کے وجود کی خوشبو تھی جس گھر میں اس نے آنکھیں کھولی، جس گھر میں اس کی کلکاریاں گونجی تھی آج وہ اسے چھوڑ دے گی۔ یہ تصور ہی تکلیف دہ تھا۔ بیوٹیشن ابھی اپنا کام مکمل کر کے گلی تھی۔ فالِ زہ نے زبردستی علما کا بھی میک اپ کروایا تھا ورنہ مجال ہیں جو علما ان چیزوں کا استعمال کریں۔

فالِ زہ اپنی سوچوں سے باہر آئی کیونکہ علما سے آواز دے رہی تھی۔

ہوں۔۔۔ کہو "اس نے علما کی جانب دیکھا۔ وہ سفید رنگ کی سادہ مگر خوبصورت" سی میکسی میں ملبوس تھی۔ ساتھ ہی ہم رنگ دوپٹے سی خوبصورتی سے سکارف باندھا ہوا تھا۔ شاید یہی اس کی پہچان تھی۔ سب سے الگ، سب سے منفرد۔ فالِ زہ لائٹ پینک کلر کے فل سلیوز لہنگے میں ملبوس تھی۔ دوپٹے کو مہارت سے اس طرح سے سیٹ

کیا ہوا تھا کہ جسم کا کوئی عضو نہ دکھے۔ جو خود علما نے کیا تھا۔ فالِ زہ پر یہ روپ خوب نکھر کر آیا تھا۔

اللہ تمہیں نظرِ بد سے بچائے اور تمہاری آنے والی زندگی کو خوشیوں سے بھر " دے۔ آمین۔ " علما نے اسے دیکھتے ہوئے دعائیں دی۔ فالِ زہ نے بھی بے اختیار آمین کہا۔

ویسے تم بھی کم نہیں لگ رہی۔ مجھ سے زیادہ خوبصورت تو تم لگ رہی ہو۔ " اس کی بات پر علما جھینپ گئی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے، تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہو تمہارے سامنے تو میں کچھ " نہیں۔

میری پیاری دوست تمہاری انہی اداؤں پہ تو مر مٹے تھے ہم۔۔۔۔۔ " فالِ زہ " مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔ اس کی بات پر علما مسکرا اٹھی۔

علما۔۔۔۔۔ " اچانک فالِ زہ نے آہستہ سے کہا۔ "

جی۔ بولو۔ " علما بڑے غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ "

کیا یہ ضروری ہیں کہ ہم لڑکیاں ہی اپنا گھر چھوڑ کر جائے " وہ مایوسی سے کہنے لگی۔ "

فاں زہ پہلے تو تم میری طرف دیکھو۔ " علما نے دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو "تھام لیا۔ اس کا چہرہ ایسا تھامانوا بھی رو دے گی۔

ہم اس حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ یہی ہمارا اصل ہیں اور یہی شریعت کا " اصول۔ یہ جو لڑکیاں کہتی ہیں ناکہ میں نے شادی نہیں کرنی ہے میں نے ساری زندگی ماما بابا کے ساتھ رہنا ہیں، پتہ ہیں وہ یہ سب کیوں کہتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دلا سے دے رہی ہوتی ہیں۔ وہ حقیقت سے لاعلم نہیں ہوتی وہ بس حقیقت سے انکار کرنا چاہتی ہیں لیکن وہ خود کو حالات کے مطابق ڈھال لیتی ہیں۔ ہم اپنے گھر میں ہوتے ہیں تو ہمارے ارد گرد ہماری پوری فیملی ہوتی ہیں جو ہمیں زمانے کے سرد و گرم سے بچاتی ہیں۔ لیکن وہ ہر وقت تو ہمارے ساتھ نہیں ہو گے نا ہمیں دنیا کا سامنا کرنے کے لیے لوگوں کو بھی فیس کرنا پڑتا ہیں تجربہ حاصل کرنا پڑتا ہیں۔ یہی 'میری' سوچ ہیں کہ اسی لیے ہم دوسرے گھر چلے جاتے ہیں۔ اوکے اب چلو، اور خبردار جو آنسوں بہائے "۔ علما نے اس کی آنکھوں پر ٹشور کھ دے جو آنسوں بہا رہی تھی۔

بس کر دو یا اب آنسوں نہیں نکلنے چاہیے۔ " اتنے میں حمزہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ "

"آجائے بھائی۔"

اگر تم لوگ ریڈی ہو تو چلے مولوی صاحب آچکے ہیں۔ "فنکشن گھر میں ہی ارنج کیا" گیا تھا۔ علما فائزہ کو لے کر باہر آئی۔ اور پھر فائزہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی اور کے نام ہو گئی۔

پھر سارے یہاں وہاں بکھر گئے علما فائزہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ جب فاخر اور ان کے ساتھ اور دو لوگ شاید اس کے والدین تھے، ان کے جانب آئے۔

فائزہ بیٹا بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے۔ "فاخر کی ماما" نے فائزہ کو دعائیں دی اسی طرح اس کے والد نے بھی۔ فائزہ مسکرا دی۔ ہولے سے سر ہلایا۔

اور بیٹا تم اسماعیل بھائی کی بیٹی ہونا۔ "وہ آنٹی اب علما سے مخاطب تھی۔"

"جی آنٹی۔"

"ماشاء اللہ بہت پیاری ہو، کیا کر رہی ہو آجکل سٹڈی کر رہی ہو۔"

جی اسلامیات کی فرسٹ ایئر کی سٹوڈنٹ ہوں۔ "وہ علما سے مختلف سوالات کرتی"

جارہی تھی اور علما ایک دو لفظوں میں جواب دے دیتی۔

ایکسیوزمی آنٹی میں آتی ہوں۔ "علما یہ کہہ کر ان کے پیچ سے نکل آئی۔"

علما میں تمہیں ہی تلاش کر رہا تھا۔ "حمزہ جو اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔ فوراً اسے پکارا۔"

"جی بھائی کہے۔"

یہاں نہیں، کہیں اور چلتے ہیں۔ "وہ علما کو لے کر لان کے آخری حصے میں لے آیا"

جہاں لوگ ناہونے کے برابر تھے۔

"ہاں گڑیا، اب آنکھیں بند کرو۔"

"پر کیوں؟"

کہانا بند کرو۔ "علما نے آنکھیں بند کی۔ حمزہ نے کوٹ کی جیب سے ایک ڈبیا نکالی۔ اور"

علما سے آنکھیں کھولنے کو کہا۔

لو گڑیا میری جانب سے اس سال کا تحفہ۔ "علما نے ڈبیا اس کے ہاتھوں سے لی۔ حمزہ ہر"

سال اسے کوئی نہ کوئی تحفہ دیا کرتا تھا۔ اور یہی وہ لمحہ ہوتا تھا جس کا علما کو بے صبری

سے انتظار ہوتا تھا۔ اس نے آہستگی سے ڈبیا کھولی۔ اندر ایک بہت خوبصورت اور نفیس

سی لیڈریز واج جگمگار ہی تھی۔ انتہائی نازک سی۔ اس کا رنگ ہلکا گلابی تھا اور دوسری جانب سے دیکھنے پر کوئی اور رنگ بھی نظر آ جاتا۔ علما کے آنکھیں چمک اٹھی۔

بھائی یہ تو وہی ہیں نا جو اس دن میں نے انٹرنیٹ پر سرچ کی تھی۔ پر یہ تو بہت مہنگی " ہے۔

اگر کوئی چیز میری گڑیا کو پسند آگئی پھر میں اس کی قیمت نہیں دیکھا کرتا۔ کیونکہ " میرے لیے ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہو تم۔ بس تم خوش رہا کرو۔ " حمزہ نے خود اپنے ہاتھوں سے واج اسے پہنائیں۔

چلو جلدی سے ایک تصویر بنالے ورنہ ابھی فائزہ نے تمہیں بلوانے کے لیے کسی کو " بھیج دینا ہے۔

بھائی آپ جانتے تو ہے میں تصویریں نہیں بناتی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے بس آپ کے " لیے بنادیتی ہوں۔ " دونوں نے ایک پیاری سی تصویر کھینچی۔ اسی لمحے فاطمہ بیگم نے دونوں کو بلوایا تو وہ دونوں چلے گئے۔

یہ یہ۔۔۔۔۔ "خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے"

تھے۔

اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہیں، میں تیرا جتنا شکر ادا کروں کم ہیں، آخر۔۔۔ آخر کار اتنے " سالوں کی تلاش ختم۔۔۔ ماما، ماما کتنی خوش ہوگی۔ اور باقی سب بھی میں ابھی ماما کو بتاتی ہوں، اوہ عشاں تم، تم میری خالہ کی بیٹی۔ " اس سے اپنی خوشی کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔

عشال میں تمہیں مل کر ہی سرپراں یزدو گی۔ "اب وہ عشال سے ملنے کو بیتاب تھی" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر عشال کے پاس پہنچ جائے۔

چلو اتنا انتظار تو کر ہی سکتی ہوں۔" وہ کتنی ہی دیر ان تصویروں کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔"

فالِ زہ کی رخصتی کے بعد وہ لوگ بہت تھک گئے تھے اسی لیے جلدی سو گئے۔ ولیمہ ایک دن بعد ہونا تھا۔ جب آج وہ صبح اٹھی تو شاور لینے کے بعد اسے اچانک اپنے بیگ میں پڑے البم کا خیال آیا۔ اس نے جلدی سے البم نکالیں اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس نے پہلا صفحہ کھولا۔ وہاں ماما بابا کے ساتھ حمزہ ڈھیر ساری معصومیت چہرے پر سجائے ماما کی گود میں تھا۔ اس کی براؤن آنکھیں ہمیشہ کی طرح چمک رہی تھیں۔ اگلی تصویر میں چھوٹے سے حمزہ نے پیاری سی اور چھوٹی سی علما کو اپنی گود میں لے کر بیڈ پر بیٹھا تھا ساتھ میں فاطمہ بیگم اسے سہارا دے رہی تھیں۔ اگلی تصویر میں وہ ایک مکمل فیملی تھی۔ پھر ایسی کئی تصویریں آتی گئیں جن میں حمزہ اور علما ساتھ تھے۔ ان تصویروں کو دیکھ کر دونوں بھائی بہنوں کی محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ پھر ایک تصویر پر آکر علما کے ہاتھ وہیں تھم گئے تھے۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں چھوٹا سا عبد الہادی تھا نہایت چھوٹا۔ یہ تصویر اسی سے ملتی جلتی تھی جو اس نے عشال کی البم میں دیکھی تھی۔ تو کیا سچ میں عشال اور ان کے درمیان اتنا گہرا رشتہ تھا۔ شاید تب ہی عشال کے ساتھ رہ کر اسے اپنے پن کا احساس ہوتا تھا۔ اس نے کئی دفعہ ماما کو اکیلے میں خالہ کا ذکر کرتے سنا تھا اور وہ البم کی تصویر کا ذکر بھی کرتی تھی۔ مگر ممانے کبھی خود سے نہیں بتایا تھا اور کبھی علما کی ہمت بھی نہیں ہوں۔ علما کے ذہن میں ڈھیروں سوال تھے کہ اب تک وہ دونوں

اپنی سگی خالہ سے انجان کیوں تھے اور اتنی دور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے اکیلے میں ماما سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر وہ سارا دن ماما کے اکیلے ہونے کا انتظار کرتی رہی۔ مگر کوئی نہ کوئی آتا رہتا۔ اس نے یہ بات حمزہ کو بھی نہیں بتائی تھی کہ وہ بعد میں بتا دیں گی۔ پہلے ماما سے ساری حقیقت جان لیں گی۔ رات میں کہیں جا کر اسے فاطمہ بیگم کچن میں اکیلی نظر آئیں باقی سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ وہ آہستہ سے چل کر ان کے پاس آئی اس کے ہاتھ میں البم بھی تھا۔

ماما۔۔۔ "فاطمہ بیگم تقریباً فارغ ہو چکی تھی اس کی آواز سن کر اس کے پاس آئی۔"

"جی بیٹا، کیا ہوا، کچھ چاہیے تمہیں۔"

نہیں کچھ نہیں چاہئے۔ بس ماما آپ سے بہت کچھ جانتا ہے۔ "فاطمہ بیگم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

ماما اس البم میں جو آخری تصویر ہیں وہ عبدالہادی کی ہیں۔ "علما نے ایک ہی سانس میں کہہ دیا۔

اس کی بات سن کر فاطمہ بیگم سکتے میں آگئی۔ اس کا چہرہ ہی تو ایک نشانی ہیں ان کے

بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ وہ لمحے عشال کے لیے ناقابل یقین تھے۔۔۔۔۔

* * * * *

فاطمہ بیگم نے علما کا ہاتھ پکڑ لیا۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ "انہوں نے البم کھولا اور کتنی دیر عبد الہادی کے چہرے کو دیکھتی رہی۔

ہاں ماما مجھے عشال نے اپنی البم دکھائی تھی اس میں میں نے عبد الہادی کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔"

"کیا سچ میں یہ ہماری خالہ کا بیٹا ہے ایک مرتبہ آپ نے ذکر کیا تھا۔"

ہاں میری جان یہ تمہاری خالہ کا بیٹا ہے۔ میری بہن عدیلہ کا بیٹا۔ "فرط جذبات سے" ان کی آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو گئے۔

تو ماما آپ نے ہمیں کبھی ان کے بارے میں نہیں بتایا، کبھی ملایا کیوں نہیں؟ "علما کی" آنکھوں میں بے پناہ سوالات تھے۔

میں کن الفاظوں میں بتاتی، میں راتوں کو جاگ کر اسے یاد کرتی ہوں جان سے پیاری "بہن ہے وہ میری، میری دوست، میری ہمدرد، میری سب کچھ۔" علما نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا وہ انہیں کمرے میں لے آئیں۔ سامنے رکھے جگ سے گلاس میں پانی بھرا اور انہیں پیش کیا۔

پہلے آپ یہ پانی پیے اور مطمئن ہو جائے۔ "فاطمہ بیگم نے پانی پیا اور کچھ لمحے خاموش " بیٹھی رہی۔ فاطمہ بیگم نے ہر ایک بات علما سے کہہ دیں جو ان دو بہنوں کی جدائی کی وجہ بنی تھی۔ اسے سن کر علما کچھ لمحے خاموشی سے انہیں تکتی رہی۔

میں یہاں خوش ہوں پر گھر والوں کی بے رخی اپنی جگہ ہے۔ میرے سگے بابا مجھ سے " دور ہے، میری بہن مجھ سے قریب ہو کر بھی دور ہیں۔ اسماعیل مجھے بہت خوش رکھتے ہیں۔ میں تم سب کے ساتھ خوش ہوں۔ مگر بیٹا یہ قلق ساری زندگی رہے گا۔ میں اپنی

زندگی سے خوش ہوں اللہ کا شکر بھی ادا کرتی ہوں مگر میں نے غلطی کی اس کی سزا بھی مل رہی ہیں، پر اب۔۔۔ اب ایک امید سی ہیں شاید شاید کہ سزا ختم ہونے کا وقت آ گیا ہیں۔" فاطمہ بیگم آج دل کھول کے روئی۔ اپنی بیٹی کے سہارے سارا درد بیاں کر گئی۔

مما آپ روئے نہیں، آپ کو احساس تو ہیں اپنی غلطی کا، جو بیت گیا سو بیت گیا۔ ان شا" اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم ساتھ ساتھ جائے گے۔ کچھ نہیں ہوگا۔ اب آپ نے آنسو نہیں بہانے۔" اس نے نرمی سے ان کے آنسو صاف کیے۔ اپنی ماں کے آنسو اس سے دیکھے نہیں جا رہے تھے۔

آپ نے ابھی کسی کو کچھ نہیں بتانا ٹھیک؟ جب ہم اسلام آباد چلے جائیں گے تب کچھ سوچتے ہیں۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب آپ آرام سے اپنے کمرے میں جا کر سو جائے۔"

تمہارا کیسے شکریہ ادا کروں اتنی بڑی خوشی دے دی تم نے، ان سے ملنے کے خیال " سے ہی میں پر سکون ہو گئی ہوں۔

تصویریں جھوٹ نہیں بولتی۔ "حاشر نے کہا اور تصاویر وہی ٹیبل پر رکھ کر چلا۔"

گیا۔ جاتے جاتے ایک مکروہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی۔ گویا آج اس کا انتقام

پورا ہو گیا۔

وہ ساری تصویریں اس نے لفافے میں ڈالی اور ہاتھوں میں تھام لی اور گھر آگئی۔ اور
اب۔۔۔۔۔ حاشر تو اس کے ذہن میں بدگمانی کا بیج بوچکا تھا۔ آگے کا کام شیطان کا تھا۔
علما تم ایسے کیسے کر سکتی ہو۔ "اس نے حاشر کے سامنے تو انکار کر دیا پر اب اسے علما"
سے حد درجہ نفرت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

فالزہ کے ولیمے کے بعد وہ ایک دن آرام کر کے اسلام آباد واپس آگئے۔ علما حیران
تھی کہ دو دن ہو گئے عشال کی کال نہیں آئی۔
شاید عشال ناراض ہوگی۔ فکر نہیں کرو عشال میں منالوں کی تمہیں۔ "وہ تصور میں"
عشال سے مسکراتے ہوئے مخاطب تھی۔ اسے کیا پتہ تھا کل کے دن کسی کا مان ٹوٹنے
والا تھا کسی کا اعتبار خاک میں ملنا تھا۔ فون کی آواز پر اس کی توجہ ٹوٹی تھی۔ دیکھا تو
فالزہ کی کال تھی۔
اسلام علیکم، کیسی ہو؟ "علما نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"

"الحمد للہ بہت اچھی، تم بتاؤ کیسی ہو تھک گئی ہو گی بہت۔"

"ہاں وہ تو ہیں پر آرام بھی کر لیا ہیں۔ تم بتاؤ خوش تو ہونا، اب ہماری یاد کہا آئے گی۔"

خوش تو بہت ہوں، پر تمہیں کیوں بھولنے لگی میں ہمیشہ یاد رہو گی۔ ویسے اب تمہارا نمبر بھی آئے گا۔ پھر تم بھی مجھے دو ہفتے پہلے بلانا۔" فائزہ مزے سے کہنے لگی۔

کیا مطلب ہیں کہ میرا نمبر آنا ہیں بڑی خوش فہم ہو رہی ہو، خیر سے ابھی میں نے "پڑھنا ہیں۔"

"دیکھتی جاؤ کچھ دن انتظار کر لو سب سمجھ آ جائے گی۔"

تمہاری کوئی بات میری سمجھ نہیں آرہی۔ خیر میں آتی ہوں کچھ کام ہیں۔ فی امان اللہ"

"اوکے گڈ بائے"

دوسرے دن علما یونی جاتے وقت بہت خوش تھی عشال کو حقیقت جو بتانی تھی، وہ سوچ رہی تھی کہ عشال کاری ایکشن کیا ہو گا۔ اس نے جیسے ہی یونی میں قدم رکھا بے

چین نگاہیں عشال کی تلاش میں نکل گئی۔ وہ کلاس میں داخل ہوئی۔ عشال نہیں آئی تھی ابھی تک۔ وہ بیگ رکھ کر گیٹ کے پاس گراؤنڈ میں بنے بیچ پر بیٹھ گئی۔ یہاں وہاں دیکھتے ہوئے اس کی نگاہیں حاشر پر رکی۔ اسی لمحے حاشر نے بھی اسے دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی حاشر کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ چھا گئی۔ علما کو بہت عجیب لگا کچھ عجیب ہونے کا احساس۔ اس نے فوراً نگاہ پھیر لی۔ عشال گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ وہ علما کو دیکھے بغیر اندر داخل ہوئی۔ علما نے سوچا شاید میں نظر نہ آئی ہو۔ وہ اس کے پیچھے کلاس میں داخل ہوئی۔ کلاس میں علما نے عشال کے پاس جا کر اسے سلام کیا۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ "علما نے خوشدلی سے سلام کرتے ہوئے اس کے جانب ہاتھ " بڑھایا اس کی آنکھیں پر جوش تھی۔ مگر یہ کیا! عشال نے اس کی طرف دیکھنا تو درکنار ہاتھ بھی نہیں بڑھایا۔

و علیکم السلام۔۔۔۔۔ "انتہائی سرد مہری سے جواب آیا تھا۔ علما کو یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ " صرف ناراضی نہیں تھی۔ یقیناً کہی پر کچھ غلط تھا۔ پر کیا؟ یہ سمجھنے سے وہ قاصر تھی۔ اس نے دوبارہ عشال کو پکارا۔ اس کا انداز علما کو الجھا رہا تھا۔ اب وہ پریشان ہو

گئی۔ عشال اپنے کام میں ابھی مکمل طور پر علما کو نظر انداز کیے ہوئے تھی۔ وہ رجسٹر پر جھکی کچھ لکھ رہی تھی۔ ان کا پہلا لیکچر آف تھا۔ کیونکہ پروفیسر کسی وجہ سے نہیں آ سکے تھے۔

عشال کیا ہوا، ایسے ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو پلینز مجھے بتاؤ، یوں نہ کرو، دیکھو اگر یہ مذاق ہیں تو پھر بھی نہ کرو تمہیں پتہ ہیں نا تمہاری بے رخی برداشت نہیں کر سکتی۔ "علما کا اندازہ ملتی تھا۔ عشال نے سرد نگاہ اس پر ڈالی۔ پھر دوبارہ رجسٹر پر جھک گئی۔

یہ تمہیں پہلے سوچنا چاہیے تھا اور یہ سب کرنا ہی تھا تو میری بے رخی برداشت کرنے کی ہمت ہونی چاہیے تھی۔ "عشال نے جھکے انداز میں ہی کہا۔ اس ایک جملے میں کیا کچھ نہ تھا حقارت، نفرت، دکھ، ٹوٹا ہوا مان۔۔۔۔۔ علما کے جسم میں ایک سنسنی سی لہر دوڑ گئی۔ عشال کی بے توجہی اسے اندر ہی اندر ہولار ہی تھی۔ اس نے نرمی سے عشال کے ہاتھوں سے رجسٹر نکالا اور سائیڈ پر رکھ دیا۔

عشال کیا بات ہے مجھے بتاؤ شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو ایسے چپ نہ رہو کچھ تو کہو۔ "علما کی حالت ایسی تھی کہ گویا بھی رو دے گی۔

میں کیوں کچھ کہوں کہنے سننے کو کچھ بچا ہی نہیں۔ اور غلط فہمی کی تو تم بات ہی نہ کرو"

تھا۔ عشال یہ سب۔۔۔۔۔ کتنی خوش تھی وہ کچھ دیر پہلے۔۔۔ اور اب، علما کو لگا تھا وہ برداشت نہیں کر پائے گی، مگر وہ برداشت کر گئی۔ وہ کہتے ہیں ناکہ اللہ کسی پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

اس نے دوبارہ تصویروں کو دیکھا، وہ تصویر اس دن کی تھی جب عشال کسی کو ٹاپک سمجھانے لگی تھی تب وہ اکیلی کینیٹین میں تھی اور حاشر اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ اور تصویر بڑی مہارت سے کچھ اس زاویہ سے لی گئی تھی، ایسے لگتا تھا جیسے علما نے حاشر کا ہاتھ پکڑنا چاہا ہو۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ حاشر نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔ پر وہ یہ سب عشال کو کیسے بتائیں اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہیں عشال؟" علما نے سرخ آنکھوں سے اس کی جانب "دیکھا۔ آنسوؤں نکل کر نقاب میں جذب ہو رہے تھے۔ کلاس میں گنے چنے سٹوڈنٹس تھے۔ وہ دونوں آخری کونے میں تھی اسی لیے کسی کا دھیان اس طرف نہیں گیا۔ اعتبار تھا، خود سے بھی زیادہ تھا۔ پر اب نہیں ہیں۔" عشال نے کہا اور اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

"تھا"

تھا "یہی الفاظِ علما کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ تو کیا اب نہیں ہیں، کیا عشال مجھ پر" کبھی اعتبار نہیں کریں گی۔

عشال جلد بازی میں فیصلے نالو میری بات سنو۔ "عشال نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔"

میں تمہیں اپنا آئیڈیل مانتی تھی پر نہیں، تم نے خود اس دوستی کو ختم کیا علما۔ اب پتہ "

نہیں کب ملاقات ہوگی۔" یہ کہتی عشال وہاں سے چلی گئی۔ علما کو لگا وہ کبھی عشال کے

سامنے کھڑی نہیں ہو پائے گی۔ وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی ندامت کے احساس میں

گھری تھی۔ عشال سارا دن گارڈن کے آخری کونے میں بیٹھی آنسوؤں بہاتی رہی۔ اسے

اب تک یقین نہیں آ رہا تھا۔ علما خود پر ضبط کیے لیکچر اٹینڈ کرنے کے لیے خود کو ریڈی

کرنے لگی۔ مگر سارا لیکچر بے دھیانی سے سنتی رہی۔

کیسے افیت بھرے لمحے تھے جو وہ دونوں کاٹ رہے تھے۔ ان کا رستہ اتنا گہرا تھا مگر ذرا

سی بے اعتباری نے سب کچھ تھس نہس کر دیا تھا۔

کیا وہ دونوں دوبارہ پہلے جیسے دوست بن سکتے تھے، اور کیا علما عشال کو حقیقت بتا پائے

گی؟----

علما گھر جاتے کے ساتھ سردرد کا بہانہ بنا کر کمرہ میں بند ہو گئی تھی۔ حمزہ آفس میں تھا اس لیے اسے نہیں پتہ تھا۔ تنہائی ملی تو وہ اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

عشال تم ایسے کیسے کر سکتی ہو، مجھے اب تک یقین نہیں آرہا، کاش! یہ کون سی برا خواب ہوتا۔ تم نے ذرا سا بھی اعتبار نہ کیا۔ ایسا کیا ہو گیا کہ عشال حاشر سے بات تک نہیں کرتی تھی اور اس پر اعتبار بھی کر لیا۔ تم نے میرا دل دکھایا عشال۔ شاید تمہیں احساس ہو جائے۔ "وہ کتنی دیر آنسوؤں بہاتی رہی۔ رات کا کھانا بھی اس نے ٹال دیا۔ رات کو حمزہ گھر آیا تو اس نے سب سے پہلے علما کے متعلق پوچھا۔

بیٹا اس کی طبیعت تھوڑی ٹھیک نہیں تھی سردرد تھا۔ کھانا بھی نہیں کھایا میں اسے "دودھ کے ساتھ میڈیسن دے آئی ہوں۔ اب وہ سو رہی ہیں شاید۔" ان کی بات سن کر حمزہ کو فوراً فکر لاحق ہوئی۔

میں ابھی دیکھ کر آیا اسے وہ ٹھیک تو ہے۔ "حمزہ فوراً کمرے کی جانب بڑھا۔"

"بیٹا پہلے کچھ کھالو پھر چلے جانا۔"

نہیں ماما میں پہلے دیکھ کر آیا۔ "فاطمہ بیگم اسے مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ انہیں اپنے اس بیٹے پر بے اختیار پیار آیا۔ ویسے بھی ان دنوں وہ بڑی خوش رہنے لگی تھی۔ حمزہ آہستہ سے دروازہ دھکیل کر کمرے میں داخل ہوا۔ علما کے کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اسے کمرے میں ایک عجیب سی اداسی کا احساس ہوا۔ ورنہ جب بھی وہ اس کے کمرے میں آتا اسے عجیب سا اطمینان ملتا تھا۔ وہ آہستہ سے بیڈ کے قریب آیا۔ علما کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے آنکھیں کھولی۔ اور حمزہ کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

جی بھائی آپ یہاں؟" اس نے ساں بیڈ لیمپ آن کیا۔ حمزہ نے دیکھا اس کا چہرہ "مر جھایا ہوا تھا۔ نیلی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ تھی۔ حمزہ اس کی حالت دیکھ کر مزید پریشان ہو گیا۔

گڑیا کیا ہوا، یہ کیا حالت بنالی ہے؟ تم روئی تھی؟" علما کو دوبارہ وہ اذیت بھرے لمحے یاد آئے۔ اس نے آنسوؤں کو اپنے اندر اتار دیا وہ اپنے بھائی پر کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"نہیں بھائی کچھ نہیں بس سر درد تھا۔ اور کچھ نہیں۔"

سر درد تھا تو تم روئی کیوں؟ "حمزہ بھائی تھا اس کا اس کے چہرے پر رقم افیت وہ" کیسے نا دیکھتا۔ بھائی بہن کا رشتہ ہوتا ہی کچھ اس نوعیت کا ہیں اگر دونوں میں سے ایک بھی پریشان ہو تو دوسرا بن کہے جان لیتا ہے۔

گڑیا مجھے پتہ ہیں یہ محض دردِ سر نہیں ہیں، مگر تم مجھے بتانا نہیں چاہتی نا بتاؤ بس اس فکر" میں خود کو ہلکان مت کرو۔ اور ممانبتار ہی تھی تم نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ "حمزہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے وہی سے آواز لگائی اور ان دونوں کے لیے کھانا لانے کو کہا۔ کچھ ہی دیر میں کھانا حاضر تھا۔

جاؤ گڑیا ہاتھ منہ دھو کر آؤ۔ پھر ساتھ کھائے گے۔ "اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ کچھ" ہی دیر میں وہ اس کے سامنے حاضر تھی۔ حمزہ نے روٹی کا نوالہ بنا کر پیار سے اس کی جانب بڑھایا۔

لو کھاؤ اور پیٹ بھر کر کھانا ہیں، ورنہ میں نے بھی نہیں کھانا جتنے نوالے تم کھاؤ گی" اتنے ہی میں کھاؤں گا۔ "وہ دونوں ساتھ ساتھ کھانے لگے۔ کتنی محبت تھی ان دونوں میں۔ اچانک علما کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ گالو پر بہہ نکلا۔

کیا ہوا علمار و کیوں رہی ہو مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ "حمزہ نے پلیٹ سائیڈ پر رکھی اور ہاتھ " جھاڑتا ہوا اس کے آنسوؤں پوچھنے لگا۔

بھائی۔۔۔۔۔ بھائی میں "آنسو تو اتر سے بہہ رہے تھے اس سے ایک لفظ بھی نہیں " بولا گیا۔

ایسے روؤ تو نہیں چندا مجھے بتاؤ تم اب مجھے پریشان کر رہی ہو۔ "حمزہ نے اسے بازو سے " پکڑ کر اس کا سر اپنے کندھے سے لگایا۔ سہارا ملتے ہیں علمائے اپنے اندر کا سارا غبار نکال دیا۔ حمزہ نے اسے چپ چاپ رونے دیا اور پھر اسے پانی پلایا۔

"اب بس بھی کر دو خبردار جو ایک بھی آنسو بہایا۔"

بھائی میں آپ کو سب کچھ بتاؤں گی فی الحال میں آرام کرنا چاہتی ہوں میرے سر میں " بے انتہا درد ہو رہا ہے۔ لیکن پلیز آپ ممایا بابا سے ذکر نہیں کرنا۔

اوکے گڑیا تم آرام کرو کل بات کرتے ہیں لیکن تم کل یونی نہیں جاؤ گی اوکے۔ "علمائے " نے اثبات میں سر ہلایا۔ پے حمزہ اسے لٹا کر چلا گیا۔

میں کیسے بتاؤں بھائی کو؟ میں خود پر اختیار نہیں رکھ پاؤں۔ اور اب بھائی کو بتانا ہی "

پڑے گا۔ وہ کیا سوچے گے عشال کے بارے میں، اللہ میں کیا کروں۔ "کتنی عظیم دوست تھی وہ جو اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی عشال کا سوچ رہی تھی۔ اور اور بھائی کو تو میں نے پہلے والی بات بھی نہیں بتائی تھی وہ تو ناراض ہو جائے گا۔ لیکن مجھے بتانا ہی پڑے گا۔ اللہ جی! میری مدد کیجیے۔" وہ دل ہی دل میں دعا نہیں کرتی ہوئی نیند کی آغوش میں چلے گئی۔

عدیلہ بیگم اپنی کسی سہیلی کے گاؤں گئی تھی کیونکہ وہ بیمار تھی۔ اب دو تین دن بعد ہی واپس آنا تھا۔ اور اشفاق صاحب کا زیادہ وقت آفس میں گزرتا تھا۔ اس لیے وہ عشال پر دھیان نہیں دے سکے وہ اور عبد الہادی آفس سے آئے تو میڈ نے بتایا وہ کھانا کھا چکی ہیں۔ اس لیے کسی نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا۔ البتہ عبد الہادی کو کچھ عجیب لگا۔ عشال تو ایسے کبھی نہیں کرتی۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا اس لیے بات کل پر ٹال دی اور سو گیا۔

صبح کی کرنیں اپنے پر پھیلا چکی تھی۔ ہلکی ہلکی دھوپ سڑکوں پر اتر آئی تھی۔ ایسے میں ایک وجود بے فکر سا بیڈ پر سویا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر موجود اضطراب اور دکھ کی

لکیریں واضح دیکھی جاسکتی تھی۔ رونے سے اس کی آنکھیں سوج گئی تھی۔ اچانک اس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ اٹھ بیٹھی۔ تلخ حقیقت ایک بار پھر ذہن میں دہرائی جانے لگی۔ اس نے اپنی آنکھوں کو مسئلہ اور فریش ہونے چلی گئی۔ اس نے ٹائم دیکھا یونی کا وقت نکل چکا تھا۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

کم ان۔ "اس نے آہستہ سے کہا۔ اسی لمحے عبدالہادی کمرے میں داخل ہوا۔ وائٹ "شرٹ پر بلیک کوٹ اور بلیک بینک پہنے وہ بہت ڈیسنٹ سالگ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عشال کو اپنے کچھ ایسے خواب بھی یاد آئے۔ پر اب سب کچھ بدل چکا تھا۔ عبدالہادی اس کا چہرہ دیکھتے ہی چونک گیا۔ گوری رنگت پر عشال کی آنکھیں واضح طور پر سرخ نظر آرہی تھی۔

عشال تم روئی ہو۔ اور تم شاید آج یونی نہیں جا رہی نیچے بابا انتظار کر رہے تھے دیر "ہو رہی تھی اس لئے وہ چلے گئے آفس اور مجھے تمہاری خیریت دریافت کرنے بھیج دیا۔"

نہیں کچھ نہیں ہوا مجھے ٹھیک ہوں میں، عشال نے مجھے مجھے انداز میں کہا۔

مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی، مجھے ابھی تو آفس کے لیے دیر ہو رہی ہیں مگر آتے کے

ساتھ تمہاری حاضری ہوگی تب مجھے کوئی بہانا نہیں چلے گا۔ اور نیچے بریک فاسٹ ریڈی ہیں میرے ساتھ ہی تم نیچے اترو گی۔ اور یاد رہے پیٹ بھر کے ناشتہ کرنا میں میڈ سے کال کر کے پوچھوں گا۔ "عشال نے بس اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ نیچے آئی۔ پھر عبد الہادی نوکروں کو مختلف ہدایات دے کر نکل گیا۔ اسے آج عشال کے انداز ٹھیک نہیں لگے بعد میں بات کرنے کا ارادہ کر کے وہ آج کی روٹین کے بارے میں سوچنے لگا۔

علما ناشتہ کرنے کے بعد لان میں بیٹھی ہلکی ہلکی ہواؤں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ وہ انہی تلخ یادوں میں کھوئی تھی۔ وہ پریشان تھی کہ آگے کیا ہوگا۔ سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو چکی تھی۔ وہ انہی ساری چیزوں میں گم تھی کہ ماما کی آواز پر چونکی۔ بیٹا علما سننا ذرا "وہ کھڑی ہو گئی۔"

جی ماما "وہ مسکرا بھی ناسکی۔"

وہ بیٹا آج لنچ پر کچھ مہمان آنے والے ہیں لاہور سے تو میری تھوڑی ہیلپ کر دو گی"

"کچن میں ویسے تو تم بن بولے کرتی ہو مگر تم آج ہی فری ہو اور میں کام کا کہہ رہی

"نہیں ماما ایسی کوئی بات نہیں میں بیٹھ کر کروں گی بھی کیا۔ چلے میں آتی ہوں۔"

شکر یہ بیٹا، اور ہاں کام ختم ہوتے کے ساتھ تم اچھے سے ریڈی ہو جاؤ ٹھیک"

ہیں۔" فاطمہ بیگم مسکراتی ہوئی بولی۔ وہ تھوڑی الجھ گئی مگر اس نے کچھ پوچھے بنا

اثبات میں سر ہلا دیا۔ آج حمزہ اور اسماعیل صاحب بھی جلدی گھر آئے۔ اسے کچھ کچھ

اندازہ ہوا کہ کوئی خاص مہمان آرہے ہیں۔ لنچ کا وقت ہونے کو تھا جب ممانے اسے

جلدی سے تیار ہونے بھیج دیا۔ وہ کچھ ہی دیر میں شور لے کر باہر آئی۔ گیلے بالوں کو

سکھانے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ اس کی تیاری بھلا کیا تھی؟ اس نے الماری سے ایک

پیروں کو چھوتی بلیک کلر کی فراک نکالی جو اس نے حمزہ کے ساتھ خریدی تھی، وہ اسی

طرح کے کپڑے پہنتی تھی جو اس پر خوب چلتے بھی تھے۔ میک اپ کے نام پر بس اس

نے کاجل لگایا۔ اور کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے۔ ہلکے ہلکے بال سوکھنے پر اس

نے ڈھیلی ڈھالی چوٹی بنا کر آگے کی جانب ڈال دی۔ ان تمام مصروفیات میں الجھ کر وہ

کچھ دیر کے لیے عشال کو بھول چکی تھی۔ اس نے سر پر دوپٹہ لیا اور ایک آخری نظر

آئینے میں ڈالی۔ اسی لمحے حمزہ کمرے میں داخل ہوا۔

گڑیا مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔ "حمزہ نے چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے" انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

جی بھائی کہے میں سن رہی ہوں۔ "حمزہ اسے لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔"

علما تمہیں یاد ہیں فالِ زہ کی شادی پر فاخر جو انکل کے دوست کا بیٹا ہیں۔ وہ تمہارے " لیے پروپوزل لے کر آیا ہیں۔ مجھے تو وہ تمہارے حساب سے بیٹر لگا ہیں بیک گراؤنڈ بھی اچھا ہیں میں نے چھان بین کی ہیں۔ دیکھو میں نے اس بات کا فیصلہ تم پر ڈال دیا ہیں بس مجھے تمہاری خوشیاں عزیز ہیں۔ تم جو فیصلہ لوگی مجھے منظور ہے۔ "علما تو پروپوزل کا سنتے ہی سکتے میں آگئی۔ ذہن میں دوبارہ عشال عبد الہادی کا چہرہ گردش کرنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ چھپنے لگا تھا اس نے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا۔ وہ اپنے بھائی کا مان تھی۔ اسے کیسے توڑ سکتی تھی پھر چاہے اسے اپنی محبت کو ہی بھولنا پڑے ویسے اسے کونسا اپنی محبت ملنی تھی اتنا سب کچھ ہونے کے بعد کچھ بچا ہی کہا تھا سوچنے کو۔

تم اچھے سے اور آرام سے سوچو ابھی وہ لوگ نیچے ہیں ان سے مل لو پھر رات کو " آرام سے بات کرتے ہیں۔ "اس نے بس اثبات میں سر ہلایا۔

اب نیچے چلو سب انتظار کر رہے ہیں۔ ویسے میری بہنا آج بہت پیاری لگ رہی "

ہیں۔ "حمزہ نے کہہ کر اسے گلے لگا لیا۔ علما اپنے آنسوؤں کو سختی سے کنٹرول کیے ہوئے تھے۔ کتنے اذیت بھرے لمحے تھے۔

چلو چندہ نیچے چلے۔ "علما نے اپنے آپ کو مضبوط کرتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھا دے۔

میل ملاقات اور بات چیت کے بعد وہ لوگ شام کو چلے گئے۔ اسماعیل صاحب نے تقریباً ہاں کر دی تھی۔ انہیں اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ تھا مگر وہ پھر بھی پوری طرح سے علما کی رضامندی کے قائل تھے۔ رات کو حمزہ علما کے کمرے میں آیا۔

"علما اب تمہاری طبیعت کیسی ہیں۔"

بہت بہتر ہیں بھائی۔ "علما نے اسے بیڈ پر جگہ دی۔"

تو چند اتم نے کیا فیصلہ لیا پھر دیکھوں بے جھجک کہہ دو، تو کیا تمہیں منظور ہیں یہ "رشتہ؟" کمرے میں دبیز خاموشی تھی مگر علما کے وجود میں کافی ہلچل مچی تھی۔ ہر سوچ پر ایک ہی سوچ حاوی ہوتی "بھائی کامان" اور اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلا کر

سر جھکا دیا۔

چند امیری گڑیا ہمیشہ خوش رہو، تم نے آج مجھے بہت خوش کیا ہیں۔ "حمزہ نے اسے"
اپنی گلے لگا لیا۔

منگنی ابھی ایک دو دن میں کر دے گے۔ پھر آگے کا بعد میں سوچا جائے گا۔ "علما بس"
سن رہی تھی کچھ کہنے کو بچا ہی کیا تھا۔

تم اب آرام کرو کل بات ہوتی ہیں لیکن اگر اب بھی تمہیں اپنے فیصلے میں ترمیم"
کرنے ہیں تو کہہ سکتی ہو میرے لیے تم سب سے آگے ہو۔ "حمزہ اس سے سر پر ہاتھ
رکھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ علما نے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا آنسوؤں کا
ایک قطرہ رخساروں سے ہوتا ہوا اس کی نرم جلد پر بہ نکلا۔۔۔۔۔

عشال بیٹا ٹھیک سے کھانا کیوں نہیں کھا رہی۔ کیا ہوا چہرہ اتنا مر جھایا ہوا کیوں"
ہے؟۔ "اشفاق صاحب نے عشال کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا جو صرف پلیٹ میں چھج
ہلانے کا کام کر رہی تھی اور کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

جی کچھ نہیں بابا میں ٹھیک ہوں۔ "عشال نے سوچوں سے باہر آتے ہوئے انہیں " جواب دیا۔

پھر بھی کچھ پریشان لگ رہی ہو، خیر میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں مجھے نہیں تو کم از کم اپنے بھائی کو بتا دینا۔ " یہ کہہ کر وہ کمرے میں چل دیے۔

چلو عشال کچن میں پہلے کافی بناتے ہیں پھر لان میں چلتے ہیں۔ "عشال مجبوراً اٹھ گئی۔ عبد الہادی نے ہی ان کے لئے کافی بنائی عشال تو بس بیٹھی دیکھتی رہی۔ پھر وہ دونوں کافی لے کر لان میں گھاس پر بیٹھ گئے۔

اب بولو کیا پریشانی ہے۔ "عبد الہادی مکمل سنجیدگی سے عشال کے چہرے کی جانب دیکھنے لگا۔

کچھ نہیں عبد الہادی بس یو نہی۔ "عشال نے کمزور سی دلیل دی۔

عشال تمہیں پتہ ہے میں یقین نہیں کرنے والا پھر بھی تم باتوں کو گھما رہی ہوں اب "بتاؤ جلدی۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ عبد الہادی۔۔۔۔۔ "عشال کو بتانے کے لیے الفاظ ہی نہیں مل رہے "۔

تھے اس کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کہاں سے شروع کریں۔ عبد الہادی عشال کے بولنے کا منتظر تھا۔

میں کیسے بتاؤں۔۔۔۔ "عشال اچانک سے رودی۔ آنسوؤں کے قطرے گالوں پر" بہنے لگے۔ عبد الہادی نے دیکھا تو پریشان ہو گیا کپ سائیڈ میں رکھ کر اس کے آنسوؤں پوچھے۔

او کے پہلے رولو پھر کھل کے بتانا۔ "عبد الہادی نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔"

عبد الہادی وہ۔۔۔۔۔ علما۔۔۔۔۔ علما نے "وہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولنے لگی۔ عبد الہادی جو" پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا ایک دم سے علما کے نام پر چونک گیا۔ عشال نے اسے ساری باتیں بتادیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس نے علما کے خلاف ثبوت دیکھے اور کس طرح ان کی دوستی ٹوٹ گئی۔ عبد الہادی یہ سب سن کر حیران رہ گیا۔ وہ لڑکی جو اپنی سب سے پیاری دوست کی تعریف کرتی نہیں تھکتی تھی آج اس کے خلاف اتنے لفظ بول گئی۔ عبد الہادی کے دل میں ایک گرہ سی اٹک گئی۔ اسے برا لگا تھا علما کے خلاف سننا۔ پتہ نہیں وہ کون سا احساس تھا کہ اسے لگتا تھا یہ سب جھوٹ ہے۔ وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگا کہ کاش یہ سب حقیقت نہ ہو۔ اسے کچھ تو غلط

ہونے کا احساس ہوا۔

عشال دیکھوں تمہیں پکا یقین ہے کہ یہ سب کچھ سچ ہیں۔ کہی تم سے کچھ اوبسرو " کرنے میں غلطی تو نہیں ہو گئی۔

تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟ "عشال نے اچانک غصے سے عبدالہادی کی جانب " دیکھا۔ وہ خود نہیں جانتی تھی اس نے ایسا رویہ کیوں اختیار کیا۔ عبدالہادی بھی حیران رہ گیا کہ عشال نے تو پہلے کبھی ایسا نہیں کیا۔ عشال کہہ کر رکی نہیں تھی۔ وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ کافی کا آدھا بھرا ہوا کپ وہی گھاس پر رکھا تھا۔ عبدالہادی نے بھی اپنی کافی نہیں پی تھی۔ بھلا بہن پریشان ہو اور عبدالہادی بے فکر ہو کر کھائے پیے ایسے ہو نہیں سکتا تھا۔ کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ شاید اس کافی کی طرح اس کے جذبات بھی منجمد ہو گئے تھے وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

اچانک اس کے چہرے کے تاثرات بدلے۔ جہاں کچھ دیر پہلے نرمی تھی اس کی جگہ سختی اور غصے نے لے لی تھی۔ حمزہ کی آنکھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی اس نے غصے سے مٹھیاں بھیجنی۔ علماہر اس اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہی تھی۔ ابھی

کچھ دیر پہلے ہی اس کے اصرار کرنے پر علمانے دل پر پتھر رکھ کر اسے ساری باتیں بتائی تھی۔ عشال کے الفاظ بھی اس نے گھما پھرا کر بتا دیے تھے۔ اب وہ ڈر رہی تھی کہ حمزہ کاری ایکشن کیا ہوگا۔

علمامیری گڑیا تناسب ہو گیا تم نے مجھ بتایا نہیں۔ اتنی اچھی دوست ہونے کے " ڈرامے کرتی تھی محترمہ، اعتبار کرنے کا وقت آیا تو آنکھیں بند کر لی۔ " حمزہ کے لہجے اور آنکھوں میں عشال کے لیے نفرت کی پرچھائیاں وہ واضح دیکھ سکتی تھی۔

اور اس حاشر کا تو میں۔۔۔۔۔ زندہ نہیں بچے گا وہ میرے ہاتھوں سے۔۔ ایک "۔۔ منٹ مگر اس نے ایسا کیوں کیا۔ علمامجھے بتاؤ کیا حاشر سے کوئی جھگڑایا بحث ہو گئی تھی۔ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہیں تم کچھ نہیں کر سکتی مگر مجھے بتاؤ چندا کچھ ہوا تھا کیا۔ " علمامی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ جھٹ سے حمزہ کے گلے لگ گئی۔

بھائی، میں کیا کروں میری سمجھ نہیں آرہا، میری۔۔۔ میری اور عشال کی دوستی ختم " ہو گئی، میں نے کھو دیا عشال کو۔ اور اب۔۔ اب کیا حاشر سے بدلا لینے پر مجھے عشال واپس مل جائے گی کیا؟ کسی کو کچھ نہیں کریں بس شاید اب کچھ ٹھیک نہیں ہوگا۔ " حمزہ ضبط کر رہا تھا علمامی ایک ایک آنسو اس کے دل پر گر رہا تھا۔

علما میری گڑیا، اپنے قیمتی آنسوؤں کو بے مول ناکرو کیوں اپنے بھائی کو تکلیف دے " رہی ہو، تم نے عشال کو نہیں کھویا ہے بلکہ عشال نے ایک قیمتی ہیرا کھودیا ہیں۔ تم تم ہو علما، تم قسمت والوں کو ملتی ہو اور شاید عشال کی قسمت اتنی اچھی نہیں ہے۔ "عشال کے نام پر اس کے لہجے میں نفرت تھی۔ علما جو خود سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی، اس کے بھائی نے اسے لمحوں میں کتنے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا تھا۔

بھائی آپ بہت اچھے ہیں، مجھ سے وعدہ کریں آپ کسی کو کچھ نہیں کرے گے۔ " میری سچائی اللہ ثابت کر دے گا۔ آپ خود کو ہلکان نہیں کریں گے، ٹھیک ہے۔ " علما نے حمزہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

گڑیا میرا من کر رہا ہیں میں ابھی جا کر ایک ایک کو تمہاری سچائی بتا دوں لیکن " تمہارے کہنے پر صرف تمہارے کہنے پر میں ضبط کر رہا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ میری بہن کا ظرف اتنا بڑا ہے۔ " حمزہ مسکرایا تھا۔

اچھا تم کل کے لیے تیار تو ہونا؟ " حمزہ اچانک سے یاد آنے پر بولا۔ علما نے ذہن پر ہلکا سا " دباؤ ڈالا۔ کل۔۔۔۔۔ ہاں کل تو اس کی زندگی میں ایک بڑی تبدیلی آنے والی تھی۔ کل اس نے اپنے ہاتھوں میں فاخر کے نام کی انگوٹھی پہنی تھی۔

جی بھائی "وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔"

چلو اچھی بات ہے، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری گڑیا ہمیشہ خوش رہے گی۔ اور اب رونا نہیں ہے ٹھیک ہے۔ "علما نے ہولے سے سر ہلایا۔ پھر وہ دونوں کل کے فنکشن کے متعلق ڈسکس کرنے لگے۔ مگر علما غائب دماغی سے جواب دیتی رہی۔

بالا خروہ دن آہی گیا۔ فائزہ اسی دن صبح صبح آگئی تھی جس کی وجہ سے گھر میں چہل پہل تھی۔ اس نے بھی علما کے چہرے پر ادا اسی بھانپ لی تھی مگر وقت ایسا تھا کہ وہ کچھ پوچھ نہیں سکی۔ دھیرے دھیرے لمحے بیت رہے تھے۔ فائزہ نے علما کو تیار کیا آج اس نے اس سے سکارف نہیں بندھوایا تھا۔ لائٹ پنک کلر کے فل سلیوز مگر سمپل لہنگے میں بھی وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ منگنی کی مناسبت سے وہ ڈریس واقعی بہت اچھا تھا۔ دوپٹہ کو سر پر اس طرح سیٹ کیا تھا کہ گلا پوری طرح ڈھک چکا تھا لیکن بہت خوبصورتی سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ فائزہ نے خود اپنی نگرانی میں بیوٹیشن سے کروایا تھا ورنہ علما سکارف کے علاوہ کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوتی تھی۔ فنکشن کے لیے ہال بک کیا گیا تھا جو گھر کے قریب ہی تھا۔ فنکشن چھوٹا سا تھا اس لیے صرف قریبی رشتہ

داروں کو بلایا گیا تھا۔ علما اور فاضل حمزہ کی کار میں تھے جبکہ ان کے پیرنٹس سارا انتظام دیکھنے کے لیے پہلے ہی نکل چکے تھے۔

آخر کار وہ لمحہ آ گیا جب فاخر اور علما کو آمنے سامنے لایا گیا۔ اس لمحے علما کس اذیت سے گزر رہی تھی یہ وہی جانتی تھی اس کے لیے مصنوعی مسکراہٹ سجانا بھی مشکل تھا مگر وہ ضبط کرنا جانتی تھی۔ برداشت کرنا آتا تھا اسے۔ فاخر نے رنگ نکال کر ہاتھ علما کی جانب بڑھایا۔ اس وقت علما کے احساسات عجیب تھے کیونکہ سب کی نظروں کا مرکز وہی تھی عجیب سی گھبراہٹ کا عالم تھا۔ پتہ نہیں کیوں اس کے احساسات عجیب تھے۔ جیسے کچھ غلط ہو رہا ہو۔ پر کیا؟

بیٹا رنگ پہناؤں "فاطمہ بیگم نے انتہائی نرمی سے علما سے کہا۔ علما چونک کر خیالات " سے باہر آئی۔ اور ان کی دی ہوئی رنگ فاخر کو پہنانے لگی۔ ہال میں سب کی تالیوں کی آواز گونج اٹھی۔ علما کا دل چاہا وہ یہاں سے بھاگ جائے وہ بہت دیر تک تو ضبط کرتی رہی مگر پھر حمزہ سے طبیعت خرابی کا کہہ کر گھر چلنے کو کہا ویسے بھی فنکشن تقریباً ختم ہو چکا تھا۔

غم کی بارش نے بھی تیرے نقش کو دھویا نہیں

تو نے مجھ کو کھودیا میں نے تجھے کھویا نہیں

نیند کا ہلکا گلابی سا خمار آنکھوں میں تھا

یوں لگا جیسے وہ شب کو دیر تک سویا نہیں

سب کی آنکھوں سے گویا نیند روٹھ چکی تھی۔ ہر کسی کی آنکھوں میں دکھ، اذیت،

تکلیف تھی۔ علما کو کھونے کا غم، عشال کی بے اعتباری، بہن کی تکلیف، صحیح غلط کی

کشمکش وہ چاروں ہی اپنے اپنے دکھوں میں کھوئے تھے۔ تین دن ہو گئے تھے عشال

یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔ اس نے کل سے یونی جانے کا فیصلہ کیا تھا تا کہ ان تمام چیزوں

سے دھیان ہٹ جائے۔ جو بھی ہو کبھی نا کبھی تو علما سے سامنا ہونا ہی تھا۔ اشفاق

صاحب آفس کے کاموں میں الجھے ہوئے تھے اس لیے عشال کی خاموشی کو نوٹ نہ کر

سکے عبد الہادی الگ پریشان تھا۔ ہاں گھر کی دیواریں چیخ چیخ کر رہی تھی کہ وہ عشال

جو عبد الہادی سے لڑتی نہیں تھکتی تھی وہ کہی غائب ہو گئی۔ علما نے بھی حمزہ کے

سوالوں سے بچنے کے لیے کل سے ہی یونی جانے کا فیصلہ کیا۔ علما کل کے بارے میں

سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کر رہی تھی۔ عشال کیساری ایکٹ کرے گی۔

عشال نہیں آنے والی۔ کیونکہ وہ کبھی دیر سے نہیں آتی تھی۔ اچانک عشال کی دھیمی آواز کلاس میں گونجی۔

مے آئے کم ان سر "تمام سٹوڈنٹس نے گردن موڑ کر دروازے میں کھڑی عشال" کی جانب دیکھا۔ پروفیسر نے ہاتھوں میں پہنی گھڑی کی جانب دیکھا اور عشال سے مخاطب ہو کر کہا۔

مس عشال آپ پورے بیس منٹ لیٹ ہیں۔ آپ کو پتہ ہیں نا مجھے دیری نہیں پسند؟" پروفیسر نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

جی، جی سر معافی چاہتی ہوں آئیندہ سے میں خیال رکھوں گی۔ "عشال گردن" جھکائے ہوئے بولی۔ وہ بڑی مشکل سے بولی تھی آواز کے درمیان آنسوؤں رکاوٹ بن رہے تھے مگر اس نے ضبط کیے تھے۔ وہ عشال جو کسی سے بات کرتے نہیں ڈرتی تھی جو پر اعتماد ہوتی تھی، آج کیسے بے بس ہو گئی تھی، اس کا اعتماد گویا کہی جاسویا تھا۔ پہلی مرتبہ وہ ڈر گئی تھی۔

ٹھیک ہے، مگر یہ آخری بار ہیں جائے بیٹھے۔ "اجازت ملنے پر عشال اندر آئی اس" نے پوری کلاس میں نگاہیں دوڑائی ساری جگہیں فل تھی سوائے علما کی سیٹ

کے۔ وہاں اکیلی علما بیٹھی تھی وہ کشمکش میں کہی اور سیٹ ڈھونڈنے لگی۔

مس عشاں اب لیٹ آنے پر آپ کو اپنی پسند کی جگہ نہیں ملنے والی براہ کرم جہاں "جگہیں ہیں وہی بیٹھ جائے۔" پروفیسر کرخت لہجے میں بولے۔ عشاں فوراً علما کے قریب بیٹھ گئی اور گردن جھکا دی۔ پتہ نہیں کیوں آنسوؤں نکلنے کو بیتاب تھے۔ پتہ نہیں آج کل اسے بات بات پر رونا کیوں آنے لگا تھا۔ علما نے اس کے آنسوؤں دیکھ لیے تھے۔ اس سے عشاں کے آنسوؤں دیکھے نہیں جا رہے تھے۔ اس نے پانی کی بوتل نکال کر عشاں کی جانب بڑھا لی۔ مگر یہ کیا عشاں نے وہ نظر انداز کر دی اور اپنا دھیان پروفیسر پر مرکوز کر دیا۔ علما کو دکھ ہوا وہ ایسی تو نا تھی۔ حالات بھی تو ایسے نا تھے۔

پھر پورے لیکچر میں دونوں ایک دوسرے سے لا تعلق ہی رہے۔ لیکچر ختم ہونے پر علما دل بہلانے کو باہر کی جانب بڑھی۔ اچانک عشاں کی نظر اس کی انگلی میں موجود رنگ پر پڑی۔ اس کی آنکھوں میں کرچیاں سی چھنے لگی۔ اسے دکھ ہوا تھا۔ وہ کیا چاہتی تھی۔ اور کیا ہو گیا تھا۔ علما نے منگنی بھی کر لی۔ اس کی نظروں میں عبد الہادی کا معصوم چہرہ گھومنے لگا۔ اسے یاد تھا۔ جب وہ عبد الہادی کے سامنے علما کا ذکر کیا کرتی تھی تو

کیسے اس کی آنکھوں میں علما کے لیے احترام ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ ہلکا سا مسکرا دیتا جس سے اس کے گالوں پر ڈمپل ابھر آتے۔ اور اب۔۔۔ اب اگر اسے پتہ چل جائے کہ علما نے اپنا ہم سفر چن لیا پھر۔۔۔۔۔ نہیں وہ اپنے بھائی کو یہ بات کبھی نہیں بتائے گی۔ کبھی نہیں۔۔۔۔

وہ بچھے دل سے کینٹین کی جانب آئی اور ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ اچانک کشمالہ اس کی ٹیبل پر آکر بیٹھ گئی۔

ہے پریٹی گرل۔ "کشمالہ نے اس کے چہرے کے آگے ہاتھ لہرایا۔ چہرے پر دل" جلائے والی مسکراہٹ تھی۔

چچ چچ۔۔۔۔ سن کر بہت افسوس ہوا۔ اب اتنی پیاری دوستی جو ٹوٹی ہے میرا بس "چلے تو دو منٹ کی خاموشی قائم کروادوں، اتنا دکھ ہو رہا مجھے، پتہ ہے۔" کشمالہ بناوٹی لہجے میں بولی۔ عشال کا جی چاہا کہ ابھی اس مغرور لڑکی کا منہ توڑ دے مگر اب وہ عشال تو کہی تھی ہی نہیں۔ یہ عشال تو خاموش رہنے والی تھی۔

اب کیا چاہیے تمہیں کیوں آئی ہو "عشال نے سرد انداز میں کہا۔"

دراصل میں سوگ منانے آئی تھی۔ خیر ویسے مجھے بھی یقین نہیں آیا کہ علما ایسی حرکتیں کرے گی۔ میں نے کہا تھا ناقاب کے پیچھے کیسے کیسے چہرے ہوتے ہیں اف۔۔۔۔۔ "کشمالہ بڑے مزے سے کہ رہی تھی۔

بس۔۔۔۔۔۔۔ "عشال نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا۔ آس پاس کے سٹوڈنٹس " بھی انہی دیکھنے لگے۔

بہت ہو چکی تمہاری بکواس، چپ چاپ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ میری برداشت کی حد ختم ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ اور مجھے تو تم اچھے سے جانتی ہو۔ " اب وہ اور علما کے خلاف کچھ بھی سننے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ اس نے کشمالہ کو کھری کھری سنائی اور وہاں سے چلی گئی۔ دور کھڑی علما کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے۔

عشال کے جانے کے بعد کشمالہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ اسے یاد آیا اسی نے تولی تھی حاشر اور علما کی تصویریں۔

واہ کشمالہ واہ تم نے تو کمال کر دیا۔ کیا آرٹ ہیں۔ " اس نے خود کو سراہا اور وہاں سے " چلی گئی۔

علما اپنا اسائنمنٹ مکمل کر رہی تھی۔ کہ اچانک اس کے موبائل کی بیل بجنے لگی۔ اس نے بے دھیانی میں بغیر دیکھے فون اٹھا لیا اور عادت کے مطابق سلام کیا۔

وعلیکم السلام "بھاری مردانہ آواز پر علما بری طرح چونک گئی۔ اور موبائل ہٹا کر نمبر " دیکھا۔ نام نہیں تھا۔

جی آپ کون؟" علما تھوڑی ڈر گئی تھی اس نے آج تک اپنے باپ اور بھائی کے علاوہ "کسی مرد سے فون پر بات نہیں کی تھی۔

میں آپ کا ہونے والا شوہر۔" فاخر نے شوخ لہجے میں کہا۔

فاخر آپ!-----آپ کو میرا----نمبر کہا سے ملا؟" علما حیران " ہو گئے، تھوڑی نروس بھی۔

"جی اب آپ کا نمبر تو ملنا بنتا تھا بس مل گیا۔ کیوں اچھا نہیں لگا آپ کو۔"

نہیں ایسی بات نہیں۔۔۔" یہ کہ کر علما خاموش ہو گئے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیا " کہے۔ پھر وہ بولی۔

جی بتائے۔۔۔ آپ نے کال کیوں کی ہے۔ "اس کے سوال پر فاخر چونک گیا۔"

کیا مطلب کیوں کال کی، تمہیں نہیں پتہ کیا۔ مجھ نہیں لگتا وجہ بتانے کی ضرورت " ہے اور ویسے بھی اب کال کرنے کے لیے وجہ کی ضرورت نہیں ہے۔ "علما کی سمجھ نہیں آئی وہ کرے تو کیا کریں۔ وہ بس خاموش رہی۔

"آپ کچھ کہے گی نہیں۔"

میں کیا کہوں؟ "علما نے بس اتنا ہی کہا۔"

دراصل میں اسماں نمونٹ کمپلیٹ کر رہی بعد میں بات کرتی ہوں۔ "یہ کہ کر عشاں نے فوراً کال کٹ کر دی۔ اس کے ذہن میں یہی اک سوال تھا کہ اسے نمبر ملا کہا سے گھر والے اس کی اجازت کے بنا نہیں دے سکتے تھے۔ اسے یاد آیا۔

اف فائزہ تم نہیں سدھرو گی۔ "علما پریشان ہو گئی کہ اگر اس نے پھر سے کال کی تو۔

میں کیسے ان سے بات کر سکتی ہوں۔ اوکے اگلی بار کال آئے گی تو میں انہیں صاف " صاف کہ دوں گی۔ "علما خود کو مطمئن کرنے لگی اور دوبارہ کام میں جٹ گئی ابھی کچھ

ہی دیر گزری تھی کہ پھر سے موبائل بجنے لگا۔ اس بار علما نے پہلے نام دیکھا عنایہ کی کال تھی۔

اسلام علیکم "علما نے بہتر موڈ کے ساتھ سلام کیا۔"

و علیکم السلام۔۔۔۔۔ کیسی ہو علما، میں نے بتایا تھا نامیں خالہ کے ساتھ یہاں گھومنے " آئی ہوں بہت مزہ آرہا سچ میں، اب واپس آنے کا وقت آگیا تو سوچا تم دونوں کے لیے کچھ لے لوں آخر اتنی پیاری دوستیں جو ملی ہیں۔ ویسے عشال کیسی ہے؟ "عشال کا نام سن کر علما خاموش ہو گئی۔ کلنی لمحے ایسی ہی خاموشی چھائی رہی۔

ہیلو۔۔۔ ہیلو علما سن رہی ہونا "خاموشی پر عنایہ اسے آوازیں دینے لگی۔ مگر علما نے "فون رکھ دیا۔

ہیلو۔۔۔۔۔ علما۔۔۔۔۔ ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔ ٹہبہ نننن "کال کٹ چکی تھی۔"

کیا پتہ شاید نیٹ ورک ناہو میں تو ان لوگوں سے ملنے کے لیے بے چین " ہوں۔ "عنایہ ہاتھ میں فون پکڑے خوشی سے کہ رہی تھی۔ اسے کیا پتہ تھا یہاں کیا قیامت گزر چکی تھی، شاید عنایہ سب کچھ ٹھیک کر

"کیا! سچ میں بیٹا کہا پر؟ کیسے؟"

ہاں بابا وہی عشال۔۔ وہی ہماری کزن ہے، سچ میں مجھے بہت خوشی ہوئی جب مجھے پتہ "چلا۔" علما اس وقت اتنی خوش تھی وہ یہ بھی بھول چکی تھی کہ ان کی دوستی اب پہلے جیسی نہیں رہی۔

اور علما۔۔۔۔۔ ان دنوں وہ تو ایک نئے مسئلے میں الجھ گئی تھی۔ اور وہ مسئلہ تھا 'فاخر'۔ وہ اسے کال پر بات کرنے کے لیے فورس کرنے لگا تھا۔ اس نے ایک دوبار کہا بھی تھا۔۔۔۔۔

فاخر ایسے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے، آپ اب تک میرے نامحرم ہے، ہمارے "درمیان جاںِ زرشته نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے باتیں کرے۔۔۔" مگر فاخر ناراض ہو جاتا۔ علما کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ فاخر کو کیسے سمجھائیں۔ وہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اور اب تو حد ہی ہو گئی۔ وہ ڈرائیور کے انتظار میں گیٹ پر کھڑی تھی کہ اچانک فاخر کی کار سامنے آکھڑی ہوئی۔

اسلام علیکم "حاشر نے کھڑکی کی کانچ نیچے کرتے ہوئے ہلکا سا سر خم کرتے ہوئے کہا۔" وعلیکم السلام "علما شک اور پریشانی کے عالم میں بولی۔"

چلے آپ کار میں بیٹھ جائے میں ڈرائیور کو کال کر دوں گا۔ مجھے لگتا ہے آپ فون پر "کمفرٹیبل ہو کر بات نہیں کر پاتی۔" اس کی بات سن کر علما اور حیرت میں چلی گئی۔ بھلا

مگر۔۔۔۔۔ نہیں وہ تو کوئی اور تھا۔۔۔۔۔ کیا تھا یہ سب۔۔۔۔۔

عبدالہادی۔۔۔۔۔ کیا ہوا کار چلاؤ۔۔۔۔۔ "عشال عبدالہادی کی نظروں کا تعاقب کر"
چکی تھی اس لیے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔ عبدالہادی نے کار کا رخ موڑا اور بنا کسی تاثر کے
کہا۔

علمائے منگنی کر لی۔۔۔۔۔ "کار میں گہرا سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔"

فاخر آپ سمجھ کیوں نہیں رہے ہمارے درمیان کوئی جاں نذر شتہ نہیں تو میں کیسے "
آپ کے ساتھ آسکتی ہوں۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں ہے۔ آپ۔۔۔۔۔ میرے
لیے۔۔۔۔۔ نامحرم ہے۔۔۔۔۔" علماب تنگ آگئی تھی۔

پتہ نہیں تم کونسے زمانے کی لڑکی ہو آج کل یہ ساری عام باتیں "
ہے۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔" ابھی وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ علمابولی۔

معافی چاہتی ہوں فاخر مگر ڈرائیور آچکا ہے میں چلتی ہوں۔ اسلام علیکم "علمائے کہا اور"
پیچھے سے آنے والی کار میں بیٹھ گئی۔ کار دھول اڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ فاخر نے غصے
سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ تم یہاں۔ "حمزہ نے پوری طرح رخ اس کی جانب موڑ لیا۔"

"علما مجھے ایک بات پوچھنی تھی تمہیں پتہ ہے؟"

حمزہ اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پانی کی بوتل اٹھا کر گھونٹ بھرنے ہی والا تھا کہ علما نے نہایت نرمی سے بوتل اس کے ہاتھ سے لے لی اور چہرے پر مصنوعی خفگی طاری کرتے ہوئے بولی۔

بھائی کتنی مرتبہ کہا ہے میں نے پہلے بسم اللہ پڑھا کرے مگر نہیں آپ کہا سنے گے "میری بات۔"

گڑیا میں تمہاری بات نہیں سنوں گا تو کس کی سنوں گا بس بھول جاتا ہوں۔ "حمزہ نے" مسکراتے ہوئے کہا براؤن آنکھوں میں بہن کے لیے ڈھیر سارا احترام تھا۔

"اچھا بتائے آپ کیا پوچھ رہے تھے؟"

مما اور خالہ کے متعلق اگر تمہیں پتہ ہے تو بتادو۔ "حمزہ نے بغیر لگی لپٹی کے سوال" کیا۔ علما کچھ توقف کے بعد بولی۔

دراصل۔۔۔۔۔۔ "علما نے گہری سانس اندر کھینچی۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ"

بات کہا سے شروع کرے۔ پھر علما نے ماما کی بتائی ایک ایک بات حمزہ کے گوش گزار کر دی۔

دی میں کہہ رہی ناکہ میں کر لوں گی پھر آپ کیوں بار بار ڈانٹ رہی۔ "بیس سالہ" عدیلہ صوفے پر آڑی تر چھی لیٹی ایک ناول کا مطالعہ کرنے میں بری طرح غرق تھی۔ اور دو سال بڑی فاطمہ اس کے سر پر کھڑی ڈانٹ رہی تھی مگر عدیلہ سننے کو تیار نہ تھی۔ جس نے ان دونوں کا مشترکہ کمرے کا برا حال کیا ہوا تھا۔

"نہیں ابھی صفائی کرواٹھو۔ ورنہ میں نے بابا سے شکایت کرنی ہے۔"

کیا ہوا بھائی میری بیٹی پر کیوں برس رہی ہو۔ "ظہیر کاظمی صاحب ابھی ابھی اپنے دوست احمد رضا صاحب کے گھر سے آئے تھے جو ان کا روز کا معمول تھا۔

میں تو جیسے آپ کی بیٹی ہوں ہی نہیں کاظمی صاحب.... "فاطمہ نے بھی جو کا توان کے" لہجے میں کہا باپ بیٹیوں میں انتہا کی بے تکلفی تھی دونوں بیٹیوں کی پرورش بڑے لاڈ سے کی تھی انہوں نے دونوں بہنے پڑھتی بھی تھی۔

194

سامنے اسے مخاطب نہ کرتا کہ غلط امپریشن نہ پڑے ہمیشہ فاطمہ کی عزت کا خیال کرتا۔ دھیرے دھیرے وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے تھے مگر فاطمہ کو یہ غلط لگتا کیونکہ جب تک دونوں کے درمیان جاں نواز اور مضبوط رشتہ نہ ہو محبت پاکیزہ نہیں رہتی۔ اسماعیل جاب بھی کرتا تھا وہ اکیلا ہی تھا فیملی کی ایک حادثے میں موت ہو چکی تھی۔ جس دن اسماعیل کاظمی صاحب کے پاس فاطمہ کا رستہ مانگنے آنے والا تھا اس سے ایک دن پہلے ہی کاظمی صاحب نے فاطمہ کا رشتہ اپنے جگری دوست احمد رضا صاحب کے بیٹے اشفاق سے طے کر دیا۔ لیکن پھر بھی فاطمہ نے ان سے بات کی تو انہوں نے اپنے دوست کو انکار کرنے سے منع کر دیا۔ اور فاطمہ کو چپ کر وادیا۔ مگر فاطمہ بیگم اسماعیل کے بغیر نہیں رہ سکتی سو ایک رات وہ اپنی سب سے پیاری بہن اور باپ کو چھوڑ کر اسماعیل کے ساتھ بھاگ کر نکاح کر لیا۔ یہاں کاظمی صاحب شرمس نگاہیں نہیں اٹھا پارہے تھے مگر ان کے جگری یار نے انہیں کافی حوصلہ دیا اور اپنے بیٹے کے لیے عدیلہ کا ہاتھ مانگا۔ یوں وہ دونوں ایک بندھن میں بندھ گئے۔ نکاح کے بعد فاطمہ اور اسماعیل ان سے معافی مانگنے آئے تھے مگر کاظمی صاحب نے ان کو اپنے گھر میں بھی داخل نہ ہونے دیا اس وقت آخری دفعہ دونوں بہنیں ایک دوسرے سے مل کر ڈھیر سار روئی تھیں۔ شروع شروع میں عدیلہ بیگم چپکے چپکے بات کر لیتی تھی فاطمہ

* * * * *

عشال یہ کیا کر دیا تم نے آخر کیوں؟؟۔۔۔۔۔۔ "عنایہ خود سے ہی بڑبڑانے"
لگی۔ وہ واقعی شک میں تھی۔

[illegible]

* * * * *

دو۔ و۔ س۔ ت۔ ی۔

دل اور دعا سے۔۔۔۔۔

وعدہ اور وفا سے۔۔۔۔۔

ساتھ اور سچائی سے۔۔۔۔۔

تحفظ اور تسلی سے۔۔۔۔۔

یاد اور یقین سے۔۔۔۔۔

ہاں علما نے تو دل سے نبھائی تھی یہ دوستی، ہر روز دعائیں بھی کرتی تھی۔ بھلے ہی وعدے کے لیے لفظوں کا سہارا نالیا ہو مگر تا عمر وفا کرنے کا وعدہ تو اسی دن کر لیا تھا جب وہ دونوں ملے تھے۔ بس عشال نے یقین نہیں کیا تھا۔ اور جب ساتھ دینے کا وقت آیا تو اوروں پر بھروسہ کر لیا۔ اب بھی اس کی بے تحاشا یاد ستار ہی تھی۔ بھلے ہی وہ اس کے پاس نہیں تھی لیکن آج بھی اس کی مسکراہٹ کی وجہ بنی تھی۔ فون کی بیل نے اس کی سوچوں کا تسلسل توڑا تھا۔ اس نے فون کو دیکھا۔ نام دیکھتے ہی پتہ نہیں کیوں اسے بے انتہا کوفت ہوئی تھی۔ وہ حیران بھی تھی بھلا اتنی رات کو کون سی کال کرتا ہے۔ اس نے سوچا شاید کوئی کام ہو۔

اسلام علیکم "دوسری جانب سے فاخر نے بڑے میٹھے لہجے میں جواب دیا۔"

وعلیکم السلام "علما کو ایک آنکھ نابھایا اس کا لہجہ۔"

جی کہے۔۔۔ "علما نے سیدھے طریقے سے کام کی بات کرنا مناسب سمجھا۔"

آپ کی یاد آرہی تھی۔ "فاخر کا لہجہ پتہ نہیں کیوں علما کو پسند نہیں آیا تھا۔ اب علما نے" نرمی سے سمجھانا مناسب سمجھا۔

تو جب نکاح ہو جائے تو ساری خواہشیں پوری کر لیجی مئے گا۔ "علما نے سکون اور نرمی سے کہا۔

اف! اصلی مزے کرنے کے تو یہی دن ہوتے ہے نا، شادی سے پہلے باتیں کرنا ملنا" جلنا مگر تم تو فون پر بھی باتیں کرنا پسند نہیں کرتی۔

ابھی آپ نہیں سمجھتے فاخر اسلام نے نکاح کی لذت میں جو مزہ رکھا ہے وہ کہی اور" نہیں ہے، نا محرم سے ہم چاہے جتنی پاکیزہ محبت کریں وہ پاکیزہ نہیں رہے گی آپ مانے یا نا مانے میرے نزدیک جو غلط ہے سو غلط ہے، اور جب مجھے صحیح غلط کا فرق پتہ ہے تو میں کیوں وہ کام کروں جس سے میرا اللہ ناراض ہو۔ "علما نے آرام سے ٹھہر ٹھہر کر سمجھایا شاید وہ سمجھ جائے۔ مگر خلاف توقع وہ بھڑک اٹھا۔

آکر دور رکعت نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

اے اللہ! اے میرے مالک، ساری کائنات کو پالنے والے، تو مشکلوں کو آسان " کر دیں۔

اے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی دینے والے،

اے ایوبؑ کو صبر عطا کرنے والے،

اے آگ کو گلزار بنانے والے،

مجھ پر رحم کر، میرے گناہ بخش دے، اب تک جو بھی جان کر اور انجانے میں گناہ کیے اس کی معافی دے دے،

اے اللہ! جب میں نفس کے بہکاوے میں آکر تاریک راہوں کی مسافر بننے لگوں تو اپنے نور کی روشنی سے مجھے راہ ہدایت دکھانا۔ "اس وقت مانو کمرے میں ایک طلسم سا تھا۔ اسے جیسے دعا مانگنے کا مقصد مل گیا۔

ہاں اللہ پاک مجھے اپنا نور عطا کر کہ اگر یہ مجھے حاصل ہو گیا تو پھر مجھے کسی چیز کا غم " نہیں ہے، تو میرے حق میں جو بھی فیصلہ کر اس پر قناعت کرنا سکھا دے، کہ تو غیب کا

علم رکھنے والا ہے۔ میرے حق میں بہتر فیصلہ کر۔ "اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھی۔

اللہ جی عشال، عشال کو بھی راہ راست پر لے آ، مجھے امید ہے کہ تو میری سچائی ایک " نایک دن ثابت کر دے گا مجھے۔۔۔۔ امید نہیں یقین ہے۔۔۔

یقین۔۔۔۔۔ "آنسوؤں تو اتر سے بہے جا رہے تھے گویا اتنے دنوں کا غبار نکل رہا تھا، ہاں وہ آنسوؤں نہیں تھے۔۔ ان میں تو غم کی داستان، ناراضگی، بے رخی کا دکھ تھا۔ وہ کتنی ہی دیر ان لمحوں کے زیر اثر رہی۔

ناجانے کب رات نے اپنے پروں کو سمیٹا مؤذن کی پرسکون آواز کانوں میں گونجی۔۔۔۔۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر،

اللہ اکبر، اللہ اکبر،

اللہ سب سے بڑا ہے،

اللہ سب سے بڑا ہے،

عجب سا سکون تھا، کیا لذت تھی اس آواز میں۔۔۔۔۔

دنیا کی تمام میوزکس میں سب سے بڑھ کر۔۔۔۔۔ ایک سوز تھا۔۔ ایک طلسم
تھا۔۔۔

اشھد اللہ الہ الا اللہ۔

اشھد اللہ الہ الا اللہ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

ایمان کی پختگی ہے اس میں کہ گواہی دینا۔۔۔۔۔ اللہ کے خوبصورت نام ہے

"الواحد" اور "الاحد" اکیلا اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اشھدان محمد الرسول اللہ

اشھدان محمد الرسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کی رسول ہے

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کی رسول ہے

مؤذن کی دل کو چھو جانے والی آواز کے ساتھ اس پاک ذات کی بناؤں بے زبان مخلوق
بھی رب کی تسبیح میں مشغول تھی۔ ہر طرف ہلکی ہلکی چہچہاہٹ تھی۔ کہ بے شک
قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے۔۔۔۔۔

طُّلِمَ تَرَانِ الدِّسِّ سُبْحَكُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطُّيِّرِ صُفِّتِ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی کل مخلوق اور پر پھیلائے اڑنے والے
کل پرند اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں، [سورہ نور، آیت 41]
حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ،

آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف،

اللہ پکارتا ہے کہ آؤ نماز کی طرف کہ بے شک آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حی علی الفلاح، حی علی الفلاح،

آؤکامیانی کی طرف، آؤکامیانی کی طرف،

بے شک نماز میں کامیابی ہے، کامیابی ہے اللہ کی یاد میں کامیابی ہے دل میں ایمان تازہ

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر،

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے،

_____ ہے "اللہ" العظیم "اور" الکبیر

لا اله الا الله

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔۔۔

علما کسی ٹرانس کی کیفیت میں اٹھی تھی اور رب کی بارگاہ میں اس کے آگے سجدہ ٹیکنے کو تیار تھی، نماز کا ہر عمل انتہائی پرسکون تھا، شاید اسی لیے وہ اتنی منفرد تھی کہ وہ دنیاوی کاموں کے پہلے دین کے کاموں کو آگے رکھتی تھی اور ہم۔۔۔۔ ہم کیا کرتے ہیں تمام کام ختم کر کے پھر اس کی بارگاہ میں جاتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کے کمرے میں سحر تھا ایک عجیب سی لذت۔۔۔ بہت سے دعائیں کرنے کے بعد اس نے قرآن کی تلاوت کی اور بالکونی میں چلی آئی۔۔۔

اسے کل رات سے ہی عشال کی یاد ستارہی تھی، اس کے ہاتھ خود بخود ہی فون کی جانب

عشال جو ابھی نماز پڑھ کر سونے کا ارادہ رکھتی تھی کیونکہ آج اس کا کالج جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ فون کی بیل پر متوجہ ہو گئی۔

اتنی صبح کس کی کال ہے؟ "اس نے سوچتے ہوئے ساں ہیڈ ٹیبل پر رکھا فون ہاتھ میں " اٹھایا۔ سکرین پر نظریں پڑتے ہی اس کی نگاہیں وہی جم گئی۔ آنکھوں میں پانی آنے لگا تھا اس نے خود پر جبر کیا اور کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا۔ جیسے ہی کال پک ہوئی علما چوکننا ہو گئی تھی کان ترس رہے تھے آواز سننے کو۔ دونوں کا یہی حال تھا۔ دونوں کے درمیان گہری خاموشی تھی، اتنی گہری کہ روح کے اندر تک چلی جائے، کبھی کبھی خاموشیاں بھی بولتی ہے اور یہ خاموشی تو بامعنی تھی۔ کیا نہیں تھا ان میں، ان کے جذبات خاموشی کی شکل میں ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے، گلے شکوہ میں

مصرف۔۔۔۔۔دونوں کی آنکھوں سے آنسوؤں گالوں پر بہ نکلے۔ عشال نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کان ترس گئے تھے کہ علما اب بولے کے تب مگر وہ یہی سے جان گئی تھی وہ رورہی ہے۔ موبائل میں علما کی سسکیاں گونج اٹھی۔ آخر عشال سے رہا نا گیا۔ اس نے پہل کر ہی لی۔

ہ۔۔ ہیلو "عشال نے سکتے ہوئے کہا۔ مگر علمابس خاموشی سے سنتی رہی اس کی " برداشت کی حد یہی تک تھی۔ آخر اس نے کال کاٹ دی۔ عشال کتنی ہی دیر بے یقینی کی کیفیت میں فون کو گھورتی رہی۔

علمابیڈ پر آکر لیٹ گئی بے انتہار رونے کو دل چاہا۔ وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ خود کو مطمئن کیا۔ آج اس کا کالج جانے کا ارادہ نہیں تھا کل رات نیند جو پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ نیچے جا کر اطلاع دے سکے۔ مگر وہ جانتی تھی اس کا بھائی فکر میں ہلکان ہو کر دوڑا دوڑا چلا آئے گا، اور یہی ہوا گلے ایک منٹ کے اندر وہ کمرے میں تھا اور علما کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا ایک ہاتھ علما کی پیشانی پر تھا۔

گڑیا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری " علما ہلکا سا مسکرائی۔

ہاں بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کے ہوتے ہوئے کچھ ہو سکتا ہے مجھے۔ بس رات " کو نیند نہیں آرہی تھی تو اب نیند پوری کرنے کا ارادہ ہے۔ " علما نے لیٹے لیٹے ہی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

سچ میں تم ٹھیک ہو، نیند کیوں نہیں آرہی تھی چندا اور مجھے فون کر لیتی میں سلا دیتا " تمہیں۔ " اتنے پیار پر علما کی آنکھوں سے خواہ مخواہ آنسوؤں نکلنے لگے۔

"کیا ہوا گڑیا رکیوں رہی کیا سر میں درد ہے؟ میں دبا دوں؟"

نہیں بھائی میں ٹھیک ہوں بالکل، آپ کیسے شخص ہے کیسے کر لیتے ہے اتنی کیوں ر، اتنا "خیال رکھتے ہے آپ میرا" علما نے سکتے ہوئے کہا، حمزہ نے اس کے آنسو پوچھے۔

"جب اللہ نے اتنی پیاری بہن دی ہے تو میں اس کا خیال کیوں نارکھوں۔"

آپ کو مجھ پر بھروسا ہے نا۔" علما نے مان سے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔"

گڑیا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ساری دنیا بھی تمہارے خلاف کھڑی ہو جائے تو "میں پھر بھی تم پر بھروسا کروں گا۔"

بھائی اگر میں نے آپ سے کچھ چھپایا ہو۔۔۔۔۔" ذہن میں بہت پرانی یادیں تازہ "ہو گئی، وہ تھپڑ جو اس کے ہاتھوں سے پڑا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ایک ٹرانس میں کہا تھا کہ کچھ چھپایا ہو تو۔۔۔۔۔ اور اب خود اپنے جملے پر کچھتا رہی تھی۔

تو تم نے کچھ چھپایا ہے مجھ سے، گڈ "حمزہ نے ابرو اچکاتے ہوئے اس سے کہا۔ مگر "اگلے ہی پل دوبارہ پہلے والی مسکراہٹ اور نرمی سے کہا۔

اوکے جب بھی تمہارا کہنے کو دل چاہے مجھے بلا لینا تمہارا بھائی ہمیشہ سننے کے لیے حاضر "

جی بھائی، اور۔۔۔۔۔" مگر حمزہ نے اس کی بات کاٹی۔"

حد ہوتی ہے ویسے عشال تم بس کل یونی آؤ تمہاری خیر نہیں ہے۔ اور علما بچو گی تو تم "

بھی نہیں۔" عنایہ تصور ہی تصور میں دونوں سے مخاطب تھی۔ وہ یونی گارڈن کے ایک

کونے میں ہاتھوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔

عشال تم۔۔۔ تم ایسے کیسے کر سکتی ہو، اور وہ تصویریں آخر کھینچی کس نے تھی۔ ویسے " میرے جانے سے پہلے میں نے غور کیا تھا پتہ نہیں کیا سو جھی تھی میں نے علما کو نہیں بتایا۔ ہونا ہو یہ حاشر کا کیا دھرا ہے، نکال رہا ہو گاد شمنی اور اس کا ساتھ ضرور اس نکچڑی بلی نے دیا ہو گا۔ " اس نے سراٹھایا سامنے سے کشمالہ اپنی ایک دم چھلی کے ساتھ جارہی تھی۔

لو نام لیا اور بلی حاضر۔۔۔ "عنا یہ چہرے پر بے زاری لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ پہلے " ہی غصے سے دماغ خراب ہو گیا تھا اب کشمالہ نے آکر اور تپ چڑھادی تھی۔ وہ اچانک شاطرانہ مسکراہٹ لیے اس کی جانب بڑھی۔ یہاں وہاں دیکھتی جب وہ اس کے قریب پہنچی اور ایسے ظاہر کیا جیسے چلتے چلتے اس کا پیر مڑ گیا ہو اور خود کو بچانے کی غرض سے دونوں ہاتھوں سے کشمالہ کو پکڑتے ہوئے اس کے اوپر گری کشمالہ جو اپنی دھن میں باتیں کر رہی تھی اتنے اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اور اگلے ہی لمحے وہ زمین پر تھی جبکہ عنا یہ نے خود کو درخت کا سہارا لے کر بچا لیا۔

آئی ایم سو سوری، ریں ملی سوری وہ۔۔۔ وہ میرا پیر مڑ گیا تھا سو۔۔۔۔۔ "عنا یہ " نے کمال کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا جبکہ نقاب کے اندر وہ ہنس رہی تھی۔ کشمالہ کے

کپڑوں پر مٹی لگ گئی تھی چہرے پر ایسے تاثرات تھے گویا گھن آرہی ہو۔

واٹ ڈا ہیل۔۔۔ "کشمالہ غصے سے اٹھتے ہوئے بولی اس کی دوست نے اس کا ہاتھ"
پکڑا تھا۔

ہیل کی بچی اٹھ کیوں گئی؟ گرے ہوئے لوگ زمین پر گرے ہوئے ہی اچھے لگتے"
ہے۔ "عنایہ نے خود سے سرگوشی میں بڑبڑایا۔ اپنے اس عمل پر وہ ابھی تک ہنس رہی
تھی۔

ارے میں نے سوری کہا نا آپ کو اور۔۔۔۔۔۔۔۔ "اتنا کہ کر عنایہ نے ہاتھ میں پکڑا"
موبائل کانوں سے لگایا۔۔

ہاں ماماں کہے کیا کہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ "عنایہ نے ایسے ظاہر کیا جیسے درمیان میں"
کال آگئی ہو اور وہاں سے فوراً چلتی بنی دور تک بھی اسے اپنے پیچھے کشمالہ کی انگلش
بکواس سناؤں دے رہی تھی۔ دوسری طرف آکر بھی وہ کتنی ہی دیر پاگلوں کی طرح
ہنستی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

عشال مجھے تم نے بہت مایوس کیا ہے، مجھے تم سے یہ امید نہیں "

تھی۔۔۔۔۔" عشال نے نظریں جھکالی۔

میں کیا کرتی۔۔۔" عنایہ کو غصہ آیا تھا۔"

کیا مطلب کیا کرتی اعتبار کر کے دیکھ لیتی ایک دفع، کیا تھا اگر تم بھروسہ کر لیتی علما کا،"

"اسے کم از کم یہ احساس تو ہوتا کہ اس کے ساتھ تم ہو۔

"م۔۔۔۔۔"

نہیں اب تم کچھ نہیں کہو گی آج میں بولوں گی اور تم سنو گی۔" اس نے عشال کو "

بولنے نہیں دیا تھا۔ اس نے طے کر لیا تھا آج وہ علما کو بے قصور ثابت کر دے گی۔

تمہیں پتہ ہے جب ہم ساتھ تھے پہلی کالج میں تھے وہاں حاشر بھی پڑھتا تھا اور تم "

جانتی ہو، نہیں تم کیسے جانتی ہو گی۔ حاشر سب سے بگڑا ہوا لڑکا تھا اور اب بھی ہے۔ اور

حاشر اپنی آوارہ حرکتوں کے لیے مشہور تھا۔ اس دن کالج ایونٹ تھا اور پورا کالج

سٹوڈنٹس سے بھرا ہوا تھا ایسے میں حاشر نے سب کے سامنے علما کا ہاتھ پکڑ کر اسے

پرپوز کیا تھا۔ اور تب زندگی میں پہلی بار علما کو غصہ آیا تھا۔ اس نے پوری قوت سے

* * * * *

وہ غصے میں پھری شیرنی کی طرح اٹھی اور قدم ہال کی جانب بڑھائے۔۔۔۔۔ جہاں

بگاڑا تو تم نے ہے ابھی، اور بہت کچھ بگاڑا ہے۔ ویسے بھی یہ ڈیسرو کرتی تھی تم " دونوں۔۔۔۔۔ اگر تم علما کی دوست نا ہوتی تو ایسا بالکل نا ہوتا۔۔۔۔۔ مگر افسوس۔۔۔۔۔ تمہاری بری قسمت۔۔۔۔۔ "حاشر نے بڑی ڈھٹائی سے بے شرمیوں کی طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

بہت ہی گھٹیا حرکت کی ہے تم نے میرا بس چلے تو میں تمہیں ابھی کہ ابھی قتل کر " دوں۔ تم نے ہم دونوں کی دوستی ختم نہیں کی ہے، ہماری دوستی کی بنیاد ختم کر دی، اعتبار ختم کر دیا۔ بہت پچھتاؤ گے تم بہت پچھتاؤ گے۔۔۔۔۔ " یہ کہہ کر عشال ایک ایک قدم پیچھے ہوتی گئی اور ہال کے دروازے کی جانب مڑی۔ اور بھاگتے ہوئے گارڈن کے پچھلے حصے کی جانب بڑھی۔ وہاں عموماً اس وقت کوئی نہیں تھا۔ ہال میں مجمع چھٹ چکا تھا۔ آتے جاتے سٹوڈنٹس حاشر کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی تبصرے کر رہے تھے۔ حاشر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی اس کا من کیا عشال کو زندہ زمیں میں گاڑ دے۔ وہ بھی اسی جانب بڑھا جہاں عشال گئی تھی۔ دور کہی ہال کے ایک کونے میں عنایہ علما کو پکڑے کھڑی تھی۔ علما نے کتنی کوشش کی تھی کہ وہ عشال کو جا کر روکے مگر عنایہ نے اسے پکڑ رکھا تھا اسے غصہ تھا عشال پر۔

پڑ گئی تمہارے کلیجے کو ٹھنڈک مجھے کیوں روکا۔ حاشر کچھ بھی کر سکتا ہے پھر سے " ایک ہی بات دہرانا اچھا لگتا ہے تمہیں عنایہ؟ " علما پریشانی کے عالم میں عنایہ سے کہہ رہی تھی۔

حاشر اب کچھ نہیں کریں گے بے فکر رہو تم اسے اس کا سبق مل گیا ہے۔ " عنایہ ہاتھ باندھے ناراض سی کھڑی تھی اور علما ساں ڈپر رکھی ایک کرسی پر پریشان سی بیٹھ گئی اسے ڈر تھا حاشر دوبارہ سے کچھ کرنا لے۔

یہاں حاشر عیشال کا پیچھا کرتے ہوئے اس طرف نکل آیا تھا۔ عیشال نے جیسے ہی کسی کی آہٹ سنی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی غصہ نلے سرے سے عود آیا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ حاشر چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

کیا لینے آئے ہو اب یہاں تماشا تو بنا دیا تھا اب کیا بچا ہے۔ " عیشال اس پر چیخی۔ حاشر " اس کی جانب بڑھا اور اس کی نرم کلائی اپنے سخت ہاتھوں میں لی۔

واٹ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی چھوڑو۔ بے غیرت۔ ذلیل " انسان۔ " حاشر نے اس کی کلائی اور مضبوطی سے پکڑ لی۔

کیا کر سکتی ہو میں بھی دیکھتا ہوں، بہت اکڑ ہے نا تم میں۔ "یہ کہ کر حاشر نے اس کی" کلائی جھٹکے سے چھوڑ دی۔

"تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔۔"

زبان سنبھال کے بات کرو تم۔۔۔۔ "حاشر نے اس کی بات کاٹی تھی۔ عشال نے" اسے دوبارہ تھپڑ مارنا چاہا مگر حاشر نے دوبارہ انتہائی بے رحمی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔ عشال درد سے کراہ اٹھی۔

آہا دوبارہ یہ غلطی مت کرنا۔ اب جو غلطی تم نے کی ہے اسے سدھارنے کے لیے بھی" تیار رہو، حاشر گردیزی اپنی بے عزتی کبھی نہیں بھولتا۔۔۔۔ "حاشر نے یہ کہا اور وہاں سے چل دیا۔ عشال وہی زمیں پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی ہال سے ہلکی ہلکی کسی کے جوش بھری تقریر کرنے کی آواز آرہی تھی مگر اس کے کانوں میں تو صرف تلخ حقیقتیں گونج رہی تھی۔ عنایہ نے کہا تھا اسے وہ سمجھ نہیں پائی۔ اس نے اپنی دوستی کے درمیان کسی تیسرے کو کیسے آنے دیا۔ کیسے حاشر اتنی آسانی سے ان دونوں کے بیچ بے اعتباری کی خلیج بنا گیا۔ کیا اب وہ علما سے نظریں ملا پائے گی۔

یا اللہ یہ کیا کر دیا میں نے۔۔۔۔ کیا بتی ہو گی علما پر جب میں نے اسے دھتکارا"

ہوگا۔ "وہ ہاتھوں میں چہرہ دیے رونے لگ گئی۔ علما جو اسی کے پیچھے آئی تھی وہی دور ہی رک گئی۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی عشال کے رونے سے۔ اس کا جی چاہا وہ ابھی دوڑ کر چلی جائے اور اسے کہے کہ وہ نہیں ہے اس سے ناراض بس سچائی پتہ چل گئی یہی کافی ہے۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ قدم آگے چلنے سے انکاری تھی پتہ نہیں کیوں وہ وہی سے پلٹ آئی اور عنایہ کو کہ کر ڈراں یور کے ساتھ گھر چلی آئی حمزہ آفس میں تھا اس لیے اسے پتہ ناچل سکا۔

اور عشال۔۔۔۔۔ وہ تو خود سے بھی نظریں نہیں ملا پار ہی تھی۔ وہ اٹھی اور سیدھا کالج سے نکل گئی وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ بہت شرمندگی تھی اسے علما کا سامنا کرنے سے بچنے کے لیے وہ کالج سے نکل آئی مگر اسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ وہ عبدالہادی کو ہی بلا لیتی، وہ خود ہی نکل پڑی تھی۔ اسے ہر طرف سے لایعنی سوچے گھیرے ہوئے تھی۔ بس یہی سوال تھا کہ وہ علما سے معافی کیسے مانگے۔ وہ بے دھڑک راستوں پر نکل آئی وہ کہا جا رہی، کیوں جا رہی ہے، کچھ پتہ نہ تھا۔ بس قدم جہاں چلے وہ بھی وہی بڑھتی چلی گئی۔

اس کا پیر مڑتے مڑتے بچا تھا، اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اسے یاد آیا یہ وہی مال تھا جہاں

اس نے علما کے ساتھ شاپنگ کی تھی۔ کیا وہ اتنی دور نکل آئی تھی۔۔۔۔۔ مگر اسے
مطلق پرواہ نہ تھی۔ علما کی یادوں نے اسے دوبارہ اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اور وہ
مخالف سمت میں چلتی چل گئی۔

علما سخت پریشان تھی پتہ نہیں کونسا احساس تھا۔ گھر آ کر بھی وہ پریشان ہی رہی۔۔۔۔۔
اچانک کالج پرنسپل ایک مقررہ کورک کرماں بیک کے پاس آئے۔ اور جلد بازی میں
کہنے لگے۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں معذرت خواہ ہوں مگر یہ مقابلہ یہی روکنا پڑے گا۔"
ہمیں آرڈر ملے ہے کہ کچھ ہنگامی صورت کے تحت تمام پبلک پلیسیس اور کالجس خالی
کر وادیے جائے۔ اس لیے مقابلہ ملتوی کیا جاتا ہے۔ تمام لوگ جلد سے جلد گھر چلے
جائے اور سٹوڈنٹس گھر پہنچتے ہی اپنے کلاس ٹیچرس کو مطلع کر دے۔ شکریہ۔" یہ خبر
سننے ہی ہال میں عجیب سا شور برپا ہو گیا۔ سب بکھر گئے۔ عنایہ بھی اپنا سامان سمیٹ کر
چلتی بنی عشال کا خیال آنے پر اس نے اسے ڈھونڈا پھر سوچا شاید وہ بھی چلی گئی ہو اس
لیے وہ گھر چلی آئی۔

حمزہ کے آفس میں فون پر فون آرہی تھے وہ ایک ضروری میٹینگ چھوڑ کر نکل رہا تھا۔

بس ماما پہنچ رہا ہوں آپ کال رکھے میں کرتا ہوں۔ "عبدالہادی رش ڈراں یونگ"

"شکر بھائی آپ آگے میں پریشان ہو رہی تھی۔"

ارے گڑیا میں بالکل ٹھیک ہوں تمہاری دعا میں جو ساتھ ہے۔ بس ایک گلاس پانی"
"پلا دو۔۔۔۔۔"

حمزہ سخت پریشان تھا ہر جگہ سے راستہ بند تھا اور سب سے بڑی پریشانی تو یہ تھی کہ
عشال یونی میں نہیں تھی۔۔۔۔۔

ہیلو ماما عشال نہیں ہے یونی میں، یونی تقریباً خالی ہو چکی ہے واپس مین کہ رہا سب نکل"
چکے ہے وہ خود بھی جا رہا تھا یہاں کار نہیں چلائی جاسکتی میں پیدل نکلتا ہوں اس پاس
"تلاش کرتا ہوں شاید وہ نکل گئی ہو۔۔۔۔۔"

یا اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا "عدیلہ بیگم گھبرا گئی۔"

کچھ نہیں ہو گا بیگم اللہ پر بھروسہ رکھو۔ عشال ٹھیک ہوگی بس راستے میں"
ہوگی۔ "اشفاق صاحب انہیں تسلی دینے لگے۔

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے مگر ناعبدالہادی گھر آیا تھا ناعشال۔ دونوں فون
بھی نہیں اٹھا رہے تھے۔

عبدالہادی گھر میں داخل ہوا تو عدیلہ بیگم اور اشفاق صاحب نے اس کی جانب دیکھا مگر یہ کیا عبدالہادی اکیلا ہی تھا اس کے ساتھ عشال نہیں تھی۔

عبدالہادی عشال کہا ہے؟ "عدیلہ بیگم نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا۔ اشفاق صاحب بھی سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگے۔

کیا عشال گھر نہیں آئی ہے؟ میں نے اسے آس پاس کے ہر علاقے میں ڈھونڈ لیا مگر عشال نہیں ملی۔" عبدالہادی مزید فکر مندی سے کہنے لگا۔ عدیلہ بیگم وہاں موجود صوفے پر بیٹھ گئی، ماں تھی آخر کب تک سہتی۔ انہیں عشال کی غیر موجودگی ہولا رہی تھی۔ عجیب عجیب و سو سے دل کو گھیرے ہوئے تھے۔

بیٹا وہ کہا جاسکتی ہے ایک کام کرو اس کے دوستوں کا پتہ ہو گا تو پوچھ لو شاید کسی کے گھر "چلی گئی ہو۔" اشفاق صاحب عدیلہ بیگم کو پانی پلاتے ہوئے بولے۔

میرے پاس تو نہیں ہے کسی کا پتہ اس کے روم میں چیک کرتا ہوں شاید کسی کا نمبر "ہو۔" عبدالہادی جھٹ سے دو تین سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگ کر عشال کے روم میں آیا۔ اس نے سٹڈی پر رکھی بکس میں دیکھنا شروع کیا۔

جی وہ کیا عشال آپ کے ساتھ ہے مطلب یونی سے نکلتے وقت وہ آپ کے ساتھ " تھی۔ " یہ سننا تھا کہ علما کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا کیا عشال گھر نہیں تھی۔ شاید یہی وہ احساس تھا اس کی چھٹی حس بار بار کچھ اشارے دے رہی تھی۔

ن۔۔۔ نہیں وہ میرے ساتھ نہیں تھی اور نکلتے وقت بھی مجھے نظر نہیں " آئی۔۔۔ " علما کا انداز ایسا تھا مانوا بھی رو دے گی وہ بھی کافی پریشان ہو گئی۔

علما کا جواب سننا تھا گویا عبد الہادی کے قدموں سے زمین کھسک گئی " ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنے بال ہاتھوں میں دبوج لیے۔

او کے اگر آپ کو عشال کے بارے کچھ بھی پتہ لگتا ہے تو مجھے بتائے، ٹھیک ہے؟ اور " بس ایک کام کر دے پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عشال کے دوسرے دوستوں کا نمبر ہو تو پلیز انہیں پوچھے پلیز میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " کتنا بے بس ہو گیا تھا وہ اپنی بہن کے لیے وہ لڑکی جس سے لڑے بغیر اس کا دن نہیں کٹتا تھا وہ غائب تھی اس کی دسترس سے دور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی آپ فکر نہیں کریں میں ابھی دیکھتی ہوں پھر آپ کو بتاتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " یہ " سن کر عبد الہادی نے فون رکھ دیا پھر کسی اور کو کال ملانے لگا۔

"اسلام علیکم عنایہ سنو جلدی۔"

دیکھوں علماء ایسے روؤ نہیں پھر ہم عشال کو کیسے ڈھونڈے گے تم ہی تو مجھے مصیبت "

"وہ بھائی عشال-----"

کیا عشال نے کچھ کیا ہے؟ "حمزہ نے سخت لہجے میں کہا۔"

نہیں نہیں بھائی عشال نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں کیا اس نے "وہ روتے"

ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔۔ "حمزہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔"

بھائی عشال دوپہر سے گھر نہیں آئی جبکہ سارے سٹوڈنٹس چلے گئے۔"

تھے۔۔۔۔۔ وہ نہیں ہے کہی بھی، مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ کہا گئی آخر۔۔۔۔۔۔۔ "وہ

حمزہ کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔۔۔ حمزہ نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔۔۔

گڑیاروؤں نہیں شاید وہ کسی دوست کے گھر چلی گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی حالات "

ٹھیک نہیں تھے اس کا گھر بھی تو پاس نہیں تھا شاید کسی کے یہاں رک گئی

ہو۔۔۔۔۔ "حمزہ چاہے اس سے کتنی ہی نفرت کیوں نہ کرتا ہو وہ تھی تو ایک صنف نازک

ہی نا، اور سب سے بڑھ کر وہ علما کے لیے کیا تھی وہ جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ اگر عشال کی

جگہ علما کو رکھ کر دیکھتا تو اب تک وہ آدمی دنیا تہس نہس کر چکا ہوتا۔

بھائی آپ پتہ کروائے نا کہی سے پلیز اسے لادے کسی طرح۔۔۔۔۔" اتنے میں علما"
 کا فون بجنے لگا۔۔۔۔۔ دیکھا تو نمبر تھا، اسے یاد آیا یہ عبد الہادی کا نمبر تھا۔۔۔۔۔

عشال کے بھائی کی کال ہے۔۔۔" اس نے حمزہ کو بتایا۔۔۔"

"مجھے دو چندا میں بات کرتا ہوں۔۔۔"

کیا عشال کا کچھ پتہ چلا۔۔۔۔۔۔۔" کال ریسیو کرتے ہی عبد الہادی نے جھٹ سے"
 کہا۔۔۔۔۔ فون سپیکر پر تھا۔

جی میں نے کل ہی دوستوں کو فون کر کے کہا تھا مگر کچھ پتہ نہیں چل سکا۔۔۔۔۔ آپ"
 کو کوئی سراغ ملا کیا؟" پہلے بات علما نے ہی کی تھی۔۔۔

نہیں اف!!! "عبد الہادی ایک ہاتھ سے فون پکڑے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا"

تھا۔۔۔۔۔۔۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔۔۔۔۔ بکھرے بال سرخ

آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔ بکھری بکھری سی حالت۔۔۔۔۔۔۔ وہ واقعی میں ایک لمحے کے لیے

بھی سکون سے بیٹھ نہیں پایا تھا۔۔۔۔۔ اس نے آس پاس کافی پوچھ تاچھ کی لیکن

افرا تفری کا عالم کچھ یوں تھا کہ کسی نے غور نہیں کیا تھا اس نے ایک بار اسپتال جا کر بھی

"ہاں بھائی ایک ہے۔۔۔۔"

ٹھیک ہے پھر تم فکر نہیں کرو عبد الہادی عشال مل جائے گی بہت جلد ان شا
اللہ۔۔۔۔۔" یہ کہہ کر انہوں نے کال کاٹ دی۔۔۔

علما یہ نمبر میرے موبائل میں سیو کر دو تب تک میں حماد کے پاس جانے کی تیاری
"کرتا ہوں۔۔۔۔"

ٹھیک ہے بھائی۔۔۔۔ عشال مل جائے گی نا؟ "علما نے بڑی حسرت سے اسے
دیکھا۔۔۔

"ان شا اللہ مل جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ "حمزہ فوراً حماد کے گھر چلا آیا۔ سلام کی اور مصافحہ
کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

و علیکم السلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہو کیسے آنا ہوا وہ بھی ایسے اچانک اتنی رات کو؟ "حماد نے
ہاتھ ملاتی ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اگر سچ میں عشال۔۔۔۔۔ نہیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے بھائی کا کیا " ہو گا۔۔۔ اور علما بھی۔۔۔ "مختلف سوچیں ذہن پر حاوی ہوتی جا رہی تھی۔ اسے اپنی اور عشال کی فون پر کی گئی گفتگو یاد آئی تھی۔ کیسے بولنا شروع ہو گئی تھی اور اس کی آواز سن کر عشال کی زبان کو بریک لگے تھے۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

اف میں یہ کیوں سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ سچ میں مجھے گھر جاتے سے سو جانا چاہیے۔ "وہ" خیالوں کو جھٹکتا ڈراں یونگ پر توجہ مرکوز کرنے لگا۔ گھر پہنچا تو علما کو اپنا منتظر پایا۔

گڑیا تم، سوئی کیوں نہیں۔۔۔۔۔ "حمزہ نے ہلکی سی خفگی سے کہا۔"

نہیں بھائی۔۔۔۔۔ پہلے یہ بتائے عشال کا کچھ پتہ چلا۔ "وہ بے چینی سے کہنے لگی۔"

حماد نے کہا ہے وہ ڈھونڈ لے گا بے فکر ہو کر سو جاؤ ان شاء اللہ مل جائے گی وہ "حمزہ" اسے اصل بات بالکل نہیں بتا سکتا تھا۔ سو گول کر گیا۔ حمزہ خود اسے بیڈ پر لٹا کر آیا تھا اور خود بھی کچھ دیر آرام کی غرض سے کمرے میں چلا گیا۔

عبدالہادی کی حالت قابل رحم تھی رات کے دو بج رہے تھے مگر وہ سو نہیں پایا تھا اور نا

بیٹھ گیا۔ ہاتھ دعا کے لیے اٹھے تھے۔

اے اللہ میں گنہگار ہوں میں خود غرض ہوں، عام دنوں میں میں کبھی تیرے آگے "ہاتھ نہیں پھیلاتا، بس نماز کو پڑھتا تھا تیرا حق ادا نہیں کیا کبھی، مگر تو تو بخشنے والا ہے نا تو نے عشال کی گمشدگی کی صورت میں سیدھی راہ پر لانا چاہا ہے بس تو عشال کو میرے پاس لا دے۔۔۔۔۔" آنسوؤں دعا کے لیے بندھے ہاتھوں میں گرے۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

اللہ میرے ہاتھ خالی ہے میں کیا کروں۔۔۔۔۔ میں عشال کو کیسے ڈھونڈو تو مجھے "راستہ دکھا عشال کو صحیح سلامت گھر لے آ۔۔۔۔۔" وہ کتنی ہی دیر اللہ سے عشال کی حفاظت کی دعائیں مانگتا رہا۔۔۔۔۔ شاید، شاید کہ دعا عرش پر موجود وہ بے نیاز ذات کے در پر پہنچ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خلاف معمول آج کی صبح کافی اداس تھی۔ علما کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو جائے نماز پر پایا وہ رات دیر تک عشال کے لیے دعائیں کرتی رہی تھی اور فجر کی نماز کے بعد کب آنکھ لگ گئی پتہ ہی نا چل سکا۔ اس کی پلکیں بھاری ہو گئیں تھی ساری رات رو رو

کر-----

وہ اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی۔ باہر آکر وہ فوراً حمزہ کے پاس چلی گئی۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی شاید وہ شاور لے رہا تھا وہ لان میں چلی آئی اچانک فون کی بیل پر وہ متوجہ ہوئی۔ دیکھا تو عبد الہادی کی کال تھی۔ اس نے فوراً پک کر لی۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ "علمائے پہل کی۔۔۔۔۔"

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ کوئی اپڈیٹ۔۔۔۔۔ "عبد الہادی کی آواز میں درد ہی درد" تھا۔۔۔۔۔ علما کا دل بند ہونے لگا تھا۔

جی رات بھائی گلے تھے ابھی شاور لے رہے ہیں نکلے گے تو میں پوچھتی ہوں۔ کال "کرنے کا کہتی آپ کو۔۔۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ "اتنا کہ کروہ دونوں ایک لمحے کو خاموش ہو"

گلے۔۔۔۔۔ اتنے میں سامنے سے حمزہ آتا دکھائی دیا۔

لے بھائی آگلے۔۔۔۔۔ "علمائے یہ کہ کر فون حمزہ کی جانب بڑھایا۔۔۔۔۔"

حمزہ نے فون کان سے لگایا۔۔۔ وہ علما کے سامنے حماد کی کہی باتیں نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں حمزہ کچھ پتہ چلا؟۔۔۔"

نہیں مگر ابھی کچھ دیر تک میں حماد کے ساتھ ہی جا رہا ہوں وہ شاید انویسٹیکیشن کے لیے۔۔۔

میں بھی آیا ہوں ایڈریس بتا دو۔۔۔۔ "حمزہ نے منع کیا مگر اس کے اصرار پر حامی بھر لی۔ اور ایڈریس بتا دیا۔ عبد الہادی خان بابا کو اطلاع دے کر فوراً اس جگہ پہنچ کر ان دونوں کا انتظار کرنے لگا۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں حاضر تھے۔۔۔

وہ سب حماد کی کار میں بیٹھ گئے تو ہم پہلے ہو سپیٹل جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ "حماد نے" جیسے ہی کہا عبد الہادی کو جھٹکا لگا۔ بڑی مشکل سے اس نے وجہ پوچھی۔۔۔۔ حمزہ اور حماد نے بڑی مشکل سے اسے سمجھایا۔۔۔ وہ دل پر پتھر رکھ کر راضی ہو گیا۔

دوپہر تک انہوں نے کلنی ہو سپیٹل چھان مارے مگر بے سود۔۔۔۔

وہ سب ایک چائے کی سٹال کے پاس تھے جہاں چھوٹا سا ٹی وی لگا تھا اور وہاں چلنے والی

www.neweramagazine.com

ہوں۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ "حمزہ نے ایک سرد آہ بھری۔۔۔ اس میں صدیوں کی"
 تھکن تھی۔۔۔۔ پھر حماد نے انہیں ان کی کار کے پاس ڈراپ کیا اور خود منزل کی
 جانب بڑھ گیا۔

حمزہ گھر پہنچا تو ماما بابا کو اپنا منتظر پایا۔ اس نے شرمندگی سے نظریں جھکالی۔۔۔۔ ان
 دونوں کے چہرے ایک ہی دن میں مر جھاگلے تھے گھر کی رونق ہی روٹھ گئی
 تھی۔۔۔۔ وہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

بابا ماما آپ دونوں فکر نہیں کریں ہم ڈھونڈ رہے ہیں اسے ان شاء اللہ مل جائے گی وہ"
 ، کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔۔ "عبدالہادی نے ماما کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے
 کہا۔۔۔۔

کمرے میں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔ اتنا اندھیرا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نا
 دیتا۔۔۔۔ ایسے میں اس کمرے کے ٹھنڈے فرش پر ایک بے حس ساساکت وجود پڑا
 تھا۔۔۔۔۔۔ ہوش و خرد سے بے گانا۔۔۔۔۔۔ سر پر گہری چوٹ کے آثار تھے مانو
 کسی بھاری چیز سے وار کیا گیا ہو۔۔۔۔۔۔ جس کے سبب خون کی لکیریں چہریں پر

موجود تھی جو تقریباً سوکھ چکا تھا۔۔۔۔۔ ماحول انتہائی ہولناک تھا، ایسا لگتا تھا گویا کوئی
 سنسان اور ویران جگہ ہو۔۔۔۔۔ ٹھنڈے فرش پر موجود وجود کی انگلیوں میں ہلکی سی
 جنبش ہوئی۔۔۔۔۔ بھاری پلکیں واں ہوئی مگر اس کے لیے آنکھیں کھولنا کھولنا
 برابر تھا۔۔۔۔۔ اندھیرے کے باعث کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کوشش کے باوجود
 سر کو حرکت نہیں دے سکی۔۔۔۔۔ سارے وجود میں درد کی لہریں دوڑ رہی
 تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا جو بھی تھا وہ برداشت نہیں کر پار ہی تھی اور کچھ ہی پلوں
 میں وہ دوبارہ ماحول سے لا تعلق ہو گئی۔۔۔۔۔

دو دن ہو گئے تھے عشال کو غائب ہوئے، انہوں نے ہر طرح سے پتا کروانے کی
 کوشش کی تھی اب بھی وہ تینوں اسی مال کے باہر تھے اور انہیں ایک امید کی ڈور ہاتھ
 آئی تھی۔۔۔۔۔

حماد دمنٹ کا کہہ کر کسی کام سے گیا تھا اور دوبارہ ان کی جانب آیا۔۔۔۔۔ دونوں اس کی
 جانب متوجہ ہوئے۔

مال کی سی سی ٹی وی فوٹیج کے مطابق عشال یہاں سے گزری تھی مگر تب تک وہ اچھی "

خاصی چل رہی تھی۔ اس لیے ہمیں آگے کے راستے پر چھان بین کرنی پڑے گی۔۔۔۔۔ ارے ہاں تم نے کہا تھا ان لوگوں کی حاشر کے ساتھ کچھ ان بن تھی؟ اس کے سوال پر دونوں چونک گئے اس طرف تو کسی کا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ ہاں ہو سکتا ہے حاشر ہو۔۔۔۔۔

ہاں حاشر کے ساتھ دشمنی تو تھی پر۔۔۔۔۔ اگر یہ اس کا کام ہے تو وہ زندہ نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔۔۔۔ "عبدالہادی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔۔

ہاں مجھے بھی شک ہو رہا ہے کیونکہ اس کی عادتیں کچھ ٹھیک نہیں ہے میں نے چھان بین کروائی ہے۔۔۔۔۔ خیر فلحال آگے ایک ٹھیلے والا ہوتا ہے ہر وقت لوگوں نے کہا ہے اس سے پوچھ تاچھ کروں مگر وہ آہی نہیں رہا آج کل۔۔۔۔۔ بہر حال اس کے گھر کا ایڈریس مل گیا ہے اب ہم وہی جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ "حماد نے دونوں کو تفصیل سے بتایا۔۔۔۔۔ پھر وہ تینوں دیے گئے ایڈریس پر چل دیے۔۔۔

اس اندھیری جگہ پر وہ وجود پہلے کی طرح ہی ساکت تھا پھر آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں

کھولنے کی کوشش کی تھی اس بار پتہ نہیں کہیں سے انتہائی مدہم روشنی کمرے میں پھیلی تھی شاید دن کا وقت تھا۔ اس نے آنکھوں کو پوری طرح کھولنے کی کوشش کی۔۔۔ بڑی مشکل سے کھول کر آس پاس دیکھنے لگی۔۔۔ وہ کمرے کے ایک کونے میں پڑی تھی۔ بمشکل دیوار کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھی۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ خود سے بیٹھ سکے، وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ سر انتہائی بھاری ہو رہا تھا، درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ اس نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کی۔۔۔ اسے کچھ پتا نہیں تھا وہ کہا ہے، کیوں ہے، اسے کون لایا اور کتنے دن سے ہے۔۔۔ کتنا وقت بیت چکا تھا اور اور۔۔۔ اس کے گھر والے وہ کتنے پریشان ہو گئے۔۔۔ ساری سوچیں ذہن پر حاوی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا تھا۔۔۔۔۔

علما کی حقیقت کھلنے کی بعد اس میں ہمت نہیں تھی کسی کا سامنا کرنے کی۔۔۔ وہ کالج سے نکل کر بس چلنے کا کام کر رہی تھی وہ مال کے پاس سے گزری تھی اور جب کچھ دور آگئی تو اچانک انتہائی زوردار دھماکہ کی آواز آئی تھی وہ اندر تک دہل گئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا آگ کے شعلے آسمان کو چھو رہے تھے افراتفری کا عالم تھا۔۔۔ اگر وہ وہاں سے نکلے تو کیا ہو سکتا تھا۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچ بھی نہیں سکی۔۔۔۔۔ خوف

حاشر-----"اس نے صدمے سے یکراں آواز میں انتہائی درد تھا۔"

ہاں میری جان کیسا لگ رہا ہے یہاں رہ کر۔۔۔۔۔ چلو دیکھوں میں اتنے پیار سے کھانا"
 لایا ہوں کھاؤ جلدی سے۔۔۔۔۔" حاشر نے پنچوں کے بل بیٹھ کر پلیٹ اس کے آ
 گے کی، وہ اس کی حالت دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کا عبایا ترچکا تھا بال
 چہرے کے گرد پھیل گئے تھے سر اور پیشانی پر زخم کے نشان۔۔۔۔۔ اس کی
 حالت قابل رحم تھی۔۔۔

تم۔۔۔ تم ایسے کیسے کر سکتے ہو۔۔۔۔۔" عشال کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے الفاظ ساتھ
 دینے سے انکاری تھے۔۔۔۔۔

میں ایسا کر چکا ہوں۔۔۔۔۔ وہ کیا ہے نا تم مجھے اتنی افراتفری میں وہاں اکیلی نظر آگئی،"
 موقع بھی تھا۔ دستور بھی تھا۔۔۔۔۔ اب پتہ چلے گا تمہیں مجھ سے ٹکرانے کا
 انجام۔۔۔۔۔ اب دیکھو نا تم کتنی بے بس ہو کچھ کر بھی نہیں سکتی اور ہاں ایسا خیال ذہن
 میں لانا بھی مت۔۔۔۔۔ چلو اب میرا تم سے لیکچر سننے کا موڈ بالکل بھی نہیں ہے، جلد
 ہی تمہارا بندوبست ہو جائے گا۔۔۔۔۔ فکر نہیں کرو۔۔۔۔۔" اس نے دل جلانے والی
 مسکراہٹ عشال کی جانب اچھالی۔۔۔۔۔ اور فوراً باہر نکل گیا۔ عشال میں اتنی بھی ہمت
 نہیں تھی کہ وہ مزاحمت کر سکے اس نے پاس پڑے کھانے کو دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر

رودی۔۔۔۔۔

اللہ جی مجھے اس زندان سے نکال دے، میری مدد کریں میں مصیبت میں ہوں اللہ " پاک میری مدد کریں۔۔۔ کسی کو بھیج دے میری مدد کے لیے۔۔۔ "اب کمرے میں صرف اس کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ وہ گھٹنوں میں منہ دیے کتنی ہی دیر روتی رہی اور اپنے اللہ سے فریاد کرتی رہی، کہ کبھی اللہ اس کی دعاؤں پر کن کہ دے۔۔۔۔۔

حمزہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا پیپر ویٹ گھمارتا تھا اس کے چہرے پر سوچ کی گہری لکیریں تھیں۔۔۔ وہ دنوں ٹھیلے والے سے بات کر چکے تھے اس کے مطابق دو آدمی ایک بے ہوش لڑکی کو گاڑی میں ڈال رہے تھے چونکہ وہ دور تھا اور خود بھی گھر جانے کی تیاری میں تھا اس لیے جلدی میں اس نے غور نہیں کیا تھا۔ اس کے مطابق وہ کالے رنگ کی کار تھی نمبر نہیں پتہ تھا۔

ایک منٹ۔۔۔۔۔ "حمزہ اچانک چونکا۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا اسی دن جب وہ علما سے " بات کر کے گھر جا رہا تھا راستے میں اسے کار نظر آئی تھی اسے وہم سا گزرا کہ اس کے اندر عشال تھی۔۔۔ مگر عشال ایسے حالات میں وہاں کیوں ہوگی یہی سوچ کر اس نے

یہ بات نظر انداز کر دی تھی۔۔۔ اور اور تحقیق کروانے پر پتہ چلا تھا کہ وہ کار تو حاشر کی نہیں تھی مگر وہ بھی اسی دن سے گھر سے غائب تھا۔۔ حاشر کا باپ شہباز گردیزی ایک فراڈ شخص تھا دنیا کی نظروں میں بہت اچھا تھا مگر حقیقت میں اتنا ہی برا اس نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے ہر طرح کے دلائل دیے اور کہا تھا کہ حاشر اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرنے ملک سے باہر گیا ہے، اس کے علاوہ اس نے جعلی ڈاکیومنٹس بھی تیار کر کے دکھا دیے۔

اس لیے وہ لوگ کچھ نا کر سکے مگر ان تینوں کو حاشر پر ہی شک تھا۔۔ حماد نے اپنے دوستوں کی مدد سے حاشر کے کال ریکارڈز اور مختلف باتیں پتہ کرنے کو کہی تھی۔۔ حمزہ کمرے سے باہر آیا تو فاطمہ بیگم اس کی جانب بڑھی۔۔ انہیں بھی جب سے پتہ چلا تھا بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔ کتنی خوش تھی وہ ان دنوں۔۔۔ انہیں عشال سے ایک نئے رشتے کی حیثیت سے ملنا تھا ابھی۔

"بیٹا کچھ پتہ لگا۔"

مما ہمیں دھیرے دھیرے پتہ لگ رہا ہے بہت جلد ہم عشال کو ڈھونڈ لے گے۔ "وہ" اتنا کہ کر باہر آیا۔ اسے حماد اور عبدالہادی کو اس کار کا ڈاں ریکشن بتانا تھا جو اس نے

تھا وہ لڑکھڑا گیا اور عشال نے دروازہ پار کر لیا باہر ایک اور کمرہ تھا جس کا دروازہ باہر کو جاتا تھا وہ اس جانب بھاگی مگر حاشر اس سے زیادہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس کے بالوں کو پکڑ لیا۔ عشال درد سے کراہ اٹھی۔۔۔۔۔

کہا تھا نا ہوشیاری مت کرنا پھر بھی نہیں مانی۔۔۔۔۔ حاشر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور باہر والے کمرے میں ہی رکھی کر سی پر باندھ دیا عشال میں قوت ہی نہ تھی کہ وہ مزاحمت کرتی۔۔۔ اس نے ہاتھوں کو کلنی بار ہلایا مگر رسی نہیں کھل رہی تھی الٹا کلاں یوں پر زخم بن رہے تھے جلد سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

بس کچھ دیر انتظار کر لو تمہاری پیاری بھی آجائے گی ابھی۔۔۔ "حاشر نے مزے سے" بتایا۔

تم کس قدر گھٹیا انسان ہو عبد الہادی۔۔۔۔۔ "حاشر نے فوراً اس کا منہ دبوچ لیا۔"

ہاں میرا صلی گھٹیا پن تو تم آج رات دیکھو گی۔۔۔۔۔ میرے دوست آنے والے"

ہے ڈیلرز کو لے کر پھر مزے کرو۔۔۔۔۔ "حاشر نے حیوانیت بھرے لہجے میں

کہا۔ عشال کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔۔۔۔ تت۔۔۔۔۔ تو۔۔۔ کیا حاشر اس کی قیمت لگانے والا تھا!!! ننن نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

ہاں وہ تو میں ہوں" یہ کہ کر حاشر فون میں دیکھتا اندر کے کمرے کی جانب " بڑھا۔۔۔۔۔

میں ایسے نہیں بیٹھ سکتی اللہ میری مدد کر مجھ میں اتنی قوت دے کہ میں بھاگ " سکوں۔۔۔" وہ رور و کر اللہ سے فریاد کر رہی تھی ہاتھ مسلسل حرکت میں تھے لیکن کلائی کی جلد چھل رہی تھی مگر اسے اس وقت صرف یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔۔۔

علما اٹھ کھڑی ہوئی گویا ایک ارادہ کیا موبائل کو دیکھا بیٹری لو تھی موبائل بند ہونے کے قریب تھا۔ اس نے اسے وہی بیڈ پر پھینک دیا اور حجاب لیتی باہر نکل آئی کسی کو اطلاع کیے بغیر چلی گئی۔ ایڈریس ذہن میں محفوظ کر لیا تھا اور پھر وہ مختلف راستوں پر چلتی جا رہی تھی اگر حمزہ کو یہ معلوم ہوتا تو علما کو کبھی جانے نادیتا۔۔۔۔۔

* * * * *

عشال نے کافی مزاحمت کی رسی کھولنے کی۔۔۔ کلائی سے خون کی ننھی بوندیں رسنے

لگی تھی۔۔ لیکن اس نے ہار نہیں مانی حاشر اند جانے کتنی دیر کسی سے فون پر بحث کر رہا تھا۔۔ یہی وہ موقع تھا جب حاشر کا دھیان ناتھا، اس کی آنکھوں میں چمک آگئی کیونکہ رسی کھل گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے عقل کا مظاہرہ کیا اور سب سے پہلے حاشر جس کمرے میں تھا اس کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔۔۔۔۔

حمزہ گھر آتے کے ساتھ علما کے روم میں گیا تاکہ اسے بتا سکے عشال کے متعلق۔۔ مگر " یہ کیا علما کا فون بیڈ پر تھا الماری کھلی تھی مگر وہ کہی نہیں تھے اس نے سارا گھر چھان مارا مگر وہ نہیں ملی سارے گھر والے پریشان۔۔۔۔۔ حمزہ نے اس کا فون چیک کیا دیکھا تو ایک میسج تھا جہاں ایڈریس تھا۔۔۔۔۔ ایڈریس دیکھ کر حمزہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ کیونکہ علما کیلی نکل گئی تھی اس نے موبائل وہی پھینکا اور کارلے کر نکل گیا ساتھ ہی ساتھ حمزہ کو بھی فون کر کے ایڈریس پر جلدی پہنچنے کو کہا۔۔۔۔۔

حاشر نے کھٹکے کی آواز پر مڑ کر دیکھا دروازہ لاک ہو چکا تھا۔۔۔

سنو جلدی یہاں پہنچو راستے میں لڑکی بھاگتی ہوئی نظر آجائے اسے اٹھا کر یہاں لے " آؤ۔۔۔۔۔ "حاشر نے فون پر کسی کو آرڈر دیا اور دروازہ میٹھے لگا۔۔۔۔۔ "عشال بہت برا ہو گا جلدی کھو لو دروازہ نہیں بچو گی میرے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔ " وہ دروازہ میٹھا جا رہا

علماء ایک سنسان جگہ پر پہنچ گئے تھے۔۔۔ وہ بس چلتی جا رہی تھی۔۔ وہ تھک گئے تھے وہ چاروں اور گھوم کر دیکھ رہی تھی کہی کوئی ذی روح نا تھی۔۔ اوہ وہ تو راستہ بھی بھول گئے کہ وہ کہا سے آئے تھے۔۔۔ اچانک کہی سے ایک آدمی اس کی جانب آیا۔۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔۔ وہ آدمی تیزی سے اس کی جانب آیا علماء کوئی قدم اٹھاتی اس سے پہلے ہی اس آدمی نے علماء کی کلاں دبوچ لی۔۔۔۔

اے تمہارے چیخنے سے کوئی یہاں نہیں آنے والا۔۔۔۔۔ "اس نے کہہ کر دوسرے"
ہاتھ سے حاشر کو کال ملائی۔۔۔ "ہاں باس لڑکی مل گئی ہے میں آتا ہوں
ابھی۔۔۔۔۔" علما کچھ نہیں کر پار ہی تھی اس کے تو ناخن بھی بڑے نہیں تھے کہ وہ
سامنے والے کے چہرے پر وار کر سکے۔۔۔۔۔ اس کی ساری مزاحمتیں بے کار گئی وہ

اوہ۔۔۔۔۔ "حاشرا سے دیکھ کر چونکا۔۔۔۔۔"

نازک گالوں پر پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،

حمزہ ایڈریس کے مطابق بڑھتا جا رہا تھا وہ ابھی شہر میں ہی تھا اور وہ جگہ تھوڑی دور تھی اس نے دل ہی دل میں علما کے ٹھیک ہونے کی دعائیں کی۔۔۔

بہت بڑی بیوقوفی کی ہے تم نے علماء بس ایک بار مجھ سے کہ دیتی۔۔۔ "حمزہ"

ڈراں یونگ کرتے ہوئے مسلسل سوچ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ شہر کی حدود سے باہر نکل رہا تھا۔ مگر۔۔۔۔۔ آگے راستہ اتنا خراب تھا کہ گاڑی چلانا مشکل تھا۔ اسے بے تحاشا غصہ آیا تھا پہلے ہی وہ لیٹ ہو رہا تھا۔ اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر روکی۔ اور پیدل چلنے کا ارادہ کیا۔ اچانک اس کی نظر سائیڈ پر پڑی وہاں سے ایک راستہ نکلتا تھا شاید کوئی

شارٹ کٹ تھا۔ وہ اسی جانب مڑ گیا۔۔۔۔۔

عشال کی رفتار اب سست ہو گئی تھی مگر اسے ڈر تھا کہ وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے، اس لیے وہ بھاگنے کی پوری کوشش کرنے لگی۔ دوپٹہ ہاتھ میں پکڑے وہ بھاگے جا رہی تھی اور مسلسل پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی اچانک اس کا دوپٹہ پیروں میں اٹک گیا اور وہ آگے کی جانب گری اور سامنے موجود کانچ کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں بری طرح لگا تھا فوراً خون نکلنا شروع ہو گیا وہ زار و قطار بلند آواز سے رونے لگ گئی۔

عبدالہادی ممابابا کہا ہو۔۔۔ آپ کی عشال مصیبت میں ہے۔۔۔۔۔ بچالے " اسے۔۔۔۔۔ "عشال کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔

وہ دوبارہ اٹھی اور بڑی مشکل سے چلنا شروع کیا تاکہ کہی سے مدد مل جائے۔

عبدالہادی بھی گھر سے بتائے گئے ایڈریس پر نکل گیا تھا۔ وہ تقریباً پہنچنے والا تھا۔۔۔ اس جگہ پر جانے کے لیے کلنی راستے تھے وہ شہر کے آخری کونے تک لفٹ لے کر آیا تھا اب بھاگتے ہوئے تقریباً پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر راستے میں پڑی ایک چیز پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اسے اٹھا کر دیکھا وہ ایک لیڈیز وایچ تھی بہت ہی خوبصورت سی۔۔۔۔۔

نے دھندلائی آنکھوں سے دیکھا مگر چہرہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔

حمزہ نے جیسے ہی دور سے دیکھا وہ عشال کو پہچان گیا اس نے زور سے اسے آواز " لگائی۔۔۔۔

عشال۔۔ "عشال نے جیسے ہی سنی گویا زندگی کی لہر دوڑ گئی ہاں کوئی اسے پکار رہا" تھا اس کی مدد کے لیے پہنچ گیا تھا وہ اندھا دھند اس کی جانب بھاگی آنکھیں بند ہو رہی تھی مگر نہیں اسے پہنچنا تھا اس تک، حمزہ بھی اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ عشال کی برداشت جواب دے گئی تھی اس نے اپنے جسم کو آگے کی جانب جھٹک دیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئی تھی وہ حمزہ کے سینے سے ٹکرائی تھی اس لیے حمزہ نے اسے فوراً پکڑ لیا۔۔۔۔۔

عشال۔۔۔۔ عشال آنکھیں کھولو عشال اوپن دآئیز۔۔۔۔۔ عشال "وہ ہولے" ہو لے اس کے گالوں کو تھپتھپا رہا تھا۔۔ عشال کے ہاتھ پر موجود خون حمزہ کی سفید شرٹ پر لگ چکا تھا۔۔۔ عشال نے بہت مدھم آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں گالوں پر بہ گئے۔۔۔۔۔۔۔

ع۔۔۔۔۔ "عشال نے کچھ کہنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اس کی آنکھیں دوبارہ بند"

ہو گئی۔۔۔۔۔

شٹ۔۔۔۔۔ عشال آنکھیں کھولو دیکھو تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ "حزہ نے"
اسے جگانے کی کوشش کی مگر اس کی حالت دیکھ کر ویسے ہی چھوڑ دیا اس نے آس پاس
دیکھا کہی کوئی مدد کا ذریعہ نہیں تھا اسے بس جلد سے جلد اپنی کار تک پہنچنا تھا
عبدالہادی کو بھی اطلاع دینا تھا اور علمایہ نہیں وہ کہا تھی۔۔۔۔۔ اوپر سے وہ موبائل بھی
کار میں بھول آیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے عشال کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور کار کی جانب
چل دیا دھیرے دھیرے شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔۔۔۔۔

عبدالہادی نے دیکھا سامنے ایک پرانا اور چھوٹا سا گھر تھا۔۔۔۔۔ دیکھ کر ہی لگتا تھا جرائم
پیشہ افراد کا یہی بسیرا ہو۔۔۔۔۔ وہ آس پاس دیکھنے لگا کہی کوئی آدمی نظر نہ
آیا۔ اسے اندر جانا تھا احتیاط سے۔۔۔۔۔ وہ قریب آیا۔ اور دیوار کی اوٹ میں
چھپ کر دیکھنے لگا اندر دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا۔۔۔۔۔ عشال کی بجائے علمائے تھی اور حاشر
اور کوئی آدمی ایک ساتھ بات کرنے میں مشغول تھے ان کی پشت عبدالہادی کی جانب
تھی۔ عبدالہادی نے اپنے آپ کو حملہ کرنے کے لیے ریڈی کیا اس نے دیکھا پاس میں
ایک مٹھی جتنا پتھر تھا اس نے وہ اٹھایا اور دوسرے آدمی کے گٹھنے کو نشانہ

بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے پوری قوت سے پتھر اس آدمی کے پیروں پر دے مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو بالکل نشانے پر لگا وہ آدمی فوراً زمین پر گر گیا پتھر کافی زور سے جوڑ پر لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب چونک گئے علما کے نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس کی آنکھوں میں تشکر سے آنسو آگئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حاشر اس کی جانب بڑھا مگر حمزہ نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر دے مارا جس سے اس کی ناک سے خون بہنے لگا وہ جب تک سنبھلتا حمزہ علما کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جلدی جلدی اس کی رسیاں کھولنے لگا اس کی کلاں یوں پر رسی کے نشانات بن گئے تھے رسی کچھ ڈھیلی ہو گئی تھی وہ زمین پر گرا آدمی فوراً اٹھا اور عبد الہادی کی جانب بڑھا عبد الہادی علما کو چھوڑ کر اس کی جانب بڑھا اور اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت عبد الہادی پر ایک جنون سا سوار تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حاشر بھی اس کی جانب بڑھا تھا تب تک علما نے اپنے آپ کو آزاد کر لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک حاشر نے پتہ نہیں کہا سے چاقو نکالا اور علما کو اپنی جانب کھینچ کر چاقو اس کے گلے پر رکھ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علما کی سانسیں وہی اٹک گئی عبد الہادی بھی وہی ساکت ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے علما کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "عبد الہادی" اسے سرخ آنکھوں سے وارن کرتا آہستہ آہستہ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو یہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔ "حاشر نے علما کے" گلے پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا علما نے اپنے سر کو بالکل ساکت کر دیا اگر وہ ذرا سا بھی ہلتی تو یقینی تھا کہ کٹ لگ جاتا۔۔۔۔۔۔

اور اگر تم نے علما کو ذرا سی بھی خروج پہنچائی تو تم اگلا سانس نہیں لے پاؤ" گے۔۔۔۔۔ "یہ کہ کر عبد الہادی اس کے قریب آتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اچانک علما کی سکسی نکلی تھی۔۔۔۔۔ اس کے گلے پر ہلکی سی کٹ لگی تھی ایک ننھی سی لال لکیر نظر آئی۔۔۔۔۔

عبد الہادی نے حاشر کا دھیان بٹا دیکھ کر فوراً حاشر کو پیچھے کی جانب دھکا دیا اور علما کو اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔۔ علما تو کچھ پل کے لیے ساکت ہو گئی تھی۔۔۔ عبد الہادی نے اسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔ اس نے اس کا گال تھپتھپایا۔۔۔

علما دیکھوں تم ٹھیک ہو کچھ نہیں ہوا۔۔۔ "علما اچانک ماحول میں واپس آئی اور" ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ بہت ڈر گئی تھی اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔ اچانک عبد الہادی نے اسے جھٹکے سے اپنے پیچھے کر لیا اور اپنے اوپر وار کرتے حاشر کے ہاتھ پکڑ لیے اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔۔۔۔۔ عبد الہادی نے چاقو کھینچ کر

دور پھینک دیا پھر ان دونوں میں زبردستی لڑائی چلتی رہی علماء دور کھڑی خوف سے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھ رہی تھی اچانک زمین پر پڑا موبائل بج اٹھا۔۔۔۔۔ اس نے دیکھا وہ عبد الہادی کا تھا شاید لڑائی کے دوران گر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے وہ اٹھایا دیکھا تو حمزہ کی کال تھی اس نے فوراً پک کر لی۔۔

بھائی۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ "علماء ہچکیاں لیتی بس اتنا ہی کہ پائی۔۔۔"

علماء گڑیا تم۔۔۔۔۔ تم کہا ہو عبد الہادی کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک تو ہونا عشال میرے ساتھ "ہے میں ہو سپٹل پہنچنے والا ہوں تم دونوں کہا ہو میں نے پولس کو اس ایڈریس پر بھیجا ہے وہ آتی ہی ہو گی مگر تم ہو کہا۔۔۔۔۔ "حمزہ جلدی جلدی بتانے لگا۔۔۔

ہم۔۔۔۔۔ ہم وہی ہے عبد الہادی اور حاشر کی لڑائی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ "علماء ضبط سے "بتانے لگی۔۔۔۔۔ اچانک اندر پولس آگئی۔۔۔۔۔

بھائی پولس آگئی۔۔۔۔۔ "مگر فون کٹ چکا تھا شاید نیٹ ورک چلا گیا تھا مگر شکر "

تھا کہ عشال بھی ٹھیک تھی یہاں بھی پولس آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اس نے حمزہ کی جانب دیکھا جس نے حاشر کا حال برا کیا ہوا تھا اس کے چہرے پر بھی ہلکے ہلکے زخم کے نشان تھے۔۔۔۔۔۔۔ وہ حاشر کو پولس کے حوالے کر کے اس کی جانب آیا۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک تو ہے؟" عبد الہادی نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے فکر مندی سے علما کے "چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بس۔۔۔۔۔" اتنا کہ کر علما چپ ہو گئی۔۔۔۔۔ حمزہ نے دیکھا اس کا "دایاں گال ہلکا ہلکا سرخ تھا جیسے کسی نے مارا ہو۔۔۔۔۔ دوپٹہ سر سے اتر چکا تھا پہلی مرتبہ اس نے علما کے بالوں کو دیکھا جن میں براؤن گولڈن رنگوں کی آمیزش تھی۔۔۔۔۔ بال لٹوں کی صورت چہرے کے گرد آگئے تھے۔۔۔۔۔ اس کی نظر اس کی گردن کی جانب گئی جہاں ہلکا سا کٹ تھا۔۔۔۔۔ اس نے غصے سے لب بھینچ لیے۔۔۔۔۔ بے اختیار اس کا ہاتھ اس کٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ اس نے ہولے سے اسے چھوا۔۔۔۔۔ وہ جو غور سے عبد الہادی کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اچانک اسے یاد آیا کہ اسے کٹ لگی تھی جس سے وہ کافی ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔

"شکر ہے کٹ زیادہ گہرا نہیں لگا۔۔۔۔۔ آپ کو درد ہو رہا ہو گا نا۔۔۔۔۔"

نہیں اب۔۔۔۔۔ اب میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔" علما کافی نروس ہو گئی۔۔۔۔۔ "اچانک" عبد الہادی ایک قدم پیچھے ہوا اور یہاں وہاں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم نکلتے ہے پولس یہاں چھان بین کریں گی مگر عشاں کہا

سگنل ناہونے کی وجہ سے عبد الہادی حمزہ کو کال نا کر سکا تھا۔ اب وہ اور علما شہر کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ پھر عبد الہادی نے جہاں کار پارک کی تھی وہاں گلے۔

اپنے بھائی کو کال کر کے پوچھ لو۔۔۔۔ "عبد الہادی نے ڈراں یونگ سیٹ سنبھالتے" ہوئے اپنا موبائل علما کی جانب بڑھایا۔۔۔

جی میں کرتی ہوں۔۔۔۔ "علما نے موبائل اس کے ہاتھ سے لیا۔ حمزہ جو ابھی تمام" کارروائی مکمل کر کے ایمر جنسی وارڈ کے باہر کھڑا تھا عبد الہادی کا نام دیکھ کر فوراً کال پک کر لی۔

"السلام علیکم بھائی میں علما"

"وعلیکم السلام ہاں گڑیا تم دونوں ساتھ ہی ہونا؟ اور کہا ہو تم دونوں؟"

"ہم راستے میں آپ کہا ہے کیا آپ عشال کو لے کر ہاسپٹل گئے ہیں؟"

ہاں میں یہاں ہاسپٹل میں ہی ہوں تم دونوں بھی یہی آ جاؤ پھر تفصیل بتاتا"

ہوں۔۔۔ "حمزہ نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اور انہیں ہاسپٹل کا پتہ بتا دیا۔

اوکے۔ "علما نے کہہ کر فون بند کر دیا۔"

اچھا، ہاسپٹل پہنچنے میں تھوڑا وقت لگے گا کیونکہ ہم شہر کے آخری حصے میں ہے، اف " میں کیسے بھول گیا ماما باپ پریشان ہو رہے ہو گے۔۔ "عبدالہادی نے ایک ہاتھ سے سہیلیں رنگ سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے بابا کو کال کی۔ فور اکال اٹھالی گئی۔

ہاں بیٹا کچھ پتہ چلا عشال کہا ہے کیسی ہے بس ایک بار اس کی آواز سنا دو۔۔ "ان کی " آواز میں درد ہی درد تھا۔ عدیلہ بیگم بھی امید سے ان کی جانب دیکھنے لگی۔

"ہاں بابا عشال مل گئی ہم ابھی ہاسپٹل جا رہے عشال سے ملنے۔۔۔"

کیا ہاسپٹل مگر کیوں وہ ٹھیک ہے نا؟ "وہ پریشانی سے کہنے لگے۔"

ہاں بابا میں ایڈریس بتا رہا ہوں آپکو، وہی پہنچ جائے آپ بھی میں بتاتا ہوں تفصیل " سے۔۔۔ ہمیں تھوڑا وقت لگے گا پہنچنے میں، وہاں آپ کاؤنٹر پر پوچھ لیجئے گا۔ ٹھیک ہے میں رکھتا ہوں اور بالکل بھی فکر نہیں کرنی، آپ ماما کے پاس دے فون۔۔ "انہوں نے فون عدیلہ بیگم کی جانب بڑھایا۔

ماما آپ بالکل ٹینشن نہیں لے گی آپ نے ملنا ہے ناعشال سے تو بابا کے ساتھ آجائے " "دیکھے فکر نہیں کریں۔۔۔"

ہاں بیٹا بس مجھے میری عشال سے ملا دو۔۔۔" وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔"

کچھ ہی دیر میں عدیلہ بیگم اور اشفاق صاحب ہاسپٹل میں موجود تھے اور عشال کے وارڈ کی طرف جارہے تھے۔ ان کی پیاسی نظریں ہر جگہ عشال کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اچانک ان دونوں کی نظر اسی وارڈ کے باہر کھڑے ایک لڑکے پر پڑی، وہ خوبروسا نو جوان تھا براؤن آنکھوں والا۔۔۔۔۔ عدیلہ بیگم اسے دیکھنے لگی۔ پتہ نہیں ایسے لگتا تھا جیسے کہی دیکھا ہو۔۔۔۔۔ حمزہ نے جب انہیں اپنی جانب دیکھتا پایا تو اس نے انداز لگایا شاید یہ عشال کے پیرنٹس ہو کیونکہ عبد الہادی اسے اطلاع کر چکا تھا۔

آپ۔۔۔ آپ عشال کے پیرنٹس ہے؟" حمزہ نے غور سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔ جی ہم ہی ہے عشال کہا ہے ہمیں ملا دو اس سے۔۔۔" عدیلہ بیگم نے کہا۔ حمزہ نے دیکھا ان کے لہجے میں اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے کتنی تڑپ تھی۔

ہاں آنٹی (خالہ۔۔۔ اس کا جی چاہا وہ کہ دے پر پتہ نہیں کیوں رک گیا شاید یہ ٹھیک وقت نالگا ہو) وہ ٹھیک ہے ابھی اسے جنرل وارڈ میں شفٹ کیا جا رہا ہے ڈاکٹر آکر تفصیلات سے آگاہ کریں گے۔" اتنے میں عبد الہادی اور علما بھی آتے دکھائی

دیے۔ سب نے ان کی جانب مڑ کر دیکھا حمزہ فوراً علما کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

گڑیا ٹھیک تو ہونا، تم نے بے وقوفی کی تھی بہت ناراض ہوں میں تم سے۔۔۔۔۔ "حمزہ"
نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جو اسے ہلکا ہلکا سرخ سا لگا۔ علما نے ہولے
سے چہرہ گھمایا جیسے درد ہوا ہو۔

کیا ہوا مجھے بتاؤ کیسے لگی چوٹ۔۔۔۔۔ "وہ دوبارہ سب کچھ بھول چکا تھا۔۔۔۔۔ بس یاد"
تھی تو اپنی بہن۔۔۔۔۔

بھائی پہلے آپ بتادے عشال کا ہم سب پریشان ہو رہے۔۔۔۔۔ "علما نے اس کا دھیان"
ان سب کی طرف کرنا چاہا جو اسی طرف آرہے تھے۔ علما نے ایک نظر عدیلہ بیگم کو
دیکھا اور دیکھتی ہی رہی دل میں فوراً اُنہی رشتے کا احساس جاگا تھا۔ اس نے دل کو فوراً
خاموش کر دیا۔ تب ہی ایک ڈاکٹر حمزہ کی جانب آیا سارے اسی جانب متوجہ ہو گئے۔
پیشینٹ کے ریلیٹیو کون ہے۔۔۔ "ڈاکٹر نے پوچھا۔ عبد الہادی فوراً آگے آیا۔ ڈاکٹر"
اسے لے کر فوراً سائید پر آیا۔

دیکھے فلحال ہم نے ڈریسنگ وغیرہ کر دی ہے لیکن انہیں بھاری مقدار میں بے ہوشی"

کی ڈرگ دی گڈی ہے۔۔۔ اس لیے فلحال ان کے ہوش میں آنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔ اور ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے جب تک یہ ہوش میں نہ آجائے۔ "عبدالہادی سنجیدگی سے سن رہا تھا۔ سب کا دھیان اسی جانب تھا اچانک حمزہ کے موبائل کی رنگ بجی تھی۔ دیکھا تو اسماعیل صاحب کی کال تھی۔ اف اس چکر میں وہ بھول ہی گیا وہ خود بھی علما کے لیے پریشان ہے۔۔۔

ہاں بابا علما میرے ساتھ ہے ماما کو کہہ دے ہم ٹھیک ہے، ہاں عشال۔۔۔ وہ ہم سب "ہاسپٹل میں ہے۔۔۔۔" حمزہ پے درپے ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔ بیٹا تمہاری ماں کہہ رہی ہے عشال کو دیکھنے ہم بھی ہاسپٹل آجائے، وہ عشال سے ملنے کو "بے چین ہے۔" حمزہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر ہاں کہہ دی۔

علما ماما بابا بھی آرہے ہیں۔ "علما جو عبدالہادی سے عشال کے متعلق سن رہی تھی "یہاں متوجہ ہوئی۔

"جی بھائی؟ اچھا ابھی۔۔۔"

ہاں شاید ابھی مل بھی لے ہم سب ایک دوسرے سے۔۔۔ "علما کی آنکھوں میں "

عجیب سی خوشی تھی۔

اچھا چلو پہلے ڈاکٹر کو دکھانے، دیکھو تمہارا چہرہ۔۔۔ "علمائے سوچا گریہ گردن کا کٹ" دیکھ لے پھر۔۔۔ وہ تو عبایا باندھنے کے باعث نظر ہی نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ علمائے آنکھیں گھماؤں۔۔۔۔۔

بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ عشال کا پوچھے۔۔۔ بس دعا کریں وہ ہوش میں آ جائے سب اسی پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔۔۔۔۔ "علمائے ادا اسی سے کہا۔

سب ہی کوریڈور میں بیٹھے تھے حمزہ، عبدالہادی اور علمائینوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے حالات بتا رہے تھے اور عدیلہ بیگم اور اشفاق صاحب اللہ کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے تھے کہ اس نے بچوں کی حفاظت کر لی تھی ورنہ اتنا سب کچھ ہو گیا۔ سب ہی عشال کے ہوش میں آنے کے منتظر تھے، سب دعاگوں تھے۔۔۔۔۔

تب ہی سامنے سے فاطمہ بیگم اور اسماعیل صاحب آتے دکھائی دیے۔۔۔۔۔ جیسے ہی فاطمہ بیگم اور عدیلہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا دونوں ساکت ہو

گلے۔۔۔۔۔ اتنے سالوں بعد ایک دوسرے کو اپنے سامنے دیکھ کر دونوں ہی۔۔۔۔۔ مطلب کہنے کو الفاظ ہی نہیں تھے۔۔۔۔۔ فاطمہ بیگم تیزی سے چلتی ہوئی

ان کی جانب آئی اور دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے مل کر بے تحاشہ رونے لگے۔ مانوان کی آنکھیں اتنے سالوں بعد ایک دوسرے کو دیکھ کر سیراب ہو گئی تھی۔ باقی نفوس ساکت کھڑے انہیں دیکھنے لگے خاص کر عبدالہادی۔۔۔ اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر سارے لوگوں کی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔ خونی رشتے ہوتے ہی کچھ اس طرح کے ہے۔ کہیں نہ کہیں سے ان کی کشش ہمیں اپنی جانب کھینچ ہی لیتی ہے۔ ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر وہ کتنی ہی دیر ایک دوسرے کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ بچپن کی یادیں۔۔۔ ایک ساتھ بتائے پل۔۔۔ کیا کیا نہیں یاد آیا تھا انہیں۔

آپا اتنے سالوں بعد۔۔۔۔۔ "عدیلہ بیگم روتی ہوئی آنکھوں سے انہیں کہنے لگی۔۔

بس دیکھ لو اللہ نے ہمیں ملانا تھا۔۔۔۔۔ "وہ دونوں وہاں بنے بیچ پر بیٹھ گئی باقی" سب مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے منظر مکمل ہونے کو تھا بس عشال ہوش میں آ جائے۔

مجھے کوئی کچھ بتائے گا۔۔۔۔۔ "عبدالہادی حیرت زدہ سا کبھی ماں کا چہرہ دیکھتا تو"

کبھی علما کی ممی کا۔۔۔۔۔

بیٹا میں صرف علما کی ماں نہیں تمہاری خالہ بھی ہوں۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوں گی " اور چلتی ہوں گی عبد الہادی کے پاس آؤں گی، اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کو ہاتھ آگے بڑھایا مگر وہ تھا اونچا سا مضبوط مرد۔۔۔

اب نیچے بھی جھک جاؤ تھوڑا۔۔۔ "ان کے کہنے پر سب مسکرا دیے۔"

جب تم اور عشال آئے تھے نا پہلی مرتبہ تب ہی تمہیں دیکھ کر اپنا لیت کا احساس ہوا " تھا ایک انوکھا احساس، بچپن کی تصویر دیکھی تھی میں نے تمہاری۔۔۔ اب تو ماشاء اللہ "سے اتنے بڑے ہو گئے ہو اللہ نظر بد سے بچائے۔

دیکھے نا آپا قدرت کے فیصلے ہمارے بچے بھی ایک دوسرے کے بہترین دوست ہے " اللہ ہمیشہ ہمارے درمیان کے اس پیار کو قائم رکھے۔۔۔ "سب نے آمین کہا۔ فاطمہ بیگم کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ سامنے سے نرس آتی دکھائی دی۔۔۔

آپ کی پیشینٹ کو ہوش آگیا ہے۔۔۔ "اس خبر کو سنتے ہی گویا سب کے جسم میں زندگی " کی لہر دوڑ گئی ہو۔۔۔۔۔ سب نے بے اختیار آسمان کی جانب نگاہیں اٹھا کر اللہ کا شکر

ادا کیا۔۔۔

اے اللہ تیرا میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے تو نے بیک وقت اتنی خوشیاں میری "جھولی میں ڈال دی۔۔۔۔۔" عدیلہ بیگم نے دل ہی دل میں دعا کی۔۔۔۔۔

فی الحال دو لوگوں کو ہی اندر جانے کی اجازت تھی۔ عبد الہادی عشال سے ملنے کو بے چین تھا۔ جبکہ عدیلہ بیگم اپنے ساتھ فاطمہ بیگم کو لے جانا چاہ رہی تھی۔

بیٹا ہم ابھی جا کر آ جاتے ہے انتظار کر لو کچھ دیر، تمہارے بابا بھی تور کے ہوئے ہے "نا۔

نہیں ناممّا آپ رک جائے میں اور خالہ چلے جائے گے۔ "عبد الہادی نے شرارت سے اپنی خالہ کی ساں اُید ہوتے ہوئے کہا۔

بس کر دو یہ ہاسپٹل ہے، عبد الہادی بھی نابالکل بچہ بن جاتا ہے عدیلہ تم چلی جاؤ اپنی " بہن کے ساتھ۔۔۔۔۔ "اشفاق صاحب نے ایک بار کہہ کر گویا معاملہ ہی ختم کر دیا عبد الہادی منہ بسور تارہ گیا۔ روم میں ہلکی ہلکی دواؤں کی بو آرہی تھی عشال کی آنکھیں بند تھی، سر پر پٹی بندھی تھی داں میں ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی جبکہ بائیں ہاتھ

جاؤ۔۔ پہلی بات تو اٹھنا ہی نہیں ہے تم نے۔۔۔۔۔" عدیلہ بیگم اسے سہارا دے کر

اٹھانے لگی۔ وہ آنکھیں پوری طرح کھول چکی تھی فاطمہ بیگم بس اسے دیکھ رہی تھی۔

بیٹا ٹھیک تو ہونا۔۔۔۔۔ اب کیسی ہے تمہاری طبیعت۔۔۔۔۔ "عشال ماں سے کچھ" کہنے ہی لگی تھی کہ اسے ساتھ کھڑی علما کی مئی نظر آئی۔ وہ اپنے دکھتے سر کو پکڑ کر انہیں دیکھنے لگی۔ انہوں نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

بیٹا آرام سے ابھی بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ "انہوں نے فکر سے کہا۔"

جی آئی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ "اس نے بڑی مشکل سے کہا تھا جسم میں درد کی ایک" لہر دوڑ گئی۔

بیٹا آئی نہیں خالہ کہو تمہاری خالہ بھی ہے یہ۔۔۔۔۔ "عدیلہ بیگم نے عشال کی جانب" محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عشال نا سمجھی سے دونوں کی جانب دیکھنے لگی۔ وہ پہلے ہی کچھ سمجھ نہیں پار ہی تھی اوپر سے پتہ نہیں ماما کیا بول رہی تھی۔

ہاں بیٹا میں تمہاری سگی خالہ ہوں۔۔۔۔۔ "انہوں نے قریب آتے ہوئے مسکرا کر اسے" دیکھا۔ کیا سچ میں۔۔۔۔۔ وہ اتنی خوش قسمت تھی علما سے اس کا ایک اور رشتہ بھی جڑا تھا۔ وہ انہیں نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ زیادہ دیر بیٹھ نہیں پا

ہوگا۔ "کہ کروہ دونوں دروازے تک آئے ہی تھے کہ عبدالہادی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"لو آگیا۔۔۔۔۔"

چلے آپ لوگ جائے میں نے اپنی بہن سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔" عبدالہادی نے "ڈرامائی انداز میں کہا۔ عدیلہ بیگم اسے گھورتی ہوئی باہر آگئی۔

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟ "عبدالہادی اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا"

-

ٹھیک ہو؟ "عشال نے مدھم لہجے میں کہا آواز میں نقاہت تھی۔"

اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ میرے ساتھ لڑنے کے لیے کوئی جنگلی بلی ہے ہی " نہیں۔ "عبدالہادی عشال کا دھیان بٹانے کے لیے پھر سے پہلے والے موڈ میں آچکا تھا۔ وہ جانتا تھا عشال اب بھی ڈری ہوئی تھی۔

تمہیں بس میں لڑنے کے لیے ہی یاد آتی ہوں، ویسے مجھے پتہ ہے تم سوئے نہیں " ہو گے میرے بغیر دیکھو کیسی عاشقوں والی شکل بنارکھی ہے۔ "عشال یہ کہ کر ہنس

دی۔ اسے کتنا مان تھا عبد الہادی پر۔۔۔۔۔ کہ وہ اپنی بہن سے اتنی محبت کرتا ہے۔
عبد الہادی نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ وہ پہلے جیسی ہو گئی۔ تب ہی اشفاق
صاحب بھی اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر عشال کی آنکھیں دوبارہ بھر آئی۔ یہ
صحیح ہے کہ اپنوں کی موجودگی میں ہمیں ہمیشہ ایک تحفظ کا احساس گھیرے ہوئے ہوتا
ہے۔ اشفاق صاحب قریب آئے تو وہ فوراً ان کے گلے لگ گئی۔

بچہ کیا ہوا فکر نہیں کرو سب ٹھیک ہے دیکھ لو سب تمہارے پاس ہے اور اب تو"
تمہاری خالہ وغیرہ بھی ہے علما ہے حمزہ ہے۔۔۔ اب تم نے سب سے ملنا بھی ہے نابلس
جلد سے جلد ٹھیک ہو کر گھر آ جاؤ۔۔۔۔۔" شفقت بھرا لہجہ اس کی سماعتوں میں اتر
تو گویا کانوں میں رس گھول گیا۔ کتنی ترس گئی تھی وہ تین دن ان آوازوں کو سننے کے
لیے۔ اس کی آنکھوں سے تشکر سے آنسو بہنے لگے۔

نہیں بیٹا روؤ نہیں۔۔۔۔۔ اب اور نہیں رونا۔ "انہوں نے اپنے ہاتھوں سے عشال
کے آنسو صاف کیے۔

بس بس ایمو شنل سین ڈراپ کر دے اب خوا مخواہ میرے آنسو نکلوانے ہے"
دونوں باپ بیٹی نے۔ "عبد الہادی سے عشال کا رونا برداشت نہ ہوا تو فوراً پیچ میں بول

پڑا۔

ارے ہاں میں بتانا تو بھول ہی گیا۔ تمہارے دادا ابو آرہے ہیں کچھ دنوں میں، میں تو " کہ دیا ہے اب ہمیشہ کے لیے آجایے گا کب تک یوں ہی اکیلے رہے گے۔ اور پتہ ہے میں تمہیں ان کے دوست کی کہانیاں بھی سناتا تھا نا ظہیر صاحب۔۔ تمہارے نانا ابو وہ بھی آرہے ہیں۔۔۔۔۔ "اشفاق صاحب خوشی سے بتانے لگے۔

ہائے سچ میں۔۔۔ بہت پہلے دیکھا تھا آپ نے کہا تھا نا وہ دونوں بچوں کے ہاسٹل میں " دینی تعلیم دیتے ہیں اور وہی رہتے ہیں۔ "عبدالہادی جوش سے کہنے لگا۔

ہاں مگر ایک بات ہے تمہارے نانا ابو کو یہ نہیں پتہ ہے کہ تمہاری خالہ بھی ہمارے " ساتھ ہے، بس ایک بار یہاں آجائے پھر ہم انہیں منالے گے ساتھ مل کر۔ "آہستہ آہستہ ایک ایک گرہ کھلتی جا رہی تھی۔ رشتوں کی ڈور سلجھتی جا رہی تھی۔

ہمم ہم سب مل کر سب کچھ ٹھیک کر دے گے بابا "عشال نے دھیمی آواز میں " کہا۔ ساتھ ہی سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ درد کی لہر سر میں دوڑ گئی۔

کیا ہوا عشال درد ہو رہا میں ڈاکٹر کو بلا لاؤں۔ "عبدالہادی نے جیسے ہی اسے دیکھا فوراً "

فکر مندی سے کہنے لگا۔

درد ہو رہا ہے۔ "عشال نے پریشانی سے کہا۔ تب ہی ایک نرس اندر داخل ہوئی۔"

اس وقت پیشنٹ کے ریٹ کاٹاں منگ ہے آپ لوگ باہر چلے جائے۔ "اس نے"

پروفیشنل انداز میں کہا۔

جی مگر میری بہن کو تکلیف ہو رہی ہے اس کا کچھ کریں۔ "عبدالہادی جھٹ سے"

بولا۔ اشفاق صاحب نے اسے گھور کر دیکھا۔

جی ابھی انہیں میڈیسن دی جائے گی اب آپ لوگ باہر جائے تو میں اپنا کام کر"

لوں۔ "نرس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

عبدالہادی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اشفاق صاحب اسے باہر لے گئے۔"

دودن اسپتال میں رہ کر عشال کے گھر واپس آگئی تھی۔ اب اس کا ڈر ختم ہو چکا

تھا۔ جب علما اس سے ملنے آئی تو وہ اس سے نظر بھی نہ ملا سکی۔ کس قدر شرمندگی تھی

اسے اپنے عمل پر۔ علما نے اس سے عام انداز میں حال چال بھی پوچھا تھا مگر شاید کچھ کمی

تھی۔ شاید مان ٹوٹنے کا دکھ تھا۔ عشال اس سے بات ہی نہیں کر پار ہی تھی۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی آجاتا۔ اور شاید عشال میں اس سے معافی مانگنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔

حمزہ ابھی بھی کچھ ناراض سا تھا۔ بہن کا دکھ جو تھا۔ مگر عشال کو اس کی مطلق پرواہ نہ تھی۔

آج کل حمزہ کی فیملی زیادہ تر عشال کے گھر میں ہوتی تھی۔ اب بھی حمزہ اپنی ماں کو بلانے عشال کے کمرے میں آیا تھا اور عشال کی جانب ایک نظر بھی نہ دیکھا۔

بیٹا میں علما کو بھیجتی ہوں، تب تک آرام کرو۔ "فاطمہ بیگم نے کہا اور حمزہ کے ساتھ "باہر آگئی۔

کھڑوس انسان۔۔۔۔۔ ہو نہ، بندہ حال چال ہی پوچھ لیتا ہے پتہ نہیں کس چیز کا " غرور ہے، میری مدد کر لی تو کونسا بڑا معرکہ مار لیا ہے جناب نے۔۔۔ "عشال حمزہ کو کوس رہی تھی۔

میں کیوں اپنے الفاظ ضائع کروں۔۔۔ خیر۔۔۔۔۔ "تب ہی علما کمرے میں داخل "ہوئی۔

"خود سے کیا باتیں کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

تمہارے بھائی کی تعریفیں۔۔۔۔۔ "عشال نے بڑبڑاتے ہوئے دھیرے سے کہا جو"
 علما کو سنا ہی نہیں دیا۔

تم نے دوالے لی کیا؟" علما نے فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں لے لی تھی۔۔۔۔۔ "پھر کچھ پل کمرے میں خاموشی رہی۔۔۔۔۔"

علما۔۔۔۔۔ "عشال کی جذبات سے او جھل آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تھا۔"

ہاں۔۔۔۔۔ "علما نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔"

کیا تم نے مجھے معاف کر دیا۔ "عشال نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ علما کچھ لمحے
 خاموش رہی کچھ کہا نہیں۔

کچھ کہو گی نہیں؟" اس کی خاموشی پر عشال بولی۔

تم کیسے کہہ سکتی کہ میں تم سے ناراض ہوں میں تو ہر وقت تمہارے پاس ہوتی ہوں تم"
 سے بات کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ پھر۔ "علما نے عشال کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

پتا چل جاتا ہے، میں نہیں جانتی وہ کونسا چیز ہے جس سے مجھے احساس ہوتا ہے کہ تم"

ناراض ہو۔ پر میں نہیں رہ سکتی تمہاری بے رخی کے ساتھ بھلے ہی تم مجھ سے نارمل
 بیہوش کر رہی مگر۔۔۔۔۔ مگر میرے دل میں ایک کسک سی
 ہے۔۔۔۔۔ "عشال کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی۔ علما بھی آنسوؤں ضبط
 کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مجھے پتہ ہے میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے لیکن۔۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے مجھے ایک "
 طرح سے خوشی بھی ہے، کیونکہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ناراض ان سے ہوا جاتا ہے
 جہاں مان ہوتا ہے کہ وہ شخص آکر اسے منالے گا۔ اور تم۔۔۔ تم مجھ سے ناراض ہونا تو
 میں۔۔۔ میں منالو گی تمہیں۔۔۔۔۔ تمہارا مان ٹوٹنے نہیں دوں گی اس دفعہ عشال
 نے یہ غلطی آخری دفعہ کی ہے اگلی بار ایسا نہیں ہو گا پکا وعدہ "اس نے ہچکیاں لیتی ہوئے
 علما کا ہاتھ پکڑ لیا۔ علما کی آنکھوں سے ایک آنسو بہ نکلا۔ اس نے بات کرنے کے لیے
 لب واکیے۔

میں۔۔۔ میں بس اتنا کہوں گی کہ مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔ میں بھی نہیں رہ سکتی "
 "تم سے ناراض۔۔۔۔۔" اس نے عشال کو گلے لگا لیا۔

تم سچ میں بہت اچھی ہو۔۔۔ علما اللہ نے مجھے بہت بڑی نعمت عطا کی ہے تمہاری شکل "

میں۔۔ شکریہ۔ "عشال نے اس کے آنسو صاف کیے۔ سارے گلے شکوے دور ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ دھند چھٹ گئی تھی۔

چلو اب میں بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی۔۔۔ بس سارا دن اسی کمرے کو گھورتی رہتی " ہوں۔ چلو مجھے یہاں سے باہر جانا ہے۔ "عشال نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا اور خود بھی کھڑی ہو گئی۔

پکا تم اب بہتر محسوس کر رہی ہو نا ورنہ آرام کرو۔ "علماء نے فکر مندی سے کہا۔ " ہاں میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اب چلو۔ "عشال کے سر پر پٹی اب بھی " بندھی تھی زخم ٹھیک نہیں ہوا تھا مگر وہ کافی بہتر تھی۔ پھر وہ دونوں لان میں چہل قدمی کرنے لگے۔ وہی اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا عبد الہادی اس کے معصوم چہرے کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ پھر اچانک اس نے نگاہیں پھیر لی۔ اللہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اب تو میرے لیے اور مشکل ہو گیا میں خود پر کیسے قابو " رکھو۔۔۔۔۔ "عبد الہادی سچ بچ پریشان ہو گیا۔

اے اللہ مجھے اتنی توفیق دے کہ میں اپنی نگاہوں کو قابو میں رکھ سکوں مجھے اس گناہ "

سے بچالے۔ یا پھر۔۔۔۔۔ "عبدالہادی ہولے سے مسکرایا۔۔۔۔۔"

ہمیں ایک مضبوط رشتے میں باندھ دے۔۔۔۔۔ "لان میں روح کو سرشار کرنے"
والی ہواں میں چل رہی تھی۔ عبدالہادی کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ اس وقت ہر
کون بھول چکا تھا کہ علما کا نام تو کسی اور کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔

رشتے وہی یاد رہتے ہیں جن کے درمیان ایک خوبصورت سی ڈور ہوتی ہے دل سے
جڑی۔۔۔۔۔ اور کیا ایسا رشتہ علما اور فاخر کے بیچ تھا؟؟؟؟

وہ صبح انتہائی حسین تھی، خوشگوار سی عبدالہادی اور عشال لان میں چہل قدمی کر رہے
تھے جبکہ دوسری جانب علما حمزہ کے ساتھ کار میں تھی یونی جانے کے لیے۔۔۔۔۔ آخر
اتنے دنوں کا حرج جو ہوا تھا وہ پورا کرنا تھا۔۔۔۔۔ عشال کو عبدالہادی نے فلحال یونی
جانے کے لیے صاف لفظوں میں منع کیا تھا۔ صبح کی دھوپ لینے کے لیے وہ خود عشال
کو اٹھاتا تھا اور اس کے ساتھ چہل قدمی کرتا تھا عشال دھیرے دھیرے پھر سے پہلی
جیسی ہو رہی تھی۔ پھول کی طرح کھلے چہرے والی۔ اس کی وجہ سے عبدالہادی بھی دیر
سے آفس جاتا تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ عشال کو ڈھیر ساری ہدایات دے کر آفس آ جاتا۔

وہ اب بھی اپنے آفس میں چپیں رپر بیٹھا تھا ساتھ ہی ساتھ پیپر ویٹ گھماتے ہوئے گہری سوچ میں گم تھا۔ اور آپ سب تو جانتے ہی ہو گے کہ آجکل محترم عبدالہادی صاحب کے کیا ارادے ہیں۔۔۔۔

میں آجکل میں مماسے بات کر ہی لینی مگر مسئلہ ہے فاخر۔۔۔۔ جی چاہ رہا ہے اس کا "منہ توڑ دوں، پتہ نہیں کیا سوچ کر حمزہ نے اسے چنا تھا۔ حمزہ نے بے وقوفی کی اس معاملے میں۔۔۔" عبدالہادی اب حمزہ کو کونسنے لگا۔۔۔۔

"اہم اہم" اشفاق صاحب نے کلا کھنکار کر اس کے سوچ کے محور میں خلل پیدا کیا۔ "کیا صاحبزادے آجکل کونسے خیالات میں کھوئے رہتے ہو۔"

کچھ نہیں بس آپ کو پتہ ہے نابزنس کی کتنی ٹینشن ہوتی ہے مجھے آخر میری بدولت "آپ کا بزنس اتنا اوپر جا رہا ہے۔۔۔۔۔" عبدالہادی نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

شکل دیکھوں اپنی۔۔۔۔۔ اور یہ فال مکمل کر کے میرے آفس میں بھجواؤ " فوراً۔۔۔" اشفاق صاحب نے ہنستے ہوئے اس سے کہا اور باہر نکل گئے۔

عبدالہادی کی نظریں دوبارہ بند ہوتے دروازے پر ٹک گئی۔

نہیں بیٹا تم بیٹھو میں لے کر آتی ہوں، یہ تو بے شرم ہے، بس کسی سے کام کروانا ہو تو" مکھن لگاتی رہتی ہے۔۔۔۔۔ "عدیلہ بیگم اسے گھورتی ہوئی کچن کی جانب چل دی۔

میں علما کے معاملے میں مکھن نہیں لگایا کرتی۔۔۔۔۔ "عشال نے جیسے یہ بات باور کروائی تھی۔

ویسے ممابھائی کہا ہے۔۔۔۔۔ "علما نے فاطمہ بیگم سے پوچھا۔ اس کے نام پر عشال نے آنکھیں گھماتے ہوئے بے چینی سے پہلو بدلا (اس کا یہاں بھی ذکر ہونا ضروری ہے، اب علما کا بھائی ہے جھیلنا تو پڑے گا) عشال خود سے بڑبڑانے لگی۔

تم نے کچھ کہا۔۔۔۔۔ "فاطمہ بیگم جواب دینے ہی لگی تھی کہ علما نے اس سے پوچھا۔ "میں نے؟ نہیں میں کیوں کچھ کہوں گی۔۔۔۔۔ خالہ میں نے کچھ کہا کیا۔ "عشال نے ایسے ظاہر کیا جیسے اسے کچھ پتہ ہی نہیں اور اپنے بالوں کو نزاکت سے سیدھے کرتے ہوئے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

اوکے۔۔۔۔۔ "علما نے کندھے اچکائے اور ماں کی جانب متوجہ ہو گئی تبھی عدیلہ

بیگم بھی جو س لے کر آچکی تھی۔

حمزہ بس آتا ہی ہو گا میں نے اسے کال کی تھی کہ سیدھا یہی آ جائے۔۔۔ ہم کھانا شروع کر دیتے ہے "فاطمہ بیگم نے اسے بتایا پھر سب نے کھانا شروع کیا۔ اس دوران ہی حمزہ بھی آ گیا تھا اسے دیکھتے ہی عشال نے منہ کے زاویے بگاڑ دیے تھے جسے حمزہ نے دیکھ لیا۔

بیٹا آج کا کھانا علمائے بنایا ہے۔۔۔ اب تو تم پیٹ بھر کر ہی کھاؤ گے۔۔۔ "فاطمہ بیگم نے " کہا پھر اپنی بہن کو مخاطب کیا باقی سب کا دھیان وہی تھا۔

تمہیں پتہ ہے عدیلہ جب علمائے پہلی بار بریانی بنائی تھی نا تو سب سے پہلے حمزہ کو ہی " دی تھی اور اس کی عادت ہی ہے ہر چیز پہلے حمزہ کو ہی دینی، تو بریانی کا ٹیسٹ کچھ بگڑ گیا تھا مگر علمائے لیے حمزہ نے وہ بھی کھالیا اور ظاہر بھی نا ہونے دیا۔۔۔ کہتا تھا بہت اچھی بنی ہے۔ مگر جب علمائے ذائقہ چکھا تو حمزہ کو بہت ڈانٹا۔ دونوں تو جان چھڑکتے ہے ایک دوسرے پر۔۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے بتانے لگی سب ہی ان کی باتوں پر مسرور ہو رہے تھے۔

عشال کو ہی دیکھ لو بریانی تو دور کی بات عبد الہادی پانی لانے کا ہی کہ دے تو پرانے "

"بدلے یاد آ جاتے۔"

خالہ آپ بھی کمال کرتی ہے جب کچھ پکانا آئے گا تو بچن میں قدم رکھے گی نایہ "حمزہ" نے سیریں س انداز میں کہا۔ عشال نے اسے گھورا ماما کا یہ پسندیدہ ٹاپک تھا اس لیے وہ بیچ میں بول پڑی۔

ہاں تو خالہ آپ کیا کہ رہی تھی، ہاں بظاہر تو علما کے سامنے تعریفیں کر رہے تھے مگر "روم میں جا کر تو کتنی براں بیاں کی ہو گی انہوں نے، توبہ ہے" عشال نے ڈاں ریکٹ حمزہ پر حملہ کیا اور گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"عشال تمیز سے مہمان ہے وہ ہمارا۔۔۔"

"ارے کچھ نہیں عدیلہ، بچی ہے وہ" فاطمہ بیگم نے اس کی ساں میڈلی۔

خالہ کیا آپ ہماری مہمان ہے؟ نہیں نادیکھیں ماما آپ ہی کہتی ہے تمہارا گھر میرا گھر "پھر یہ صاحب مہمان کہا سے ہوئے یہ چاہے تو گھر کے کام بھی کر سکتے ہے۔ ہیں نا آپ کیا منع کریں گے اگر ہم کوئی کام دے؟" اس نے حمزہ سے پوچھا۔ حمزہ نے عشال کو کن انکھیوں سے گھورا اور عدیلہ بیگم کو کہا۔

"جی خالہ جب بھی ضرورت ہو یاد کر لے۔"

نہیں اب کام کرنے کو بہت لوگ ہے بس خوش رہو تم۔۔۔ "عدیلہ بیگم نے دل ہی " دلی میں اس کی نظر اتاری۔ کھانا کافی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔ شام کو اسماعیل صاحب بھی آگئے جو اپنے کسی دوست کے یہاں تھے۔ شام کی جائے عشال نے بناؤ تھی سب ہی حیران تھے۔ وہ ہاتھوں میں ٹرے تھامے لان میں آئی جہاں سب موجود تھے اشفاق صاحب بھی آگئے تھے بس نہیں تھا تو عبد الہادی۔۔۔۔۔

یہ لے بابا۔۔۔ "اس نے اشفاق صاحب کی جانب چائے کا کپ بڑھاتے ہوئے " کہا۔ پھر باری باری سب کو دیا حمزہ اپنے لیپ ٹاپ پر بزی تھا اس لیے چائے لانے والے کو دیکھ نہیں سکا جب عشال نے اس کی جانب چائے بڑھاؤی۔ حمزہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ عشال اور کام۔۔۔۔۔ عشال اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر تپ گلئی جو چائے لینے کو ہاتھ ہی نہیں بڑھا رہا تھا۔

اب لے بھی لے، زہر نہیں ملا یا جو اتنا سوچ رہے ہے۔ "عشال نے چڑتے ہوئے کہا " سب لوگ اس کی جانب دیکھ کر مسکرا دیے۔

تو میں نے کب کہا کہ تم نے زہر ملا یا ہے بس حیرت ہو رہی ہے۔ "عشال نے ابرو "

بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ ان کی بات پر عشال کا چہرہ اتر گیا۔

یہ کیا خالہ اتنی جلدی۔۔۔۔۔ آرام سے رات میں کھانا کھا کر چلے جائے نا"
 ۔۔۔۔۔ میں تو کہتی علما کو یہی روک لے یا تو آپ سب ہی رک جائے۔ "عشال نے
 ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے جوش سے کہا۔

ارے نہیں میں بھلا یہاں کیسے رک جاؤں۔۔۔۔۔ "علما نے فوراً ناکہ دیا۔"
 ہاں آپ نہیں رک سکتی تو بچوں کو ہی رہنے دے آخر ان کی خالہ کا ہی گھر"
 ہے۔ "عدیلہ بیگم نے بھی اصرار کیا پھر بہت اصرار پر فاطمہ بیگم نے علما اور حمزہ دونوں
 کو راضی کر لیا۔

اچھا پھر ہم چلتے ہیں۔ "فاطمہ بیگم اور اسماعیل ن ے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر"
 سب نے انہیں خوشی خوشی رخصت کیا۔

رات نے آسمان پر اپنے پر پھیلا لیے تھے۔ عشال نے فون پر عبدالہادی کو خوب
 صلواتیں سنائی تھی اور فوراً گھر آنے کا کہا تھا مگر علما اور حمزہ کا نہیں بتایا تھا۔ عدیلہ بیگم

نے حمزہ کو عبد الہادی کے کمرے میں ٹھہرایا تھا۔ عشال اور علما عشال کے کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

اچھا علما تم رکو میں فریش ہو کے آئی اور ناٹ سوٹ بھی بدلنا ہے پھر کافی لے کر "لان میں چلے گے یا بالکونی میں بیٹھے گے۔" عشال نے الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا۔

"او کے تب تک میں کچن میں جا کر دیکھتی ہوں۔۔۔۔۔"

او کے "عشال نے کندھے اچکاتے ہوئے علما کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھا اور ہاتھ "روم کی جانب بڑھ گئی۔ علما نے میسیجز چیک کرنے کے لیے موبائل ہاتھ میں اٹھالیا۔

عبد الہادی تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا تھا۔ اس نے پہلے عشال کے کمرے میں جانے کا سوچا۔ اس کا رخ عشال کے کمرے کی جانب تھا۔

علما کچن میں جانے کے لیے کمرے سے نکل ہی رہی تھی کہ اس نے اچانک اپنے آپ کو بریک لگا یا ورنہ یقینی تھا کہ عبد الہادی سے ٹکرا جاتی۔ عبد الہادی بھی اسے یہاں دیکھ کر چونک گیا۔

اوہ آپ یہاں۔۔۔۔۔"عبدالہادی نے ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے کہا۔"

جی۔۔۔"علمائے بس اتنا ہی کہا اور یہاں وہاں دیکھنے لگی کچھ لمحے ایسے ہی گزر گئے۔"
عبدالہادی دروازے کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔

آپ ہٹ جائے نا۔"عبدالہادی کے گہری نظریں اسی پر تھی علمائے مسمران زہوتے"
ہوئے کہا۔

اور اگر میں ناہٹو تو؟"عبدالہادی کا لہجہ شوخ تھا۔ علمائے نظریں جھکالی وہ نروس ہو
رہی تھی۔ عبدالہادی نے لب دبا کر مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔

پلیز۔۔۔۔۔"اس کے اتنے نرمی سے کہنے پر عبدالہادی کو اس پر رحم آگیا اس نے"
اسے جانے کے لیے راستہ بنایا، علمائے فوراً تیز تیز قدم چلتی ہوئی کچن کی جانب چل دی۔
اوئے تو تم آہی گئے، آج رات آفس میں ہی گزار لیتے کیوں آئے اب؟"عشال ابھی"
باتھ روم سے نکلی تھی اور اب عبدالہادی کو دیکھ کر اسے غصہ آگیا تھا۔

اوہ جنگلی بلی میں تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں سمجھی اور۔۔۔۔۔"عبدالہادی ابھی"
آگے کچھ کہتا کہ عشال اس کے پیچھے لپکی اور عبدالہادی فوراً اپنے کمرے کی جانب

بھاگا، حمزہ جو عبد الہادی کی آواز سن کر کمرے سے نکلا تھا ایسے اسے اپنی جانب آیا دیکھ کر وہی کھڑے ہو کر اسی دیکھنے لگا، اسے راستے میں اڑا دیکھ کر عبد الہادی اس کے پیچھے سے ہوتا ہوا کمرے میں بھاگا جبکہ پیچھے سے آتی عشال بری طرح اس کے فولادی سینے سے ٹکرائی تھی۔

ہائے مرگئی، سٹون مین کہی کہ۔۔۔۔۔ "عشال نے اپنے سر کو سہلاتے ہوئے" کہا۔ اس کے سر میں بری طرح جھٹکا آیا تھا۔

پہلے ہی اتنے سڑیل ہے اب ایسے راستے میں کھڑے ہو گئے، حاشر نے بھی اتنی زور کا "نہیں مارا تھا جتنا اب لگا ہے۔ ہائے کہی مجھے دوبارہ ایڈمٹ نا کرنا پڑے۔۔۔" عشال دہائیاں دیتی ہوئی بولی۔

اگر آپ اپنی آنکھوں کا صحیح استعمال کر رہی ہوتی تو یہ نا ہوتا۔۔۔ "اتنا کہ کر حمزہ سینے پر" ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا۔ عشال کو اس کا اگنور کرنا اور آگ لگا گیا۔

واٹ مجھ سے سوری کہنے کی بجائے تم مجھے ہی سنار ہے۔ عبد الہادی

دیکھو۔۔۔۔۔ "اس نے پیچھے سے آتے عبد الہادی کو آواز دی جو ان کی بحث پر اس طرف آیا تھا۔

"کیا ہو گیا جنگلی بلی آواز دھیمی رکھو ماما ٹھہ گئی نا پھر لڑتی رہنا۔"

یہ۔۔۔ یہ جو تمہارا دوست ہے ناسٹون مین کہی کا، دیکھو کتنی بری طرح لگا ہے مجھے،
کہی سر سے خون وون تو نہیں نکل رہا نا۔ "عشال نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے
کہا۔

اوہ ناٹنکی چپ رہو، آؤ حمزہ ہم اندر چلے لوگوں کو رات میں ڈرامے دیکھنے ہوتے ہیں"
مگر یہاں الگ حساب ہے یہاں ڈرامے کرنے ہوتے ہے۔۔۔۔ "عبدالہادی نے
بڑے مزے سے کہا اور پانی کی بوتل لینے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھا جبکہ حمزہ
بھی لب دبائے مسکرا رہا تھا۔

دیکھو عبدالہادی تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ ابھی بتاتی ہوں تمہیں، پہلے ہی تم نے میرا"
میٹر گھمایا ہوا ہے۔۔۔ "یہ کہ کروہ اسے مارنے کو دوڑی دونوں کچن کی جانب
دوڑے۔ حمزہ بھی ہنستا ہوا ان کے پیچھے چلتا گیا کچن میں علما پانی کا جگ کاؤنٹر کی جانب
لے جا رہی تھی عبدالہادی پیچھے دیکھتا ہوا بھاگ رہا تھا اور تب ہی عبدالہادی کا ہاتھ اس
جگ کو لگ گیا، اور کھلا ہونے کے باعث پانی علما پر الٹ گیا، علما اس اچانک افتاد پر بوکھلا
گئی اور منہ کھولے کبھی عبدالہادی کو دیکھتی کبھی عشال کو۔۔۔۔۔ عشال اور

عبدالہادی بھی منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے حمزہ بھی اندر آیا تو اندر کا منظر دیکھ کر وہی کھڑا ہو گیا۔

عبدالہادی یہ کیا کر دیا میری دوست کے اوپر پانی گرا دیا۔ "عشال بلند آواز میں" صد مے سے بولی۔

جنگلی بلی میں نے نہیں گرایا۔۔۔۔۔ آپ تو بھیگ گئی "عبدالہادی نے فوراً لہجہ بدلتے ہوئے علما سے کہا۔

علما تمہیں سردی لگ جائے گی تم میرے کمرے میں جاؤ میں ابھی آتی ہوں اس جن " نے آج میرا کافی خون جلایا ہوا ہے۔۔۔ "یہ کہ کر عشال فریج کی جانب بڑھی عبدالہادی سوچ میں پڑ گیا یہ کیا کرنے والی ہے حمزہ اور علما ہکا بکا سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ عشال نے کن انکھیوں سے عبدالہادی کو دیکھا جو تقریباً یہاں وہاں دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا، عشال نے فریج میں پانی کی بوتل کی جانب ہاتھ بڑھایا کیونکہ یہ اس کا پرانا حربہ تھا جو ماما کی ڈانٹ کے بعد تقریباً بند ہو چکا تھا جب بھی عبدالہادی پر بے تحاشا غصہ آتا وہ ٹھنڈا پانی اچانک سے اس پر ڈال دیتی۔۔۔۔۔ اب بھی وہ وہی کرنے لگی تھی کہ اس کی نظر وہاں رکھے انڈوں پر پڑی اس کی آنکھوں میں شرارتی چمک ابھری اور

ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ چھا گئی۔ اور پھر اگلا لمحہ حمزہ اور علما کے لیے حیران کر دینے والا تھا۔

عشال نے ایک انڈا نکالا اور عبد الہادی پر نشانہ باندھا۔ شکر کے عبد الہادی نیچے جھک گیا۔ عشال کو نشانہ چوکنے پر سخت غصہ آیا جبکہ علما اور حمزہ تو منہ کھولے انہیں دیکھ رہے تھے۔ عشال نے دوبارہ نشانہ باندھا، عبد الہادی کچھ ڈھونڈ رہا تھا جس سے وہ عشال پر حملہ کر سکے، عشال نے دوبارہ حملہ کیا مگر اس بار تو عبد الہادی نے کمال ہی کر دیا!! وہ نیچے جھکا اور عشال کی جانب سے پھینکا جانے والا انڈا سیدھا پیچھے کھڑے حمزہ کے سر پر لگا تھا۔ ایک لمحے کو تو عشال کی سانسیں ہی تھم گئی چاہے وہ کتنی لڑا کو کیوں نا ہو کہی نا کہی تو وہ حمزہ سے ڈرتی تھی۔ وہ تھا بھی کچھ کھڑوس سا، حمزہ کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔ انڈے کی زردی اس کے بالوں اور پیشانی کے گرد بہہ گئی تھی۔

اوہ نو، مر گئے۔ "عشال نے تقریباً دبی دبی چیخ سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔"

یہ یہ اس جن کی وجہ سے ہوا ہے قسم سے میں نے کچھ نہیں کیا۔ "عشال حمزہ کی" جانب دیکھتے ہوئے جھجھکتے ہوئے کہہ رہی تھی اور عبد الہادی کی جانب اشارہ کیا۔

یہاں پر گواہ موجود ہے، انڈا پھینکا کس نے تھا۔ "عبد الہادی نے مزے سے کہتے"

ہوئے علما کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

عشال نے! "علما حیران پریشان سی کھڑی جواب دینے لگی۔ جبکہ حمزہ مٹھیاں بھینچے" غصہ کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

اس لیے مجرم کون؟ "عبدالہادی نے پھر علما سے پوچھا۔"

عشال۔۔۔ "علما نے کسی روبرو کی طرح جواب دیا۔ اچانک حمزہ بھاری قدموں سے" عشال کی جانب بڑھا سارے دل تھا مے اسے دیکھ رہے تھے جیسے جیسے وہ عشال کی جانب بڑھتا گیا عشال ایک ایک قدم پیچھے ہوتی گئی۔ عشال کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ حمزہ اسے سرخ آنکھیں لیے گھور رہا تھا۔ لیکن اچانک حمزہ دوسری جانب مڑ گیا۔ عشال نے شکر ادا کیا وہ سنک کی جانب جا رہا تھا۔ اب عشال نے خونخوار نظروں سے عبدالہادی کی جانب دیکھا مگر اسے ابھی بھی خوف تھا حمزہ کیاری ایکشن دے گا، اس نے دیکھا عبدالباری اور علما کا دھیان اپنا چہرہ دھوتے حمزہ کی جانب تھا۔ اس لیے وہ دبے پاؤں سے کسی بلی کی طرح دروازے کی جانب بڑھی، تاکہ فوراً یہاں سے نودو گیارہ ہو جائے۔ مگر براہو عبدالہادی کا اسے چین کہاڑنا تھا، اس کی اگلی حرکت اور جملے پر عشال کا خون کھول گیا۔ عبدالہادی نے پاس پڑی کافی جو کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی،

اٹھائی اور عشال کے اوپر انڈیلی۔

دیکھو اپنی جنگلی بلیوں والی حرکت دکھا ہی دی نہ۔ کیسے بھاگ رہی تھی۔ "عبدالہادی" نے قہقہہ لگایا۔ حمزہ کا بس نہیں چل رہا تھا کی وہ اس لڑکی کو یہاں سے فارغ کر دے، مگر اس میں کچھ آداب تھے سو اس نے باہر نکلنے کی سوچی ہی تھی کہ ان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے۔۔۔۔۔ پہلے عبدالہادی نے عشال پر کافی پھینکی پھر عشال نے عبدالہادی پر ٹھنڈا پانی۔۔۔۔۔ ہائے سوچے کیا منظر ہو گا۔۔۔۔۔ تب ہی جنگلی بلی اور نکوٹا جن ایک دوسرے سے لڑ پڑے اور ایک دوسرے کے بالوں کو نشانہ بنایا۔ علما تو عشال کو بول بول کر تھک گئی جبکہ حمزہ کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

بھائی انہیں روکے۔۔۔۔۔ "علما نے حمزہ کا شانہ ہلایا۔"

رہنے دو گڑیا چپ چاپ تماشہ دیکھوں۔۔۔۔۔ "حمزہ منہ پر ہاتھ رکھے کہنے لگا۔"

ایک نظر کچن پر ڈالے تو گویا جنگ کا میدان تھا۔ جس میں دونوں فوجیں بڑی طاقتور تھی۔ اور ہتھیار بھی اعلیٰ ترین استعمال ہو رہے تھے (انڈے، کافی ٹھنڈا پانی۔۔۔ اور بلا بلا۔۔۔)

اچانک عبد الہادی رک گیا، نہیں بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ اس کی سٹی گم ہو گئی
کیونکہ اس کی نظر دروازے پر ہکا بکا منہ کھولے کھڑی اپنی ماں پر پڑی۔ عبد الہادی نے
عشال کو پکڑ کر اپنے بازو میں کھڑا کیا۔ عشال کی بھی نظر جیسے ہی ان پر پڑی وہ اپنی جگہ
ہی جم گئی۔

عدیلہ بیگم نے دیکھا سارے کچن کا حال۔۔۔۔۔ استغفر اللہ!! گویا زلزلہ آگیا
ہو۔۔۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ عشال عبد الہادی حمزہ اور ساتھ میں کچھ کچھ بھیگی
علما۔۔۔۔۔

خالہ ہم نے کچھ نہیں کیا بس وہ۔۔۔۔۔ "حمزہ کو اپنی عزت کی فکر ہو گئی خالہ کا غصہ"
بھی تو پہلی دفعہ دیکھنے کو مل رہا تھا۔ عشال منہ کھولے اسے دیکھنے لگی وہ کیسے اپنا دامن بچا
کر بھاگ رہا تھا۔ اور عدیلہ بیگم کے اگلے جملے پر عشال کو اور طیش آیا۔

نہیں بیٹا تم کیوں صفاں بیاں دے رہے ضرور ان دو نمونوں نے ہی کچھ کیا"
ہو گا۔۔۔۔۔ تم دونوں جاؤ فریش ہو جاؤ میں ان کی خیریت لیتی ہوں۔۔۔۔۔ "یہ کہہ
کر وہ ان دونوں کی جانب مڑی جو چوری چوری اپنی ماں کے غصے کا جاں نذر لے رہے
تھے۔۔۔۔۔ حمزہ اور علما باہر تو آگئے مگر علما نے اسے روکا۔

ہاں ابھی اٹھی ہوں چلو نماز ادا کرنی ہے وقت نکلا جا رہا۔ پھر ان دونوں نے رب کے " دربار میں حاضری دی۔ پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آگئے۔

عبدالہادی اور حمزہ ابھی نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوئے تھے۔

تو کل کی رات کیسی گزری۔۔۔۔۔ "حمزہ نے ایک آنکھ دباتے ہوئے حمزہ سے کہا۔"

مزے لے رہے۔ "عبدالہادی نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔"

ہاں خیر کافی عزت افزائی ہوئی ہماری مگر پھر بھی اس جنگلی بلی کو سکون کہا کمرے " میں جانے تک لڑتی رہی۔۔۔۔۔

ہاں اور یہ بھی تو بتاؤ جن، شروع کس نے کیا تھا۔ "کہی پیچھے سے عشال بولی ساتھ ہی" علما بھی تھی۔

عشال نے چڑتے ہوئے کہا۔ تب ہی اشفاق صاحب اور عدیلہ بیگم روم میں داخل ہوئے۔

السلام علیکم بچوں۔۔۔ "ان دونوں نے اپنی چہیں رُسنبھال لی۔ سب نے ایک ساتھ " جواب دیا۔

کل رات ٹھیک سے سوئے تو تھے نا تم دونوں ورنہ ان دونوں نے جگانے میں کوئی " کسر نہیں چھوڑی تھی۔ میں بے حد شرمندہ ہوں ان دونوں کی حرکتوں پر کبھی جو یہ عقل کا استعمال کریں۔۔

مما کافیورٹ لیکچر شروع۔۔۔ "عشال نے ہنستے ہوئے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال " دی۔ اس کی بات پر سب ہولے سے مسکرا دیے۔

خالہ آپ شرمندہ کیوں ہو رہی جسے ہونا چاہیے وہ تو مزے سے ناشتہ کرنے میں " مصروف ہے۔ " حمزہ نے عشال پر طنز کیا۔ عشال کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اشفاق صاحب نے پوچھا۔

"ارے بھئی ہمیں بھی کوئی بتائے کیا ہوا ہے؟"

کچھ نہیں بس کل رات ذرا سا زلزلہ آگیا تھا۔ "عبدالہادی نے یہاں وہاں دیکھتے " ہوئے کہا جیسے خود کو لا تعلق ظاہر کر رہا ہو۔ عشال منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی۔

آپ کے بچوں پر کل جن سوار ہو گیا تھا، اللہ تو بہ چھوٹے بچے بھی ایسے نہیں لڑتے " ہے جس طرح انہوں نے کچن کا حال کیا ہوا تھا۔

اب ہم بڑے ہے تو لڑائی بھی ہائی لیول کی کریں گے نا، کیوں میرے " جن۔۔۔۔ "عشال نے عبد الہادی کی طرف دیکھتے ہوئے مزے سے کہا۔ تب ہی دوسری ساں بیڈ پر بیٹھی عدیلہ بیگم نے اس کا کان پکڑ کر کھینچا۔

آہ ممما، ایسے کون کرتا ہے؟ وہ آپ کے بیٹے کو پکڑے مجھے غصہ وہی دلاتا " ہے۔ "عشال نے سامنے بیٹھے عبد الہادی کی جانب اشارہ کیا۔

کیوں صاحبزادے میری بیٹی کو کیوں تنگ کرتے رہتے ہو "عشال نے فخر سے " عبد الہادی کی جانب دیکھا وہ ہمیشہ اپنے بابا کے ساتھ مل کر عبد الہادی کے پیچھے پڑی رہتی تھی، یہ بھی تو پیار ہی تھا ایک طرح کا۔

بس کر دے آپ کی لاڈلی آپ کے اسی پیار سے بگڑ رہی ہے۔۔۔ "عدیلہ بیگم نے ہنستے " ہوئے کہا، عشال اور عبد الہادی کی نوک جھونک کے درمیان ہی سب نے ناشتہ کیا ابھی سب اٹھنے ہی لگے تھے کہ اچانک کمرے میں ایک آواز گونجی جس نے سب کو ایک لمحے کے لیے ہی صحیح ساکت کر دیا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔ "دو زندگی سے بھرپور آوازیں ہال میں گونجی " تھی۔ سب نے مڑ کر دیکھا اور سب کا پانی پیتا ہاتھ رک گیا۔

نانا ابوں دادا جان آپ۔۔۔۔۔ واو سر پر ائیز۔۔۔۔۔ "سب سے پہلے عشال کھڑی"
ہوئی تھی اور خوشی سے تالی بجاتی ہوئی ان کی جانب بڑھی۔

ہاں میری گڑیا کیسی ہو۔۔۔۔۔ "احمد صاحب (اشفاق صاحب کے والد) نے کہا۔"

میں ٹھیک ہوں مجھے لگا تھا آپ لوگوں نے آنا ہی نہیں اور آپ کیسے ہے دادا"
جان؟ اف بہت خوشی ہوئی آپ دونوں کو اچانک دیکھ کر۔۔۔۔۔ "عشال نے دونوں
سے گلے ملتے ہوئے کہا۔ سب ہی باری باری ان کی جانب آئے جبکہ حمزہ اور علما پیچھے
ساکت سے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے ان دونوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا
ری ایکشن دے۔ سب سے مل کر وہ دونوں لونگ روم میں آئے، اچانک ظہیر صاحب
کی نظر کچھ دوری پر الگ تھلگ سے کھڑے علما اور حمزہ پر پڑی تھی۔ پتہ نہیں کونسا
احساس تھا جو اپنی بڑی بیٹی کی یاد دلا گیا۔ انہوں نے اس خیال کو جھٹکا۔

یہ کون ہے عدیلہ؟ "انہوں نے شفقت بھرے لہجے میں پوچھا۔ عدیلہ بیگم اسی لمحے"
سے ڈرتی تھی وہ ابھی بتانا نہیں چاہتی تھی، وہ نہیں بھولی تھی وہ دن۔۔۔۔۔ جب انہوں
نے زندگی میں پہلی مرتبہ غصہ کیا تھا، اور پھر وہ ڈر آج تک عدیلہ بیگم اپنے دل سے
نہیں نکال پائی تھی۔

وہ بابا یہ میری ایک سہیلی ہے اس کے بچے ہے۔ "عدیلہ بیگم نے دھیمی آواز میں کہا"

اس وقت یہی بہانا سو جھاتھا، باقی سب ان کے جواب پر انہیں دیکھتے رہ گئے، علما کا جی چاہا وہ ابھی ان کے پاس جائے اور انہیں بتائے۔ دیکھے آپ کی بیٹی کتنی تکلیف میں ہے ایک بار مل لے اس سے۔۔۔۔۔ مگر نہیں اس نے کنٹرول کیا خود پر اور انہیں سلام کیا۔

السلام علیکم۔۔۔۔۔ "دونوں نے ساتھ میں سلام کیا۔"

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ کیسے ہو بچوں۔۔۔۔۔ "ظہیر صاحب ہمیشہ سے ہی ایسے تھے"

چاہے اپنا ہو یا اجنبی ہر ایک سے شفقت بھرے لہجے میں بات کرتے وہ اپنے اخلاق کی وجہ سے کافی مشہور تھے۔ انہوں نے دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا احمد صاحب نے بھی انہیں دعائیں دی۔ اچانک حمزہ کا موبائل بجنے لگا۔ حمزہ نے موبائل دیکھا اور ایک نظر اپنے نانا جان پر ڈالی اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ کس کی کال ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایکسیوز کرتا باہر کی جانب آیا علما عشال کے ساتھ کھڑی اسے دور جاتا دیکھ رہی تھی۔

ہیلو ماما۔۔۔۔۔ "حمزہ بولا لیکن فاطمہ بیگم کی اگلی بات سن کر اس کے چہرے پر تناؤ"

پھیلتا گیا اس نے لب بھینچ لیے۔

میں آتا ہوں ابھی۔ "حمزہ نے فون پاکٹ میں رکھا اور اندر کی جانب بڑھا۔"

علماء ہمیں گھر جانا ہے ابھی۔ "حمزہ کا لہجہ سپاٹ تھا علماء اس کا چہرہ دیکھ کر چونک گئی" جس پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

بیٹا اتنی جلدی جارہے ہو اچانک سے خیریت تو ہے نا؟ "عدیلہ بیگم پریشانی سے بولی"

انہیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

نہیں خا۔۔۔ آنٹی کچھ کام ہے بس۔۔۔ ہم پھر آئے گے۔ "وہ خالہ کہتے کہتے رہ گیا۔ حمزہ یہ کہتا علماء کو لے کر نکل پڑا۔ عشال بھی حیرت سے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔ پھر اب سارا دن اپنے نانا ابو اور دادا جان کے ساتھ گزرنا تھا۔

بھائی ہوا کیا ہے کچھ بتائے تو صحیح۔۔۔۔ "علماء حمزہ کے ساتھ کار میں بیٹھی تھی اور بے چین تھی۔

کچھ نہیں گڑیا بس کچھ کام ہے ارجنٹ تو سوچا تمہیں بھی ساتھ ہی لے چلوں۔ "علماء"

پھر بھی مطمئن نہیں ہوئی تھی مگر خاموش ہو گئی۔ گھر پہنچتے ہی وہ فوراً اندر داخل ہوئے دیکھا تو ماما بابا انہی کا انتظار کر رہے تھے۔

علما جاؤ تم فریش ہو کے آ جاؤ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے بابا سے۔ "حمزہ نے اس" کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے محبت سے کہتا صوفی کی جانب بڑھ گیا۔ علما حیران پریشان سی اندر کی جانب بڑھی مگر کمرے کے دروازے پر ہی رک گئی۔ پتہ نہیں کیوں وہ جاننا چاہتی تھی اور زندگی میں پہلی بار وہ کسی کی باتیں چھپ کر سن رہی تھی۔

مما وہ اتنی بکواس کر کے گیا ہے آپ نے اسی وقت مجھے کال کیوں نہیں کی میں اسی" وقت اسے سبق سکھاتا۔ "حمزہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا۔

بیٹا اسی لیے ہم نے تمہیں نہیں بلایا مجھے پتہ ہے تم علما کے معاملے میں بالکل صبر سے" کام نہیں لیتے۔ "اسماعیل صاحب حمزہ کی جانب دیکھ رہے تھے جس کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔ آخر بات بھی تو علما کی ذات کے گرد گھومتی تھی۔ علما اپنا نام سن کر چونک گئی اب تو سننا لازمی تھا۔

اس بے کار انسان کی ہمت کیسے ہوئی میری گڑیا پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی اگر منگنی" نہیں کرنی تھی تو ناکہ دیتا میں خود علما کو کسی ایسے انسان سے نہیں باندھ سکتا جسے اس کی قدر نہ ہو، اگر وہ میرے سامنے ہوتا تو آج میں اس کا قتل کر دیتا۔ علما کے کان سائے سائے کر رہے تھے، پتہ نہیں بھاؤ کیا کہ رہی تھے۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی یا شاید

وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

فاخر کو قدر ہی نہیں تھی بس میں مزید نہیں سنوں گا، اگلی بار اس کا ذکر یہاں نا " ہو۔۔۔ توڑ گلے ہے نا وہ منگنی تو توڑ دے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہہ دے انہیں، "بلکہ ٹھیک ہی ہوا بھی سے پتہ لگ گئی اس گھٹیا انسان کی نیچر۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا میں تمہاری بات سے متفق ہوں میری بیٹی کی کردار کشی کی ہے اس نے میں " کبھی نہیں بخشو گا اسے، شکر تھا کہ اس وقت علما نہیں تھی۔ مگر بیٹا اب تم ہی علما کو بہتر طریقے سے سمجھا سکتے ہو۔۔۔۔۔ "اسما عیل صاحب نے حمزہ سے کہا بن کے چہرے پر گہری سوچ کے سائے تھے۔ اور علما وہ تو۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے وہ دیوار کا سہارا لے کر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ ایک بار پھر اس کے کردار کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ ایک بار پھر وہ غیروں کے بیچر سوا ہوئی تھی۔ں و آہستہ آہستہ چلتی بیڈ پر آئی اور وہی ٹیک لگا کر قالین پر بیٹھ گئی۔ اچانک پتہ نہیں اسے کہا اس وہ بات یاد آگئی ممانے کہا تھا ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا ہے اور جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔

لیکن وہ۔۔۔ وہ آخر کس بات کا شکر ادا کرتی یہی کہ اس کا رستہ ٹوٹ گیا اور پھر معاشرہ تو اسے ہی مشکوک نظروں سے دیکھی گی۔ اور کیا اچھا ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ اس

نے اپنے سر کو منفی میں حرکت دی۔

نہیں میں یہ کیا سوچ رہی ہوں واقعی مجھے شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے مجھے اتنے اچھے " ماں باپ اتنا پیارا بھائی دیا تھا جنہوں نے ایک دفع بھی اس س سوال نہ کیا آخر اتنا بھروسہ تھا انہیں علما پر اور جو ہوا تھا ٹھیک ہی تو ہوا تھا وہ کب تک فاخر کی حرکتوں کو برداشت کر سکتی تھی۔ وہ منفی سوچوں سے پیچھا چھڑا رہی تھی دل کی بے چینی اور کرنی تھی۔ سمپل ساحل تھا۔

"دلوں کا سکون اللہ کی یاد میں ہیں"

پھر وہ وضو کے لیے ہاتھ روم کی جانب بڑھی اچانک اس کی نظر سٹڈی ٹیبل پر پڑی جہاں ایک چھوٹا سا سنہری فریم تھا جس میں مختلف ہلکے اور دل کو خوش کرنے والے رنگوں کے اور سنہری حرفوں میں لکھا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ "یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اسے یاد تھا یہ " چھوٹی سی فریم حمزہ نے اسے دی تھی جب وہ ناں منتھ کلاس میں تھی۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی وضو کرنے چلی گئی۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی اس فریم کو دیکھ کر اس کا دل کھل اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ڈنر کے بعد عدیلہ کو کال کرتی ہوں۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ مجھے یاد بھی کرتے ہو گے " کہ نہیں۔ "فاطمہ بیگم جذب کے عالم میں بولی۔

کون سا باپ اپنی بیٹی کو بھولتا ہے، اپنی بیٹی کی یادیں وہ ہمیشہ اپنے دل میں رکھتا " ہے۔۔۔۔۔ تم فکر نہیں کرو فاطمہ وہ بس ناراض ہے، بھولے نہیں ہے۔۔۔ اور اتنے دنوں بعد تمہیں دیکھے گے تو ان کی ساری ناراضگی دور ہو جانی۔۔۔۔۔ "اسماعیل صاحب نرمی سے انہیں سمجھانے لگے۔۔۔۔۔ فاطمہ بیگم کے دل میں ایک سکون سا اتر اٹھا۔۔۔۔۔

نانا ابوں ہم چھوٹے تھے تو آپ ہمیں قصے سنایا کرتے تھے نا۔۔ اللہ کتنا اچھا لگتا " تھا۔۔۔ اور ہم کتنے شوق سے سنا کرتے تھے۔۔۔ "عشال نے انتہائی جوش سے کہا۔ رضا صاحب، ظہیر صاحب، عشال اور عبدالہادی وہ سب فجر کی نماز کے بعد لان میں بیٹھے تھے۔ آس پاس چھوٹے چھوٹے پرندے رب کی حمد و ثناء میں مشغول تھے۔ صبح کے وقت کا اپنا الگ نور ہوتا ہے، تمام قسم کی آلودگی سے پاک۔۔۔۔۔ ایمان والوں کے سانسوں کی پاکیزہ خوشبوؤں سے منور ہواں میں ماحول کو اور فسوں بخش رہی

تھی۔۔۔۔

ہاں نانا ابواب بھی ہمیں سنائے نا۔۔۔ "عبدالہادی نے بھی عشال کی ہاں میں ہاں"
ملائی۔۔۔

ہاں ہاں بالکل، سناں میں نا، تھوڑا سا ایمان تازہ کر لیتے ہیں پرانے دنوں کو یاد کر... ہم"
نے سننا ہیں۔۔۔ ابھی سناں میں گے نا آپ۔۔۔۔۔ "عشال کسی چھوٹی بچی کی
طرح تالی بجاتے ہوئے بولی تھی۔ اس کا چہرہ کسی تازے پھول کی طرح کھلا کھلا سا تھا۔
صبر کرو جنگلی بلی کہی بھاگ کر نہیں جا رہے۔۔۔۔ "عبدالہادی نے اسے ٹوکا۔۔۔"
اچھا چلو میں تم دونوں کو آج اس عظیم پیغمبر کا قصہ سناؤں گا جنہیں ان کے صبر کے
باعث تاقیامت یاد رکھا جائے گا کیونکہ انھوں نے صبر کے اس درجے پر اپنے آپ کو
ثابت قدم رکھا جہاں آج کل کے معمولی انسان کا پہنچنا ناممکن سی بات ہے فقط
رضامندی خداوند کی خاطر وہ زندگی بھر صابر رہیں لیکن اسے شروع کرنے سے پہلے
۔۔۔ میں کچھ سوالات کرتا ہوں جو میں نے بچپن میں تم دونوں کو یاد کروائے
تھے۔۔۔۔ دیکھتے ہیں کس کی یادداشت زیادہ تیز ہے۔۔۔۔ "ظہیر صاحب مسکراتے
ہوئے بولے۔

ہاں پوچھوں بھئی ہمارے بچوں کی یادداشت کا امتحان ہو جائے آج۔۔۔۔ "رضا"
صاحب بھی ہنستے ہوئے بولے۔۔۔۔

ہاں مزہ آئے گا دیکھنا عبد الہادی سے پہلے میں ہی جواب دو گی۔۔۔ "عشال عبد الہادی"
کو چیلنج کرتے ہوئے بولی۔

"یہ تو وقت بتائے گا جنگلی بلی۔۔۔۔"

ہاں تو پہلا سوال۔۔۔۔

"وہ کونسے نبی ہے جو بھٹکے ہوئے مسافروں کو راستہ دکھایا کرتے تھے؟

ہاں ہاں وہ۔۔۔۔ یاد آیا حضرت خضرؑ۔۔۔۔ ہاں یہی ہے۔۔۔۔ "عبد الہادی کے کہنے"
سے پہلے ہی عشال نے کہا۔

جنگلی بلی میں کہہ رہا تھا نا۔۔۔ "عبد الہادی نے اسے کہنی سے ٹھوکا دیا عشال نے اسے"
گھورا۔

ماشاء اللہ۔۔۔ دونوں میں سے کوئی بھی جواب دے دو بس معلومات ہونی"

چاہیے۔۔۔۔ "رضا صاحب عبد الہادی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔ ان سب

لگے۔۔۔

حضرت داؤدؑ۔۔۔ شاید۔۔۔ "عشال کو ٹھیک سے یاد نہیں تھا مگر کہی سنا تھا اس نے۔"

.... ہممم صحیح جواب ہے۔۔۔۔ "عبدالہادی بس یہاں وہاں دیکھنے لگا"

عبدالہادی بیشک جواب نہ یاد ہو بیٹے لیکن اس طرح کی محفلوں پر فرشتے اپنے پروں "سمیت سایہ فگن ہوتے ہیں اور دعا مغفرت کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ جن کے لیے دعا کی جارہی ہو ان خوش نصیبوں میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔" انہوں نے عبدالہادی کی بیزاری دیکھتے ہوئے فوراً سمجھاتے ہوئے کہا۔

جی جی نانا جان میں بالکل چاہتا ہوں "عبدالہادی نانا جان کے اس طرح کہنے پر بوکھلا "گیا گویا چوری پکڑی گئی ہو۔۔"

تو میرے بچے اگر جواب نہ یاد ہو تو بیزاری سے لا تعلق نہ برتوں بلکہ اپنے ایمان کو "کرو اور اگلی دفعہ دھیان رکھنا" انہوں نے انتہائی پیار بھرے لہجے میں refresh . سمجھایا اور عبدالہادی بالکل دھیان سے سننے لگا

کس نبی کو اللہ تعالیٰ نے بیماری کے ذریعے آزمایا تھا؟ "اب کی بار گہری خاموشی چھا"

گلن۔۔۔۔۔

کسی کو بھی نہیں یاد۔۔۔۔۔" رضا صاحب نے دونوں کی جانب دیکھ کر سوال کیا۔"

اچھا میں ہی بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ یہ وہی ہے جن کا قصہ میں آج تم لوگوں کو سنانے والا"

تھا" ظہیر صاحب نے کچھ توقف کے بعد کہا۔۔۔۔۔ تب ہی عدیلہ بیگم چائے لے کر

آئی۔۔۔۔۔

کیا چل رہا ہے۔۔۔۔۔ سب چائے پی لے پہلے۔۔۔۔۔" عدیلہ بیگم ٹرے بیچ میں بنی"

چھوٹی سی گول میز پر رکھتے ہوئے بولی۔

بس بچوں کا امتحان ہو رہا ہے۔۔۔۔۔" ظہیر صاحب نے کہا۔۔۔۔۔"

"اچھا آپ لوگ جاری رکھے میں آتی ہوں کچن میں کام ہے۔"

ہاں دادا جان آپ بتائے نا۔۔۔۔۔" عبدالہادی کو کچھ زیادہ ہی تجسس تھا۔۔۔۔۔ اور کہتے"

ہیں ناجب نیکو کاروں کی ایسی محفلیں لگتی ہے تو اللہ کی رحمتیں برستی ہے۔

ہاں۔۔۔۔۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے اوپر بڑی کڑی آزمائش اتری تھی۔۔۔۔۔"

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بہت برگزیدہ نبی ہوئے ہیں۔

﴿وَخَذَ بِيكَ ضَعْفًا فَضْرَبَ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ إِلَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نَعْمَ الْعَبْدَانِهُ أُوْب﴾

حضرت ایوب کے لیے ابتلا و آزمائش کے اس امتحان میں کامیابی کی سند کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ "بیشک ہم نے انکو صابر پایا"۔ اور ایسا صابر کہ اس کی دوسری کوئی نظیر و مثال نہیں مل سکتی۔ یہاں تک کہ صبر ایوب ضرب المثل بن گیا۔ بعض روایتوں اور کتابوں میں یوں آیا ہے کہ شیطان نے کہا کہ ایوب علیہ السلام اس لیے عبادت کرتے اور شکر گزاری کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت نواز رکھا ہے۔ اگر ان کی آزمائش کی جائے تو وہ ناشکری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش مختلف آفات سے کی۔ سب سے پہلے ان کے جانور گئے، پھر بچے انتقال کر گئے۔ وہ تب بھی یہ کہ کر شکر ادا کرتے تھے کہ یہ تو مجھے اللہ نے ہی دیا تھا اور اسی نے واپس بھی لے لیا۔ شیطان نے پھر کہا کہ چونکہ تندرستی ہزار نعمت ہے اس لیے ایوبؑ اپنی صحت کی وجہ سے تیرا شکر ادا کرتے ہے۔ اور پھر انہیں بیماری نے آلیا کہ صرف زبان ہی محفوظ تھی۔ اس حال میں بھی ان کو یہ فکر تھی کہ زبان کو کچھ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری دور کی، مال و دولت بھی دوبارہ دیا۔ بچے بھی ہوئے۔ اس طرح صبر ایوبی سب سے زیادہ مشہور ہوا اور حضرت ایوب علیہ

السلام اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ یہ قصہ میں تفصیل سے کسی اور دن بتاؤں گا مگر۔۔۔ اس سے پہلے تم لوگوں نے معلومات اکٹھی کرنی ہے میں پوچھوں گا کسی دن۔ "عشال اور عبد الہادی کسی ٹرانس کی سی کیفیت سے انہیں سن رہے تھے۔ لان میں ایک طلسم سا چھایا تھا۔ جو کہ اچانک عشال کی چیخوں سے ٹوٹ گیا تھا۔ عبد الہادی سخت جھنجھلایا۔ عشال اچانک چیختی ہوئی کھڑی ہو کر عبد الہادی کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔ عبد الہادی نے اس جانب دیکھا تو عشال کو گھور کر رہ گیا۔ کافی لحاظ کر رہا تھا وہ اپنے نانا ابو اور دادا جان کی موجودگی کا۔

جنگلی بلی اب پالتوں بلیوں سے ڈرنے لگی ہے۔۔۔۔۔ "عبد الہادی نے مذاق اڑانے" والے انداز میں عشال کی جانب اشارہ کر کے کہا۔ کیونکہ کہی سے پڑوس کی بلی اچانک سے عشال کے پیچھے کی جانب سے نکل آئی تھی جسے اچانک دیکھ کر عشال کی چیخیں نکل گئیں۔

تم چپ کرو۔۔۔۔۔ یہاں میری جان نکل گئی تھی وہ مجھے کاٹ لیتی تو۔۔۔۔۔ "عشال" اسے مکے مارتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پر عبد الہادی نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ بلکہ مجھے اس بے چاری بلی پر رحم آگیا کیسے ڈر گئی تمہاری ڈراؤنی چیخوں

مجھ سے تو صبر ہی نہیں ہو رہا ایسے لگ رہا ہے وقت بہت آہستہ سے سرک رہا ہے۔"

سارے لوگ ناشتے کے بعد لونگ روم میں بیٹھے تھے اسماعیل صاحب اخبار پڑھنے میں مصروف تھے جبکہ حمزہ میسیجز چیک کرنے میں بزی تھا، آج آفس میں اہم میٹنگ ہونے کے باعث ٹاں منگ لیٹ تھی۔

کل ڈنر کے بعد فاطمہ بیگم نے عدیلہ بیگم کو فون کیا تھا۔ آج فاطمہ بیگم نے اپنے پیارے بابا کے سامنے آنا تھا۔ انہیں تب سے بے چینی کھائے جا رہی تھی۔

مما آپ بالکل آرام سے بیٹھ جائے، مجھے پتہ ہے وہ مان جائے گے اور اگر نہیں بھی "مانے تو آپ کے بچے ہے نا۔۔۔۔۔ ہم منالے گے۔" حمزہ نے انہیں ریلیکس کرتے ہوئے کہا۔ علما نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

ارے مماجھے نایونی کا ایک کام ہے میں آتی ہوں۔۔۔ "اچانک علما کھڑی ہو گئیں۔"

ہاں ٹھیک ہے اور ویسے بھی کل سے تمہارے امتحانات شروع ہونے والے ہیں "نا۔۔۔۔۔" عدیلہ بیگم نے کہا حمزہ غور سے علما کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم تھا۔

ہامما۔۔ میں تیاری شروع کر دی ہے ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤں گی۔ "یہ کہتی وہ" کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

کیا سوچ رہے ہو بیٹا؟" فاطمہ بیگم نے حمزہ کی پر سوچ نگاہوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے ابھی تک علما سے بات ہی نہیں کی۔" فاطمہ بیگم سمجھ گئی وہ علما کی منگنی سے "متعلق بات کر رہا ہے۔

مجھے پتہ ہے تم اسے بہتر طریقے سے سمجھا دو گے ابھی جا کے بتا دو نا۔۔۔ جاؤ" اٹھو۔۔" فاطمہ بیگم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ حمزہ علما کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔" حمزہ نے گہری سانس اندر کھینچی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ "سیر ہیاں چڑھتا علما کے کمرے کی جانب بڑھا۔ جیسے ہی وہ قریب آ یا دروازے کو ہلکا سا پیش کیا اندر سے علما کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔۔۔۔۔

رَبِّی زِدْنِی عِلْمًا "اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کر۔۔۔"

اس کی نرمی سے بھری یہ آواز سن کر حمزہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پرانی یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔

اس نے دیکھا علامہ اسٹی ٹیبل پر بیٹھی پڑھنے کی تیاری کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعا پڑھ رہی تھی۔ اس کی ٹیبل پر کتابیں بکھری ہوئی نہیں تھیں، وہ ہمیشہ سے نظم و نسق سے چیزیں رکھنے کی عادی تھی۔ علما کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے مڑ کر دیکھا حمزہ اسی کی جانب چلا آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر علما کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

ان دونوں کے بیچ میں ایک عہد سا تھا کہ جب بھی ایک دوسرے کو دیکھے تو مسکرا پڑے، علما کا کہنا تھا کہ کسی کی طرف مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے۔ اس لیے ان دونوں کی عادت تھی یہ۔

بھائی آپ۔۔۔۔۔ "علما کرسی پر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے لیتی بیڈ کی جانب" آئی۔

ہم بچپن میں جب ساتھ پڑھنے بیٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے یاد ہے نا؟ تم اب بھی "پڑھتی ہو۔۔۔۔۔" حمزہ نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

جی بھائی وہ بھی کوئی بھولنے کے دن ہے۔ میں تو جب بھی پڑھنے کے لیے بیٹھتی " ہوں یہ دعا لازمی میرے ساتھ ہوتی ہے۔ میں ہمیشہ اللہ سے علم میں زیادتی کی دعا کرتی ہوں آخر ساری زندگی علم ہی تو حاصل کرنا ہے اس کی کوئی عمر تو نہیں ہوتی۔ خیر آپ بتائے کچھ چاہیے یا اپنی بہن سے باتیں کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔ " آخری جملہ علما نے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔

ہاں گڑیا بس ایک بات کرنی تھی آرام سے بیٹھو یہاں۔ " حمزہ نے اس کے گال " تھپتھپائے اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

دراصل میں تمہیں فاخر کے متعلق بتانے آیا تھا۔ " حمزہ نے اتنا کہ کر اس کے چہرے " کے اتار چڑھاؤ دیکھنے چاہے مگر وہاں ہمیشہ کی طرح بلا کا سکون اور اطمینان تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا، آگے کی بات سن کر وہ اندر سے دکھی ہوگی مگر ظاہر نہیں ہونے دے گی۔ وہ ایسی ہی تھی اپنوں کو پریشان نا کرنے والی۔

اس نے منگنی کی رنگ واپس کر دی ہے اور رشتہ توڑ دیا ہے۔۔۔ لیکن علما میری " ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا میں اس کا بلیم تمہیں کبھی نہیں کروں گا۔ اور تم بھی خود کو بلیم نہیں کرو گی۔ اسے بھول جاؤ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ " حمزہ نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ واقعی میں علما ایک بار پھر گلٹ میں ڈوب گئی تھی وہ رشتہ ٹوٹنے پر دکھی نہیں تھی بس اپنے بھائی کے لیے دکھی تھی کہی وہ ادا اس ناہو گیا ہو۔۔۔ وہ سماج کی نظروں کو جانتی تھی۔۔ ایک بار لڑکی کا رشتہ ٹوٹنے پر کیسے اسے شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے پھر کتنی ہی صفا یایاں دے دو، وہ مشکوک ہی رہتی ہے۔

علما حمزہ کی آنکھوں میں دیکھ ناسکی، نظریں جھکالی۔۔

حمزہ نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

علما تم اپنی فضول سوچوں کو جھٹک دو، لوگوں کی فکر نہیں کرو۔۔۔ لوگوں کا تو کام ہے " یہ سب۔۔۔ تمہیں تو یہ سوچنا چاہیے کہ تم اپنے بھائی اور گھر والوں کی نظروں میں "پہلے بھی پار سا تھی اب بھی ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ تو اس گلٹ سے باہر آ جاؤ۔

علما نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ کیسے اس کی سوچیں پڑھ لیتا ہے۔ حمزہ کی باتیں سن کر اس کی بے چین سی روح پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔۔

روؤ نہیں گڑیا بھول جاؤ سب۔۔۔۔ "حمزہ نے اس گلے لگا لیا۔ وہ اپنی بہن کو کبھی " دکھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔۔۔

* * * * *

تو پھر اتنی بے چین کیوں ہے آپ؟۔۔ "انہوں نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔"

سوری میڈم اب ایسا نہیں ہوگا۔ "علما نظریں جھکاتی ہوں بولی اس کا ذہن البتہ" دوسری جانب ہی تھا۔ علما سے خفگی سے دیکھتی ہوں پیپر کی جانب متوجہ ہوں۔ عشال دوبارہ بیٹھ گئی۔ آج ان کے گھر علما کی فیملی نے آنا تھا نانا ابو سے ملنے۔۔۔ اور عشال کو اسی بات کا تجسس تھا کہ نانا ابو کاری ایکشن کیا ہوگا۔ بس اس لیے وہ اتنی بے صبری ہو رہی تھی۔ علما سے زیادہ تو اسے فکر تھی۔ کسی طرح وہ وقت بھی بیت گیا۔ اور وہ دونوں امتحان گاہ سے باہر آئے۔

عشال! اللہ کسی کو اتنا بے صبرا بھی نابنائے مجھے بھی اتنا تجسس نہیں، جتنا تمہیں ہو" رہا۔ "علما اپنا نقاب ٹھیک کرتی ہوں بولی۔ سامان عشال کو پکڑا یا ہوا تھا۔ اچانک عشال کے ہاتھ میں موجود علما کا فون بجنے لگا۔ عشال نے باتیں کرتے ہوئے بغیر دیکھے کال پک کر لی۔

جی؟؟؟" بغیر سلام دعا کے وہ پوچھ بیٹھی۔ حمزہ جو علما سے سلام کی توقع کر رہا تھا، کیونکہ وہی پہلے سلام کیا کرتی تھی۔ وہ سمجھ گیا ہونا ہو یہ ضرور عشال ہی ہے۔

فارغ ہی رہے گی ہمیشہ۔۔۔ ہونہ۔۔۔۔۔ "حمزہ نے دل میں سوچا۔"

السلام علیکم۔۔۔۔۔ "اور اس بار حمزہ نے خود سے سلام کیا۔ (بہن کی تربیت کا سوال تھا"

(نا)

و علیکم السلام۔۔۔۔۔ اوہ آپ۔۔۔۔۔ "عشال نے ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے کہا اور"
 موبائل پر نام دیکھا۔ علما سے اشارے سے پوچھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ نقاب کو اچھے
 طریقے سے باندھ رہی تھی۔

جی۔۔۔ میں آپ کی طرح فارغ نہیں جلدی سنے۔۔۔۔۔ "حمزہ نے اکتائے ہوئے"
 انداز میں کہا اور اس کے سننے بنا آگے کہنا شروع کیا۔

عبدالہادی کو میں نے کہ دیا ہے وہی تم دونوں کو ریسو کرے گا مجھے کام ہے اور ممابابا"
 تمہارے گھر ہی گلے ہیں۔۔۔۔۔ علما کو بھی وہی لے جاؤ۔۔۔ "حمزہ اتنا کہ کر خاموش ہو
 گیا۔

جی آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔۔۔ اور کچھ۔۔۔ "عشال نے جلے بھنے انداز میں کہا۔ علما"
 نے اسے گھورا اور موبائل اس کے ہاتھوں سے لے لیا مبادا وہی لڑنے نا لگ جائے۔

ہاں بھائی آپ بے فکر رہے میں آرام سے چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔ اوکے آپ بھی"
 آجاں یہ گا فوراً۔۔۔۔۔ دیری نہیں کرنی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اپنا خیال رکھے۔ "اتنا

"ہیلو!!! ہینڈ سم گائے۔۔۔۔۔"

یہاں کھڑی رہوں اور تماشا دیکھوں، اگر اس چڑیل نے میرے بھائی پر ڈورے"

ڈالنے کی کوشش کی ناتویہ صحیح سلامت گھر نہیں جائے گی۔ ایسے چہرہ بگاڑ دوں گی اس
"کا۔۔۔۔"

بس بس عشال دیکھو تو صحیح پہلے کون ہے کیا ہے۔۔۔۔۔" علما نے اسے ٹوکا تو وہ وہی "
چپ چاپ کھڑی دیکھتی رہ گئی۔

ہادی کیسے ہو سویٹ ہارٹ۔۔۔۔۔" اس لڑکی نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "
آپ کون؟" عبد الہادی نے بڑی ہی مہارت سے اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ "
نکالے اور دور ہوا اور ایسے ظاہر کیا جیسے جانتا ہی نہیں۔۔۔۔۔

واٹ؟؟؟ میں علینا لیکن تم مجھے عینی بلا لو میں پہلے بھی کہتی اور اب بھی کہتی "
ہوں۔۔۔۔۔ تم مجھے نہیں بھول سکتے۔۔۔۔۔" عینی نے ہاتھوں کو نچا کر کہا۔ شولڈر
کٹ ہیں، میک اپ سے لبریز چہرہ ریڈ کلر کاٹاپ اور جینز اس پر ریڈ لپسٹک۔۔۔۔۔ کچھ
نکچڑی سی۔۔۔۔۔ چہرے سے ہی ظاہر ہوتا تھا۔۔۔۔۔ اور کچھ پاگل اور بے وقوف سی یہ
عبد الہادی اور اس کے دوستوں کا کہنا تھا۔

اوہ اچھا۔۔۔۔۔" عبد الہادی نے صرف اتنا کہا اور اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے لگا۔ وہ "

ہادی انہیں چھوڑنا ہم کہی کافی پر چلتے ہیں۔۔۔۔۔ عینی نے عبد الہادی کا ہاتھ " پکڑتے ہوئے کہا۔ عشال اس کی اس حرکت پر آگ بگولہ ہو گئی اور علما نے پہلی دفعہ خواہش کی کہ عشال اس لڑکی سے لڑے۔۔۔ یہ تو اس نے کشمالہ کے لیے بھی نہیں

ہو کر ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی جبکہ عشال نے زبان دانتوں میں دبالی کیسے یہ بات نکال لی، مگر اگلے ہی لمحے فوراً پرانے والے روپ میں آگئی۔ علما نے اسے گھورتے ہوئے عبد الہادی کی جانب دیکھا اور عبد الہادی نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے فوراً اپنی نظریں اور رخ دونوں پھیر لی۔ اور لب دبائے مسکرا نے لگا۔

واٹ۔۔۔۔۔ تم تم اس نقاب والی سے شادی کرو گے؟ میں اس سے کلئی گنا بہتر " ہوں۔۔۔۔۔ یہ تو میرے پیروں کی دھول بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ "عینا نے حقارت سے کہا۔ وہ علما کی ہلکی نیلی آنکھوں سے جیسے ہو رہی تھی ناجانے پورا چہرہ دیکھ لیتی تو کیا کرتی۔۔۔ علما تو سادگی میں آنکھوں میں بس جاتی تھی اسی لیے تو وہ خود کو ہمیشہ ایک خول میں بند رکھتی کہ یہ موتی اپنے ہمسفر کے لیے تھا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔ اگر تم اچھے الفاظ نہیں نکال سکتی تو خاموش رہو۔۔۔۔۔ " عبد الہادی نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروایا اس سے علما کی بے عزتی برداشت نہیں ہوں۔

اور تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔ آخر مجھ بے چارے نے کسی کا کیا بگاڑا " ہے۔۔۔۔۔۔۔ "عبد الہادی مظلوموں والی شکل بناتا کہنے لگا۔

یہ ہوں ہی نابات میرے شیر۔۔۔۔ "عشال نے عبد الہادی کو داد دی۔"

تم تو غصہ ہو گئے بے بی مگر۔۔۔۔۔ "عینا نے لہجے کو میٹھا بناتے ہوئے کہا اور جملہ"

ادھورا چھوڑ دیا اور عبد الہادی کو ساں سیڈ پر کرتے ہوئے کار کے کھلے ہوئے شیشے سے

ہاتھ اندر ڈالے اور ڈراں یونگ سیٹ پر پڑا عبد الہادی کا وز ٹینگ کار ڈاٹھا لیا جو شاید

عبد الہادی کے ہاتھ سے وہی رہ گیا تھا۔ اس نے کارڈ عبد الہادی کی آنکھوں کے سامنے

لہرایا۔

اوہ اب تو ملاقات ہوتی رہے گی، فکر نا کرو بہت جلد تمہارے گھر بھی آؤ گی اب"

تو۔۔۔۔ "عینا نے مزے سے کہا۔

اف مر گئے اب تو۔۔۔۔۔ جلد سے جلد نمبر بد لنا پڑے گا، میرا بس چلے تو گھر بھی بدل"

لوں۔۔۔۔۔ "عبد الہادی نے دل ہی دل میں کہا اور عینا کو جلانے کے لیے علما کا

ہاتھ پکڑ لیا۔۔

چلو چلتے ہے ہمارے گھر، ٹھیک ہے۔ او کے عینا بائے۔۔۔۔۔ "اور ایک پیار بھری"

مسکراہٹ سے علما کی جانب دیکھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گیا کیونکہ عینی

اپنی جگہ جل جل کر خاک ہوئی تھی۔ اور علما سے تو جیسے کرنٹ لگ گیا تھا۔ لیکن پتہ

نہیں اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ اپنا ہاتھ چھڑا سکے۔۔۔۔۔ عشال نے بھی ابرو اچکا کے عبد الہادی کی جانب دیکھا۔ عینا جلتی بھنتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔ اس کے جاتے ہی عبد الہادی نے علما کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

سوری۔۔۔۔۔ آپ سے معذرت۔۔۔۔۔ لیکن یہ عینا کو بھگانے کے لیے ضروری" تھا۔ عشال کے جھوٹ کا پاس بھی تو رکھنا تھا۔ "عبد الہادی نے لب دباتی ہوئے مسکراہٹ روکنی چاہی اور رخ موڑ کر ڈراں یونگ سیٹ سنبھال لی۔ علما سرگوشی میں عشال کو ڈانٹتے ہوئے اس کے ساتھ پیچھے کی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ ہاتھ پر ابھی تک اس کے احساس کی حدت تھی۔

عبد الہادی نے ایک نظر اسے دیکھا پھر ڈراں یونگ پر توجہ مرکوز کر دی۔ گھر پہنچنے پر عشال جلدی سے اتری۔۔۔۔۔

جلدی جلدی چلو اندر۔۔۔۔۔ پتہ نہیں نانا ابوکاری ایکشن۔۔۔۔۔ اف تم دونوں آ جاؤ میں" چلی۔ "یہ کہتی عشال اندر چلی گئی علما بھی نکل کر اندر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ مگر عبد الہادی کی سرگوشی نما آواز اسے اتنی دور سے بھی سنائی دی تھی۔

دراز قامت، گلاب چہرہ۔۔۔۔۔

خمار آنکھیں اجال رکھنا

تیری اداؤں پہ مرنا جائے

خدا کی بندی، خیال رکھنا۔۔

علما کی سکت نہیں تھی کہ وہ وہاں ٹھہر سکے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

اور عبدالہادی کتنی ہی دیر وہی کھڑا اپنے عمل کو سوچتا رہا۔۔۔

بابا۔۔۔۔۔ آپ آپ کیسے ہے پلیز مجھے معاف کر دیں میں نے غلطی کی تھی لیکن "

آج تک سزا بھگت رہی ہوں آپ سے دوری کی۔۔۔ پلیز اپنی بیٹی کو معاف

کر دے۔۔۔ اس افیت کو ختم کر دیں۔۔۔۔۔ "عشال اور علما آہستہ آہستہ ہال میں

داخل ہوئی جہاں سب کھڑے تھے عبدالہادی بھی پیچھے سے آگیا تھا۔ عدیلہ بیگم اور

اشفاق صاحب ایک ساتھ کھڑے پریشانی سے فاطمہ بیگم کی جانب دیکھ رہے تھے جو

اپنے بابا سے معافی مانگ رہی تھی۔ اور اسماعیل صاحب بھی پاس ہی کھڑے تھے۔ احمد

رضا صاحب عشال کے نانا کی ساتھ تھے۔ فاطمہ بیگم بابا کا ہاتھ پکڑ کر ان سے معافی

مانگ رہی تھی جن کی آنکھوں میں اتنے سالوں بعد اپنی بیٹی کو دیکھ کر حیرانی ہوئی تھی ساتھ ہی ساتھ ماضی کا دکھ اور ٹوٹا ہوا مان بھی تھا۔ فاطمہ بیگم ان کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکی۔

تب ہی حمزہ بھی داخل ہو گیا۔ ان چاروں کے ایک کے بعد ایک داخل ہونے پر سب نے ان کی جانب دیکھا۔ علمائے عشال کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔ ظہیر صاحب علما اور حمزہ کو دیکھ رہے تھے کہ یہ یہاں کیوں ہے ان کی مطابق یہ عدیلہ کی سہیلی کے بچے تھے۔ اچانک ہال کی خاموشی کو علما کی آواز نے توڑ دیا۔

نانا ابو۔۔۔۔۔ "اس نے بھرائی ہوئی مگر دھیمی آواز میں کہا۔ اور آہستہ آہستہ "چلتی ہوئی۔ ان کے پاس آئی جن کے چہرے پر سختی تھی مگر علما کے پکارنے پر وہ تھوڑا حیران ہوئے۔

مما کو بخش دے ان کی طرف سے میں بھی معافی مانگتی ہوں، وہ شرمندہ ہے اپنی عمل "پر۔۔۔ مگر جو ہو چکا سو ہو چکا اب حالات اور وقت بدل چکے ہیں نا، تو آپ بھی انہیں معاف کر دے پلیز " وہ کہتی ہوئی فاطمہ بیگم کو کندھوں سے تھام چکی تھی۔ یہ ان کی نواسی تھی۔۔۔ اتنی سمجھدار سلجھی ہوئی، نرم سی۔۔۔۔۔ وہ یہی چاہتے تھے کتنے

خواب دیکھے تھے انہوں نے اپنی بیٹیوں کے حوالے سے اور ان کے دور ہوتے ہوئے بھی ان کی بیٹی نے اپنے بچوں کی تربیت اس طرح سے کی تھی۔ پھر وہ اس پر اللہ کا شکر کیوں نادا کرتے اور اب اتنے سالوں بعد بیٹی سامنے تھی تو وہ خود کو کیسے روک سکتے تھے۔ وہ اس کی جانب بڑھے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے علما کے سر پر ہاتھ رکھا۔ کیا کچھ نہیں تھا ان کے ہاتھوں میں اپنوں کا احساس شفقت، محبت۔۔۔۔۔۔ علما نے بھیگی پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا ان کی آنکھوں میں بھی وہی پیار محبت تھا۔۔۔۔۔۔ ماما کی آنکھیں بھی انہی پر گئی تھی۔

ہاں نانا ابو کیا معافی مل سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔ "اب کی بار حمزہ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر ظہیر" صاحب کے پاس لے آیا۔ وہ کچھ دیر ان دونوں کو دیکھتے رہے پھر آگے بڑھ کر فاطمہ بیگم کو گلے لگا لیا۔

ہاں میری بچی بس میں تم سے خفا تھا، کیسے میں اپنی بیٹی سے دور رہ سکتا ہوں۔ ہر پل "تمہاری اچھی زندگی کے لیے دعا کرتا تھا ایسا لمحہ نہیں تھا جب میں نے تمہارے لیے دعا کی ہو۔۔۔۔۔۔ اور دیکھو اللہ نے میرے سن لی تم میرے سامنے ہو اور ماشاء اللہ سے تمہارے بچے بھی اتنے پیارے ہے بہت اچھی تربیت کی ہے۔۔۔۔۔۔ بس مجھے اور کیا چاہیے

تھانچے۔۔۔۔۔ بس تم لوگوں کی خوشیاں عزیز تھی۔ کیوں احمد صحیح کہہ رہے نا
ہم۔۔۔۔۔ "انہوں نے حمزہ کے سر پر بھی ہاتھ پھیرا اور اپنے جگری یار کی جانب متوجہ
ہوئے۔ وہ بھی ذرا جذباتی ہو گئے تھے۔

ہاں بالکل۔۔۔۔۔ اب سب ٹھیک ہو گیا سب ساتھ ہے مکمل فیملی۔۔۔۔۔ کتنا اچھا لگ رہا"
ہے۔۔۔۔۔ جاؤ بیٹی اب پکوڑے بھی بنالو جیسے پہلے بنا کے لاتی تھے میرے آنے
پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اچانک وہ موڈ میں آگئے تاکہ سب کا موڈ فریش ہو جائے۔۔۔۔۔

ہم تو کسی کھاتے میں ہی نہیں چلو عبد الہادی ہمارا یہاں کوئی کام ہی نہیں۔۔۔۔۔"
عشال نے نزاکت سے کہتے ہوئے عبد الہادی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے نانا اور دادا کے پاس
سے گزرنے لگی۔ سب ہنس دیے عدیلہ اور فاطمہ بیگم کچن کی جانب بڑھ گئی ان کے
چہروں پر دنیا جہان کی رونق تھی سب کچھ تو دے دیا تھا انہیں اللہ نے اب شکر ادا کرنا
تھا۔

ارے بچوں ہم تمہیں کیسے بھول سکتے ہیں اگر بھول بھی گئے تو تم خود ہی یاد دلادو"
گے۔۔۔۔۔ جیسے ابھی یاد دلایا۔۔۔۔۔ "دونوں نے عشال اور عبد الہادی کو دعا مانگیں
دی۔۔۔۔۔

ہاں اب زیادہ مسکے نامارے میں نے کوئی کام نہیں کرنا آپ کا۔۔۔۔۔ "عشال نے"
شرارت سے کہا۔

ڈرامہ کوئٹہ۔۔۔۔۔ "حمزہ انتہائی دھیمی آواز میں بڑبڑایا۔ مگر براہو عشال کا اس نے"
سن لیا۔

اے تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔۔۔۔ "عشال نے اپنا رخ سیدھا اس کی جانب کیا۔"
عبدالہادی صحیح کہتا ہے، جنگلی بلی ہو پوری کہ پوری۔۔۔۔۔ بلی کے کان بھی ایسے ہی"
ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ "حمزہ نے انتہائی دھیمی سرگوشی نما آواز میں کہا عشال بمشکل سن
پائی تھی۔

"چلو اب لڑو نہیں عشال میں بہت تھک گئی ہوں، فریش ہو لے ذرا سا۔"
ہاں بھئی۔۔۔۔۔ جاؤ کچھ دیر آرام کرو پھر شام کو ساتھ بیٹھے گے۔ "پھر وہ سب اپنے"
اپنے کمروں کی جانب چلے گئے۔۔۔۔۔ شام میں بھی لان میں کافی چہل پہل رہی، گھر میں
جیسے رونق سی لگ گئی تھی، وہی عبدالہادی عشال کی نوک جھونک۔۔۔۔۔ اس
..... رات ہر کوئی چین اور سکون کی نیند سوئے گا

رات کی پر سکون ہواں میں چاروں جانب بکھری ہوئی تھی ایسے میں دو لوگ اپنی اپنی سوچوں میں گم اک:ئی دنیا میں پہنچے ہوئے تھے۔ علما بالکونی میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ دوپٹہ نماز کی اسٹاں کل میں بندھا تھا اور آدھا کھلا ہوا تھا شاید تلاوت کے بعد وہ یہی آگلی تھی۔ آنکھیں ایک ٹک آسمان کی چادر پر سجے چاند کے گرد بنے ہالے پر مرکوز تھی۔ اچانک اس نے اپنی نظروں کا رخ اپنے ہاتھ کی جانب کیا۔ اب بھی اسے اس کا لمس دکھتا محسوس ہوا۔ اگلے ہی پل اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا۔

اللہ میں یہ کیا کر رہی، یا اللہ رحم کر مجھ پر۔۔۔۔۔ وہ نامحرم ہے میرے لیے میں کیسے " اس کے بارے میں سوچ سکتی ہوں۔ تو مجھے بخش دے اللہ۔۔۔ اس نے مجھے چھوا تھا۔ بہت بڑا گناہ تھا یہ لیکن ہم نے جان کر نہیں کیا۔۔۔۔۔ اللہ جی مجھے معاف کر دے۔

آپ مجھے کبھی بھٹکنے نادے۔۔۔۔۔ "وہ آسمان کی جانب دیکھتی اللہ سے بخشش طلب کر رہی تھی۔

لیکن لیکن۔۔۔۔۔ میں کیا کروں اللہ پاک۔۔۔۔۔ "اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرا"

بس بس علما کیا سوچے جا رہی ہو۔۔۔۔۔ غلط ہے یہ۔۔ انتہائی غلط حرکت ہے تم بھٹک " نہیں سکتی تم اپنی خوشی کے لیے اپنے اللہ کو ناراض نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ " علما کے اندر ایک جنگ سی چھڑی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنی

نگاہیں آسمان کی جانب موڑ لی۔

اے اللہ میں ان راہوں کی مسافر بن چکی ہوں، میں جانتی ہوں اس کی منزل یا تو "میرے لیے فالِ ندہ مند ہے یا نقصان دہ، بے شک اس کا علم آپ کے پاس ہے، آپ غیب کا علم رکھنے والے ہے، پس آپ میرے حق میں بہتر فیصلہ کر دے۔ آمین ثم آمین۔" وہ اپنا فیصلہ اللہ کو سونپ کر پر سکون ہو گئی تھی۔

دوسری جانب دیکھے تو یہاں محترم عبد الہادی صاحب بھی بے چین سے بیٹھے۔ کچھ شرمندہ سے، کچھ بیٹھے جذبوں سے چور۔۔۔۔۔ وہ روم کی کھڑکی پر بیٹھا تھا جو باہر کی جانب کھلتی تھی، وہاں سے آس پاس کا نظارہ بخوبی کیا جاسکتا تھا۔ ہر طرف ویرانی چھائی تھی۔ عبد الہادی کی سوچیں بھی ایسی ہی ویران راہوں پر بھٹک رہی تھی۔

آج جو حرکت اس نے کی تھی یقینی تھا کہ علما اور عشاق دونوں نے بھی اس کی خبر لے لی تھی مگر وہ بے اختیار عمل تھا اور اس نے اپنے رب سے معافی بھی مانگ لی تھی۔ مگر بے چینی تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی،

اور وہ شاعری کہنے کی بھی کیا تک بنتی تھی، علما کیا سوچے گی میرے بارے "میں۔"

عبد الہادی اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

میرے اختیار میں تھا بھی نہیں۔ "اس نے اپنے کندھے اچکائے، خود سے ہی دلیلیں"
دیتا وہ خود سے ہی الجھتا جا رہا تھا۔

لیکن جو بھی ہے یہ غلط ہے۔۔۔ مگر میں نے اللہ جی سے معافی مانگ لی تھی، ہاں مگر "
حقوق العباد بھی تو نبھانے ہے۔" جب تک بندوں سے معافی نامانگ لو اللہ معاف کیسے
کریں گا۔

وہ اچھل کر کھڑکی سے اتر اور موبائل آن کیا۔ اور علما کا نمبر ملا یا جو اس نے ایمر جنسی
میں سیو کیا تھا۔

دس بجے کا وقت تھا اور علما بھی بالکونی سے روم میں آئی تھی۔

اس وقت ہونا ہو عشال کی کال ہوگی۔ اسے چین نہیں۔ "علمائے مسکراتے ہوئے کہا"
اور اسکرین کو دیکھا اور وہی دیکھتی رہ گئی۔

عبدالہادی!! اور اس وقت۔۔۔ "اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ اب وہ کیا"
کریں۔

وہ بلا وجہ تو کال نہیں کریں گا سب ٹھیک تو ہے نا وہاں۔۔۔ کیا پتہ کال اٹھا ہی لیتی "

ہوں۔" اس نے خود کو کمپوز کیا اور کال پک کی۔ اور اپنی عادت کی مطابق سلام کیا۔
 السلام علیکم۔۔۔۔۔" عبد الہادی جو خود بھی سلام کرنے والا تھا، سلام کا جواب دیا،"
 علما کی دھیمی مگر نرم آواز نے اس کے کانوں میں رس گھول دیا تھا۔ لیکن عبد الہادی نے
 ضبط کیا تھا وہ کچھ الٹی سیدھی بات کر کے کوئی گناہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اللہ نے اسے اتنا
 ضبط اور سمجھ تو بخشی تھی کہ وہ حرام اور حلال رشتے میں فرق کر سکے۔

جی؟" علما نے ان کے درمیان کی خاموشی کو توڑا۔"

وہ میں نے معافی مانگنی تھی آپ سے، آج جو میں نے حرکت کی تھی واقعی میں بہت"
 غلط حرکت کی میں معذرت چاہتا ہوں۔" علما دم سادھے اسے سن رہی تھی۔ لیکن اس
 کی بات سن کر علما کے دل میں سکون سا اترتا تھا یعنی وہ شرمندہ تھا اپنے عمل پر، اس کا
 ایمان مضبوط تھا وہ فاخر کی طرح بہک جانے والا مرد نہیں تھا۔۔۔

ج۔۔۔ جی ٹھیک ہے۔" علما اس کے سامنے بول نہیں پاتی تھی، پتہ نہیں کیوں ایک "
 جھجک سی تھی۔۔۔۔۔ لیکن عبد الہادی کو وہ دل سے معاف کر چکی تھی۔ عبد الہادی
 جس کی سانسیں اٹکی ہوئی تھی کہ اس کاری ایکشن کا ہوگا، وہ بھی پر سکون ہو گیا۔

"جی جی رکھ دے، بہت شکریہ۔۔۔۔"

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔"نانا بوجو جوس کاسپ لے رہے تھے سلام کا جواب دیا اور "سارے افراد اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ عشال نے نگاہوں سے ہی عبد الہادی کو پوچھ

ڈالا کہ یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ مگر عبد الہادی نے لا تعلقی ظاہر کی۔

پیٹا آپ کون۔۔۔۔۔ "اس بار سوال داداجان نے کیا تھا۔ عینی ابھی بھی فیشن ایبل" کپڑوں میں تھی مگر کل کی بہ نسبت آج بہتر کپڑوں میں تھی۔

کیا میں اندر آ جاؤں؟۔۔۔۔۔ "اس نے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے انتہائی مہذب" طریقے سے اجازت چاہی۔۔۔۔۔ عبد الہادی اور عشال تو منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ عشال نے اپنا پاؤں بائیں جانب بیٹھے عبد الہادی کے پیر پر مارا۔

یہ کیا ہے عبد الہادی ایک رات میں ایسا کیا ہو گیا کہ میڈم کے تیور ہی بدل گئے۔ "عشال نے سرگوشی نما انداز میں کہا۔

ہاں پیٹا ضرور آؤ۔۔۔۔۔ "داداجان نے مسکرا کر اسے اجازت دی۔ عینی چلتی ہوئی میز کے قریب آئی۔ تمام افراد ناشتہ چھوڑ کر اسی کی جانب متوجہ تھے۔

میرا نام عینی ہے اور میں اس شہر میں نہی آئی ہوں، اور اس شہر میں میں "صرف عبد الہادی کو جانتی ہوں، اس نے میری کافی مدد کی تھی پہلے اس لیے اب میں چاہتی ہوں کہ عبد الہادی مجھے پورا شہر گھمائے، اب یہاں رہنا ہے تو معلومات بھی ہونی

چاہیے نا۔۔۔۔۔" عینی نے یہ کہہ کر مسکراتی ہوئی نگاہ سب پر ڈالی۔ اور عبد الہادی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ کب اس شہر میں نہی آئی ہے اور ایسا کونسا نیک کام عبد الہادی نے کیا ہے جو اسے ہی یاد نہیں۔

ہاں بیٹا عبد الہادی بے چاری کی مدد کر دو۔۔۔۔۔" اس بار نانا ابو نے کہا۔ عشال کو " سخت کوفت ہوئی اسے لگ رہا تھا عینی بہانے کر رہی ہے۔

عبد الہادی مجھے پیپر کے لیے دیر ہو رہی ہے چلو نا چلتے ہیں۔ عینی سوری تم غلطیوں پر " آگئی۔ "عشال نے اسے بھگانا چاہا خود فوراً اٹھی وہ ریڈی ہی تھی بس نقاب لگانا تھا۔ ساتھ عبد الہادی کو بھی اٹھایا۔

ہاں ہاں چلو نا سوری عینی۔۔۔۔۔" عبد الہادی نے بھی صورتحال سے جان چھڑانی " چاہی مگر عشال اور عبد الہادی دونوں نے بھی دادا جان اور نانا ابو کی تیز نظروں کو نہیں دیکھا جو عینی سے اس طرح کے سلوک پر غضب ناک ہو رہے تھے۔ آخر عینی کے بارے میں جانتے جو نہیں تھے۔

عبد الہادی وہ بے چاری تمہارے لیے آئی ہے اور تم ایسا رویہ رکھے ہوئے " ہو۔۔۔۔۔" نانا ابو نے دھیمی لہجے میں عبد الہادی کو ڈانٹا۔ عبد الہادی بس بے زاری

سے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا۔ دونوں بزرگوں کو ان کے رویہ پر حیرت ہو رہی تھی جبکہ عینی تو ایسی معصوم بنی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

داداجان صحیح ہے انہیں پیپر کے لیے دیر ہو رہی ہوگی میں بھی ان کے ساتھ چلی جاتی " عبد الہادی اسے ڈراپ کر کے مجھے ساتھ لے جائے گا کہی۔ " عینی نے مشورہ دیا۔ اور ایسے ادب سے کہ رہی تھی گویا زندگی میں کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ عشاں سمجھ گئی وہ داداجان اور نانا جان کو اپنے فیور میں کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ آسانی سے عبد الہادی کے گھر آ سکے اس نے کل کہا بھی تو تھا۔ اور اتنی جلدی اس نے داداجان کہنا شروع کیا۔ عشاں کو بہت غصہ آیا۔

ہا بیٹی یہ ٹھیک ہے سنبھل کر جاؤ سب۔ " داداجان نے کہا اور عبد الہادی کہ آنکھوں " ہی آنکھوں میں تنبیہ کی۔

سب نے مسکراتے ہوئے انہیں الوداع کیا اور وہ کار کی جانب بڑھے۔ عینی فرنٹ سیٹ کی جانب بڑھنے لگی تھی عبد الہادی کے ساتھ بیٹھنے کے لیے لیکن اس سے پہلے ہی عشاں دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور اس کے منہ پر زور سے دروازہ بند کیا۔ عینی بوکھلا کر پیچھے ہٹیں اور انہیں غصے سے گھورتی پیچھے بیٹھ گئی اور چہرے پر دل جلانے والی

مسکراہٹ تھی۔

سوری عینی مگر تمھاری جگہ کبھی یہاں نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ کسی عذاب کی طرح " ہماری زندگی میں داخل ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ " عشال نے طنز کرتے ہوئے عینی کہہا جبکہ عبد الہادی مکمل انور کیے چہرے پر بے زاری سجائے ڈراں یونگ میں مصروف تھا۔ کہ اب اس عینی کے ساتھ جانا پڑے گا ورنہ اس سے کچھ بعید نا تھی کہ دادا جان کو خبر کر دے۔ پھر سارا راستہ وہ خاموش ہی رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اب بتاؤ کیا کہنا ہے کب سے بے چین ہوں گی جارہی ہو پیپر بھی ڈھنگ کا لکھا کہ " نہیں کیا پتہ۔۔۔۔۔ " عشال جو یونی آنے کے ساتھ اس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر پیپر شروع ہو چکا تھا۔ اور اب وہ باہر نکلے تھے تو علما نے اس سے پوچھا۔

ہاں نابات ہی کچھ یوں ہے۔ وہ چڑیل ہے نا عینی اس نے اپنے کہے پر عمل کر دیا۔ اور " ہمت تو دیکھو گھر تک پہنچ گئی۔ اتنا ہی نہیں حرکتیں تو دیکھو اس چڑیل

کی۔۔۔۔۔۔۔ اتنی مہذب اور معصوم بن گئی دادا جان اور نانا ابو کو اپنے فیور میں کر لیا۔ ان کا کیا ہے بس اچھی عادتیں چاہیے، بس پھر کیا تھا اس کی وجہ سے دادا جان کے

افِ عِلما تم کر کیار ہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ "اس نے دل ہی دل میں خود کو ڈپٹا۔"

ویسے اگر تمہاری منگنی حاشر سے ناہوںی ہوتی تو میں کب کا عبدالہادی کے لیے " تمہیں چن لیا تھا، یہ تو میری دلی خواہش ہے۔۔ " عشال نے بلا جھجک کہہ دیا۔

میری منگنی۔۔۔۔۔ "علما چانک خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔ میرا رشتہ اب نہیں " رہا۔۔۔۔۔ "علما نے بغیر کسی تاثر کے سپاٹ لہجے میں کہا۔

کیا!!! مگر مگر۔۔۔۔۔ کیسے کب۔۔۔۔۔ "عشال پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ " پڑے۔۔۔۔۔

بس اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔۔۔ "نقاب سے جھلکتی ہلکی نیلی آنکھیں زمین کو گھورنے " میں مصروف تھی۔

خیر مگر تمہیں پتہ ہے مجھے بالکل دکھ نہیں ہوا غلطی بھی انہی کی ہوگی۔ بائے داوے " مجھے تو خوشی ہوئی۔ "عشال بتیسی دکھاتے ہوئے بولی، نقاب تو اس نے بھی لگایا تھا مگر علما کو اس کے انداز سے صاف لگ رہا تھا۔ علما نے اسے گھورا۔

دیکھو ہمیں کوئی لینے آیا نہیں۔ "علما نے بات بدلتے ہوئے تلاشتی نگاہوں سے " سڑک کی جانب دیکھا۔

عبدالہادی کی کار آتی دکھائی دی۔

چلو تم بھی آج میرے گھر رات کو چلی جانا پھر۔۔۔۔۔ "عشال نے بنا اس سے پوچھے"
اس کا ہاتھ پکڑ کر کار کی جانب چلنے لگی۔

ارے رکو تو صحیح، بھائی آنے والے ہے۔ "علما اس سے آہستگی سے ہاتھ چھڑانے"
لگی۔

آنے والے نہیں آگئے، رکو تم یہی۔۔۔۔۔ "وہ علما کو کار کی جانب کھڑی کر کے حمزہ"
کی کار کی جانب بڑھی۔ علما بھی اس کے پیچھے آئی عبدالہادی بس دونوں کو دیکھ رہا تھا
کہ یہ کر کیا رہی ہے۔

السلام علیکم، اہمممم اہمممم۔ "عشال نے سلام کر کے گلا کھنکرا۔ حمزہ نے اسے ایک نظر"
دیکھا اور پھر نگاہیں سامنے روڈ پر جمع دی۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ "انداز لیا دیا تھا۔"

ہو نہہ کھڑوس کہی کا۔۔۔۔۔ "عشال نے دل ہی دل میں کہا۔"

اب کچھ کہے گی؟ "اسے خاموش کھڑا دیکھ کر حمزہ نے کہا۔"

* * * * *

پیپر کیسا ہوا تم دونوں کا۔۔ "انہوں نے دونوں سے پوچھا جو سکون سے صوفے پر بیٹھ"

گلی۔

چلو اچھی بات ہے اللہ تم دونوں کو دنیا و آخرت کے ہر امتحان میں کامیاب " کریں۔۔۔ " انہوں نے دونوں کو دعا میں دی۔

چلو ہم فریش ہو کے آجائے، بھوک لگی ممانے ضرور شام کے لیے کچھ انتظام کر لیا۔
 ہو گا۔ "عشال اسے لے کر کمرے کی جانب بڑھی۔ وہ دونوں فریش ہو کر سیدھا لان
 میں آئی۔ عبد الہادی اور باقی سب وہی تھے۔ علما نے پیروں کو چھوتی سمپل سی بلیک
 کلر کی فراک پہنی ہوں تھی جبکہ دوپٹہ چہرے کے گرد ہمیشہ کی طرح لپٹا ہوا تھا۔ جبکہ
 عشال کا کندھوں پر تھا۔ وہ دونوں چلتی ہوں اور وہاں رکھی کر سیوں پر بیٹھ گئی۔
 عشال میں کچن میں دیکھ کے آتی ہوں تھوڑی خالہ کی ہیلپ کر لوں۔۔۔۔۔" علما
 اٹھتی ہوں بولی۔

اوہ تو ابھی سے عزت دی جا رہی ہے۔ "عمشال نے کہا۔ علمانے نا سمجھی سے اسے "

دیکھا۔ جبکہ عبد الہادی چو کنا ہو گیا۔

کیا مطلب۔۔۔ "عبد الہادی کی چھٹی حس بار بار کہ رہی تھی عشال کے دماغ میں " کچھ چل رہا ہے۔

کچھ نہیں بس۔۔۔۔۔۔ "عشال کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا کیونکہ اچانک سے عینی لان " میں اینٹر ہو گئی عشال تو منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جبکہ عبد الہادی کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔۔۔۔

Sorry for this

پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ایک لاں ن لکھ رہی پھر کہی بھٹک جاتی پھر تھوڑا لکھتی پھر۔۔۔۔۔۔ ایسے کر کر کے سارا دن موبائل ہاتھوں میں ہی تھا اب اگر آگے لکھنے بیٹھ جاتی تو لازمی تھا کہ موبائل چھن جاتا

سوری چھوٹی اپنی کے لیے ان شاء اللہ کل سے ایکٹیو ہونا ہے بس آپ لوگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے 😊

کچھ نہیں بس۔۔۔۔۔۔ "عشال کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا کیونکہ اچانک سے عینی لان "

میں اینٹر ہو گئی عشال تو منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جبکہ عبدالہادی کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر جگہ ٹپک جاتی ہے میسینی کہی کی۔۔۔۔۔۔۔۔ "عشال منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگی۔"

کیا ہوا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔ "دادا جان نے اس سے پوچھا جو عینی کو مسکرا کر دیکھنے کے بعد عشال کی دبی دبی سی آواز سن کر پوچھنے لگے۔"

نہیں میں کیوں کچھ کہنے لگی۔ آؤنا بیٹھوں۔۔۔۔۔۔۔۔ "عشال جل کر اسے بولتی ہوئی "خود اٹھ گئی اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔"

"کیسی ہو بیٹا، عبدالہادی اپنا کام ٹھیک سے کر تو رہا ہے نا۔"

جی دادا جان بالکل ٹھیک ہوں اور ہادی بھی بالکل اچھا ہے۔ میں ناپانی پی کر آتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ یہ کہتی اٹھ گئی۔"

"بیٹا کونسی لا کر دے دے گا بیٹھو تم ہماری مہمان ہو۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہاں میں لے کر آ جاتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ "علما جو خاموشی سے سب دیکھ رہی تھی اچانک "بول پڑی۔"

نہیں نہیں میں لے لوں۔۔۔" یہ کہ کروہ اٹھ گئی اور کچن ڈھونڈتے ہوئے " اندازے سے اس جانب چلی گئی۔

دادا جان آپ خوا مخواہ اسے فری کر رہے ہیں ایسے کسی اجنبی کو۔۔۔۔۔ کچن تک " جانے کی اجازت دے دی۔ "عبدالہادی نے شکوہ کیا۔

تمہیں کیا پریشانی ہے، اپنے اچھے اخلاق کی بچی ہے، مجھے نہیں لگتا تمہیں اس کی مدد " کرنے میں دلچسپی ہے، وہ بے چاری مدد مانگنے آئی ہے، تو کیا تم ایسے ہی اجنبی شہر میں چھوڑ دو گے اور اب تو آنے جانے کی کافی ضرورت ہوتی ہے۔ " اس بار نانا ابو نے کہا۔

نانا ابو آپ نے دیکھا نہیں وہ عشال اور علما کی طرح نہیں ہے وہ بس آپ کے " سامنے۔۔۔۔۔ "عبدالہادی نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

بیٹا وہ جیسی بھی ہو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں اس کے پیٹھ پیچھے اس کی " براں بیاں کرنا بند کرو۔ رہی بات وہ کیسی ہے، وہ اس کے اپنے اعمال ہے۔ ہمیں ایک کافر کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔ باقی تم خود سمجھ دار ہو۔۔۔۔۔ " انہوں نے صاف صاف بات کہتے ہوئے نرمی سے سمجھا بھی دیا۔

آپ کو حقیقت بھی تو نہیں پتہ یہ میرے پیچھے پڑی ہے " یہ بات عبدالہادی نے دل " ہی دل میں کہی۔ اور اوکے کہہ کر فون میں بزی ہو گیا اور علما حمزہ کی کال اٹینڈ کرنے چلی گئی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ "عشال نے رعب سے پوچھا وہ کچن سٹینڈ پر بیٹھی بوتل " سے پانی کی گھونٹ اپنے اندر اتار رہی تھی۔

اب تو آنا جانا لگا رہے گا اس لیے یہ سوال بے کار ہے۔۔۔۔۔ "وہ مسکراتی ہوئی بولی " اور اچھل کر اس کے بازو میں بیٹھ گئی۔

آہا پہلی بات میرے برابر آنے کی کوشش مت کرنا تم بری طرح ہار جاؤ گی، اینڈ " دوسری بات میرے گھر میں کھڑی ہو کر تم تو ایسے کہ رہی ہو جیسے یہ تمہاری خالہ کا گھر ہے۔ مائے فٹ۔۔۔۔۔ لیکن فکرنا کرو بہت جلد آؤٹ ہو جاؤ گی کیونکہ۔۔۔۔۔ جانے دو میں ابھی سے تمہارا دل خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔ "عشال نے اتنا کہا اور دل جلانے والی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتی وہاں سے جانے لگی۔ پھر اچانک رک گئی۔

ارے تم یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا کرو گی کہی غصے میں چیزیں ناپٹخ دو چلو چلو۔۔۔۔۔ " " عشال مزے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگی۔ عینی نے زور سے اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہا اس

کاغصے سے براہال تھا۔ وہ لان میں آئی تو عبد الہادی کو وہاں ناپا کر چلی گئی جبکہ عشال
علما کو ڈھونڈتی اسے مزے سے بتانے لگی۔

عشال اور عبد الہادی لوڈو کھیلنے میں مصروف تھے وہ دونوں اکثر ساتھ میں موبائل میں
لوڈو کھیل لیا کرتے تھے دادا جان اخبار کا مطالعہ کرنے میں غرق تھے، نانا ابو کمرے
میں آرام کر رہے تھے۔ اشفاق صاحب بھی کچھ کام سے آفس میں ہی تھے۔ عدیلہ بیگم
پلیٹ میں مونگ پھلیاں لے کر ان سب کی جانب آئی۔ انہیں دیکھتے ہی عبد الہادی
اور عشال اس جانب آئے اور ٹیبل کے پاس والے صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ
گئے۔ لیکن گیم کھلنا ہنوز جاری تھا۔

عشال دیکھو اسے مارنا ہے تم نے، یہ گیم جیتنا ہے ہم نے کیسے بھی کر کے۔۔۔" "
عبد الہادی مونگ پھلی منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

اب میں نے دونوں کے موبائل لے کر رکھ دینا ہے اپنے پاس، سارا دن لوڈو کھیلتے "
رہتے ہو۔۔۔ عشال تمہارے امتحانات شروع ہے نا ایک آخری پیپر دے لو کل پھر جو
کرنا ہے کرو۔۔۔ دوادھر وہ موبائل۔۔۔" عدیلہ بیگم اس کی جانب بڑھی۔

او کے میں رکھ رہی نا آپ نالے موبائل۔۔۔۔۔ "عشال نے گیم بند کی اور موبائل"
پچھے چھپا لیا، عبد الہادی لب دبائے ہنس دیا۔

ممالے لینا تھا آپ نے آپ کو پتہ ہے یہ نار۔۔۔۔۔ "اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا۔
عشال نے وہاں پر پڑا تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا تھا۔

آؤچھ۔۔۔۔۔ جنگلی بلی۔۔۔۔۔ "عبد الہادی ڈرامائی انداز میں چلایا۔"

مما دیکھے کیسے اپنے بھائی کو مار رہی ہے۔ "عبد الہادی نے دہاں بیاں دی۔"

بچوں چلو لڑنا بند کرو، یہ کھاؤ دیکھو تمہاری ماں نے کتنی لذیذ مونگ پھلیاں لا کر دی "
ہے کھاؤ۔۔۔۔۔ ارے ہاں عدیلہ۔۔۔۔۔ "اچانک یاد آنے پر انہوں نے عدیلہ بیگم کو پکارا۔
عدیلہ بیگم جو کچن کی جانب جارہی تھی ان کی پکار پر رک گئی۔ اور ان کی جانب مڑ
گئی۔

"جی؟"

میں نے اور ظہیر نے ایک فیصلہ لیا ہے۔۔۔۔۔ "انہوں انتہائی سنجیدگی سے کہا۔ ان کی "
بات پر عدیلہ بیگم پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہو گئی جبکہ عشال اور عبد الہادی جو

دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ تھے، دونوں کے کان کھڑے ہو گئے۔

ہاں بیٹی ہم نے ایک بات کرنی ہے۔ "کمرے سے نانا ابو بھی نکل آئے اور دادا جان کی "ہاں میں ہاں ملائی۔ اب تو عشال اور عبدالہادی نے موبائل ایک ساں یڈ پر رکھا ضرور کوئی سیریں بس میٹر تھا۔۔۔

جی کہے نابا جان۔۔۔ "عدیلہ بیگم نے دونوں کو گھوری سے نوازا جو اچھل کر قریب آ رہے تھے۔

اور تم دونوں ایسے غور سے تو کبھی میری بات نہیں سنتے ہو۔۔۔ اب بڑوں کی باتوں "میں کان دھرنے لگے ہو جاؤ اپنے اپنے کمروں میں۔۔۔۔۔" عدیلہ بیگم نے دونوں کو گھر کا۔

مگر۔۔۔۔۔ "عشال کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ عدیلہ بیگم نے اسے غصے سے گھورا۔

"جاؤ فوراً سے ہمیں بات کرنے دو۔۔۔۔۔"

ابھی زیادہ بات نہیں کرنی ہے بس کل کسی طرح فاطمہ اور اس کے شوہر کو بھی بلا لو "۔۔۔۔۔" نانا ابو نے کہا۔

* * * * *

371

عینی اپنے گھر سے اچھا خاصا تیار ہو کر نکلی تھی روک ٹوک کرنے والا کوئی نہ تھا کیونکہ وہ کسی کی سنتی ہی نہیں تھی۔ ماں باپ کہہ کہہ کے تھک چکے تھے۔۔۔

وہ چلتی ہوئی اپنی کار کے پاس آئی اور پیچھے بیٹھ گئی، ایک عدد ڈرائیور موجود تھا، اکلوتی جو تھی۔

آج تو میں نے ہادی کو ان دونوں کے پاس جانے ہی نہیں دینا، آخری پیپر ہے نا ان " دونوں کا، ایک وہ اس کی لڑا کو بہن اور دوسری وہ چڑیلِ علما، کیسے ہادی کے گھر میں رعب سے اترتی ہے سیڑھیوں سے جی چاہتا ہے انہی سیڑھیوں سے دھکادے دوں اسے۔۔۔۔۔ " عینی دانت کچکچاتی ہوئی بولی۔

تھوڑی سزا تو عشال کو ملنی ہی چاہیے بہت پریشان کرتی ہے نا مجھے اب اپنی ہی " پریشانیوں میں الجھے گی، اپنے کریں کی فکر کرو لڑکی اب۔ " ایک مکاری مسکراہٹ اس کے چہرے پر عیاں ہو گئی۔ وہ ایسی ہی تھی تھوڑی پاگل سی، اٹینشن سیکر۔۔۔۔۔ اسے اگر کبھی اپنے پیرنٹس سے توجہ نہ ملتی تو وہ پاگل ہو جاتی، اور خود کو روم میں لاک کر دیتی اور اب وہ عبد الہادی کی توجہ چاہتی تھی۔ اس نے موبائل فون میں وقت دیکھا۔

اب تک تو کچھ ناپکچھ ہو ہی گیا ہو گا۔ "وہ مسکراتی ہوئی عبدالہادی کو کال ملانے لگی " تاکہ اسے ان دونوں کے پاس جانے ہی نادے۔۔۔۔۔

امتحان گاہ میں گہری خاموشی تھی، اتنی گہری کہ سوںی گرنے کی بھی آواز آجائے۔ تمام سٹوڈنٹس انہماک سے پیپر لکھنے میں مشغول تھے۔ ایسے میں اچانک عشال کو لگا کہ اس کے پیروں کے قریب کوئی چیز آئی ہے اس نے جھانک کر دیکھا تو ایک مڑا تڑا کاغذ وہاں گرا تھا اس نے یہاں وہاں دیکھا شاید کسی اور نے یہاں پھینکا ہو۔ اس نے پھر حیرانگی سے دیکھا لیکن اٹھانے کی غلطی نہیں کی وہ پہلے ہی ان چیزوں سے ڈرتی تھی۔ اس نے پیروں سے ہلکا سا پیش کر کے اسے پیچھے کیا اور دوبارہ پیپر لکھنے میں مصروف ہو گئی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایگزامنز اس کے بیچ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اچانک اس کے پیپر پر ہاتھ رکھ دیا گویا اسے روک رہی ہو۔ اس نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

مس عشال کھڑی ہو جائے۔ "عشال آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگی دل میں ڈر پیدا " ہو گیا۔

ج۔۔۔ جی مگر کیوں۔۔۔۔۔ "عشال کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "

یہ کیا ہے۔۔۔۔۔" انہوں نے جھک کر وہ چیٹ اٹھائی جو عشال نے کچھ دیر پہلے پیر سے پیچھے کی تھی۔

نہیں یہ میرا نہیں ہے سچ میں مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔" عشال خوف زدہ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

یہ تمہارے بیٹے کے نیچے تھا اور تم ہی اسے دیکھ رہی تھی کب سے اور میں نے دیکھا " ہے تم نے اسے پیر سے پیچھے کیا تاکہ الزام کسی اور پر آئے۔ "عشال ہکا بکا سی انہیں دیکھنے لگی، علما بھی پریشان ہو گئی۔

دیکھے آپ نے جو دیکھا وہ سچ نہیں تھا دراصل۔۔۔۔۔" مگر عشال کی بات کاٹ دی " گئی تھی۔

مجھے کچھ نہیں سننا ایک تو چیٹنگ کی ہے اوپر سے مجھ سے بحث تم چلو میرے ساتھ " پر نسیل کے آفس۔۔۔۔۔" عشال کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنس گیا وہ انہیں کیسے بتائے آخر۔۔۔۔۔ اس نے کچھ نہیں کیا تھا، وہ کتنی بھی بولڈ سہی مگر سچویشن ایسی تھی کہ اسے رونا آگیا آخر اس کے کریں ر کا سوال تھا۔ اس کی آنکھیں ضبط کے باوجود چھلک پڑی۔

پلیز ایسے نہیں کریں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ "عشال صفاں ییاں دینے لگی مگر"
 کوئی سننے والا نہیں تھا کتنی بے بس تھی وہ اس وقت۔ علما بھی بے بسی سے اسے دیکھ
 رہی تھی، دل ہی دل میں دعاں میں کر رہی تھی کہ کوئی مدد آجائے۔ ایگزامنر نے اس
 کا پیپر اٹھایا اور اسے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے چل دی۔ عشال تیز قدموں سے
 صفاں ییاں دیتی ان کے پیچھے چل دی۔ کچھ دیر بعد ان کی نگرانی کے لیے فرسٹ ایئر کی
 ہی ایک ٹیچر کو بھیج دیا گیا تھا علما نے جیسے ہی انہیں دیکھا اس کے چہرے پر رونق آگئی۔
 وہ انہیں پہچانتی تھی۔

میم ریحانہ۔۔۔ "وہ بیچ کے پاس سے گزر رہی تھی جب علما نے انہیں پکارا۔"
 جی؟ "انہوں نے اسے دیکھا تو مسکرا پڑی وہ ان کی فیوریٹ تھی کچھ کاموں میں کافی"
 مدد کی تھی علما نے ان کی۔

آپ پلیز میری ایک ہیلپ کر دے پلیز۔۔۔ بہت امپورٹنٹ ہے۔۔۔ "اس"
 نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹا تم کہو تو کیسی مدد۔۔۔"

وہ دراصل کیا میں ایک منٹ آپ کا موبائل استعمال کر سکتی ہوں؟ پلیز منع مت "

" کریں یہ بہت ضروری ہے۔۔

مگر کیوں اور ویسے بھی امتحان گاہ میں ہمیں بھی موبائل استعمال کرنے کی اجازت "

نہیں ہے بیٹا۔ " انہوں نے نرمی سے کہا۔ علما نے انہیں ساری بات بتائی۔۔۔

میں کلاس کے باہر استعمال کرتی ہوں نابلس چند منٹ۔۔۔۔۔ " علما نے انتہائی عاجزی "

سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے مگر دھیان سے کرنا، کوئی دیکھ نالے۔ " انہوں نے پریشانی سے کہا۔ "

بہت شکریہ۔۔۔۔۔ " اس نے کہا اور موبائل لے کر کلاس کے دروازے کے باہر "

ایک کونے میں اس طرح کھڑی ہو گئی کہ کیمرے میں نا آئے۔ اسے تو بس بھائی کا

نمبر یاد تھا وہ خود ایگزامز میں موبائل نہیں لاتی تھی اور عشال کو بھی منع کیا تھا۔ اس نے

حمزہ کو کال ملائی۔ کافی دیر بعد حمزہ نے کال اٹھائی۔

السلام علیکم بھائی میں علما۔۔۔۔۔ " حمزہ نے انجان نمبر پر علما کی آواز سنی تو چونک گیا۔ وہ "

تو پیپر دینے لگی تھی۔

و علیکم السلام گڑیا تم، کیا ہو اسب ٹھیک تو ہے نا؟ "حمزہ نے فکر مندی سے کہا۔"

ہاں بھائی بس آپ جلدی سے یونی آجائے ناپلیز سیدھا پر نسیل آفس آجائے " پلیز۔۔۔۔۔ "علمائے جلدی سے کہا اور ساتھ میں اس پاس بھی دیکھ رہی تھی۔ ایگزامز تھے تو ٹیچرز کلنی بار دورے پر آتے تھے۔

"اوکے پر ہوا کیا؟ میں نکل رہا ہوں۔"

آپ یہاں آجائے بس سب پتہ چل جائے گا میرے پاس وقت نہیں۔ "علمائے کہا" اور فون رکھ دیا، اب علمائے سکون ہو گئی تھی اسے یقین تھا کہ حمزہ کچھ نا کچھ ضرور کریں گا۔ لیکن پھر بھی وہ تھوڑی فکر مند ضرور تھی۔ اس نے مس ریحانہ کا شکریہ ادا کیا اور پیپر دینے بیٹھ گئی مگر اس کا ذہن عشال کی ہی جانب تھا۔

میم دیکھے میں نے کچھ نہیں کیا ہے آپ خوا مخواہ مجھ پر الزام لگا رہی ہے۔۔۔۔۔ " "عشال رندھی ہوں گی آواز میں بولی۔

میں نے پر نسیل کو بلایا ہے وہ کچھ کام سے گئی ہے آتی ہی ہوگی۔ پھر وہی تمہارا فیصلہ " کریں گی۔ "انہوں نے سخت لہجے میں کہا، عشال بے بسی سے انہیں دیکھ رہی

تھی۔ اچانک پر نسیل آفس میں داخل ہوئی ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی شاید وہ کسی سے بات کرتی ہوئی آرہی تھی۔ شاید وہ شخص ان کا جاننے والا تھا۔ جیسے ہی وہ شخص اندر آیا عشال اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی آنے والا شخص بھی اسے دیکھ کر چونک گیا۔ عشال جیسے ہی ہوش میں آئی اسے اپنا غم یاد آیا اور اس وقت حمزہ اسے اپنا ہمدرد نظر آیا۔

جی مس کلثوم کہے آپ نے مجھے کیوں بلایا۔ مسٹر حمزہ آپ ایک منٹ ویٹ کریں " گے بس میں ان کامس ملہ دیکھ لوں۔۔۔۔۔" پر نسیل نے انتہائی نرمی سے حمزہ سے کہا اور عشال کی جانب متوجہ ہوئی۔ حمزہ بس دیکھ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ یہاں کیا کرنے آیا ہے شاید عشال کے ہی مس ملے کو حل کرنے کے لیے بلایا ہے علمانے، میم یہ نقل کرنے کے معاملے میں پکڑی گئی ہے۔۔۔۔۔" جیسے ہی یہ جملہ کہا گیا عشال نے حمزہ کی جانب دیکھا حمزہ نے اسے جن نظروں سے دیکھا تھا وہ عشال کے رونے کے لیے کافی تھے۔

سچ میں میں نے کچھ نہیں کیا حمزہ۔۔۔۔۔" پر نسیل اور ٹیچر نے چونک کر اسے دیکھا، " عشال اس وقت سب بھول گئی اسے یاد تھی تو حمزہ کی نظریں اب وہ حمزہ کو صفاں بیاں

دینا شروع ہو گئی۔

آپ جانتی ہے انہیں۔۔۔۔۔ "پر نسل نے شک سے دیکھتے ہوئے عشال سے پوچھا " اور حمزہ کی جانب بھی دیکھا۔

جی یہ میری کزن ہے۔۔۔۔۔ "اس بار حمزہ نے کہا، اسے لگا عشال سچ کہہ رہی ہے۔"

آخر مسئلہ کیا ہے؟ "اس بار حمزہ نے سوال کیا۔"

دراصل۔۔۔۔۔ "عشال کہ حمزہ کے آنے سے کچھ ہمت ملی تھی اس لیے اس نے " بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ میم نے اس کی بات کاٹ کر خود کہنا شروع کیا۔

یہ دیکھے یہ پیپر ساتھ لائی تھی اس میں سے دیکھ کر لکھ رہی تھی۔ "عشال منہ " کھولے انہیں دیکھنے لگے وہ دھیرے دھیرے اپنے پرانے روپ میں واپس آرہی تھی رونا بھول گئی۔ اور نفی میں گردن ہلانے لگی۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔ "عشال نے اب کی بار والیوم ہائی کر کے کہا۔ حمزہ نے اسے " گھوری دکھائی۔

آپ کیا کہنا چاہتی ہے مس عشال۔ "پر نسل نے عشال سے پوچھا۔ عشال سوچ میں "

پڑ گئی پر نسیل اسے کب سے اتنی عزت دینے لگ گئی۔ خیر۔۔۔۔۔ وہ کہنے ہی لگی تھی کہ حمزہ بول پڑا۔

میری بات سننے پہلے۔۔۔۔۔ میری میٹنگ ہے۔۔۔۔۔ "حمزہ نے گھڑی دیکھتے ہوئے " کہا۔

جی کہے نا۔ "پر نسیل نے ادب سے کہا۔ "

عشال تم نے چیٹنگ کی ہے؟ "حمزہ نے سیدھا اس کے سوال کیا۔ "

"نہیں بالکل نہیں۔ "

مس آپ نے انہیں پیپر میں سے دیکھ کر لکھتے ہوئے دیکھا ہے؟ "حمزہ نے اب اس " ایگزامنر سے سوال کیا۔ وہ اس سوال پر بوکھلا گئی۔

نہیں۔۔۔ "انہوں نے جواب دیا۔ "

پر نسیل میڈم سب آپ کے سامنے ہے نا عشال نے نقل کی نا ہی کسی نے دیکھا۔ " " حمزہ اب پر نسیل سے مخاطب تھا۔ مس کلثوم تو بس آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی۔

جی آپ نے ٹھیک کہا مس کلثوم آپ آئیندہ سے دھیان رکھے اور عشال آپ "

جاسکتی ہے۔ "انہوں نے مسکراتے ہوئے پیپر عشال کے ہاتھ میں تھمایا جو مس کلثوم نے چھین لیا تھا۔

اور لکھنے کے لیے مزید ایک گھنٹہ بھی دے دے۔ "حمزہ نے کہا اور باہر جانے کے لیے قدم موڑے۔

اب میں چلتا ہوں بہت شکریہ۔۔۔۔۔ "یہ کہ کر حمزہ چلتا بنا عشال اس انصاف پر تو "ہنستی مسکراتی پیپر دینے چلی گئی۔ پھر ایک گھنٹہ زائد علما کو انتظار کرنا پڑا عشال کا۔ عبدالہادی بزی تھا (بزی کروادیا گیا تھا عینی کی ذریعے) اس لیے اس نے حمزہ کو آج کی ذمہ داری سونپی تھی۔

باتیں بعد میں کر لینا پہلے چلو بھائی کب سے انتظار کر رہے۔۔۔۔۔ "عشال جیسے ہی "باہر آئی علما سے لے کر فوراً کار کی جانب لے آئی اور دونوں فوراً بیٹھ گئی۔

علما تم نے بلایا تھا نا اپنے بھائی کو بہت اچھا کیا بہت شکریہ میں تو رونے والی ہو گئی "تھی پوری کہ پوری۔۔۔ "حمزہ کا جی چاہا وہ اپنے کان میں روئی ڈال لے، آنے کے ساتھ شروع ہو گئی۔

کونئی بات نہیں مجھے بھی فکر ہو رہی تھی تمہاری اس لیے اس وقت جو دماغ میں آیا "

"میں نے کیا اور اتفاق سے پرنسپل بھائی کو جانتی تھی۔

"ہاں نا، شکر ہے میں بچ گئی ورنہ پورا سال تباہ ہو جاتا۔"

ایک بات کہو تمہیں کمزور نہیں بننا چاہیے تھا اس وقت، فرض کرو حمزہ نا آتا "

پھر۔۔۔۔۔ کوئی مدد نہیں ملتی پھر۔۔۔۔۔ خود کی جنگ لڑنا خود سیکھو۔۔۔۔۔ "عشال علما کو خاموشی کے سن رہی تھی۔

اچھا ایک بات بتاؤ تم نے چیٹنگ کی تھی؟ "عشال کو علما سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

نہیں "عشال حیرت سے بولی۔"

نہیں نا تو پھر تم روئی کیوں؟ ڈر کیوں گئی۔۔۔۔۔ ڈر تا وہ ہے جس نے کوئی غلط کام کیا ہوتا ہے۔

جب تمہیں خود پر اعتبار ہے کہ تم نے چیٹنگ نہیں کی تو ڈر نا بے کار ہے۔ اگر تم ڈر گئی تو الزام لگانے والے کو موقع مل جائے گا کہ وہ اپنے الزام کو یقینی بنائے۔

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے' {سورہ عمران آیت نمبر 173} 'ہے'

"ارے ہاں علما مماباخالہ کے گھر گلے ہوتے ہے تم وہی چلو گی نا؟"

ارے چلو ناپلیز میرے کمرے میں بھی آرام کر سکتی۔۔۔" عشال نے کہا۔ "

میری بہن جہاں کفر ٹیبل ہوگی وہی جائے گی۔ "حمزہ نے بیچ میں کہا اور کاران کے " گھر کے قریب روک دی۔

ہو نہہ کھڑوس۔۔۔۔۔ "عشال نے دل ہی دل میں کہا۔"

علما میں عشال کو ڈراپ کر کے آفس جا رہا ہوں مگر جلد آ جاؤ گا گھر اچھے سے لاک " کرنا اور کھولنا مت جب تک میں نا آؤں۔ "حمزہ نے اسے ہدایات دی۔ اور عشال کو ڈراپ کر کے آفس چلا گیا۔

عشال گھر میں داخل ہوئی تو عبد الہادی کو ٹھہلتا پایا جیسے ہی عبد الہادی نے عشال کو دیکھا اس کی جانب آیا۔ عبد الہادی کی پہلی بات پر عشال کو لگا وہ ہواؤں میں اڑ رہی مگر اگلی بات پر اس کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی۔۔۔۔۔

عبد الہادی بے چینی سے عشال کا انتظار کر رہا تھا، جیسے ہی عشال نے اندر قدم رکھا عبد الہادی اس کی جانب دوڑا چلا آیا۔

جلدی سنو عشال ایک خبر سناتا ہوں، ایک نہیں بلکہ دو خبریں۔۔۔۔۔۔۔ "عشال " نقاب اتارتی ہوں صوفے پر بیٹھتے ہوئے عبد الہادی کو گھورنے لگی۔

ہاں میرے بھائی مجھے سکون سے بیٹھ تو لینے دو، اور تم آئے کیوں نہیں پتہ ہے کیا " آج۔۔۔۔۔ "عشال نے آدھی بات ہی کہی تھی مگر عبد الہادی کو شاید کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔

اپنی روداد بعد میں کہنا پہلے میری سنو باقی سب بھول جاؤ گی، عینی سے کیسے بچ کے آیا " ہوں میں ہی جانتا ہوں، اللہ معاف کریں۔۔۔۔۔ " باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا گیا۔ تو تم عینی کے ساتھ تھے اس لیے نہیں آئے۔ "عشال اسے غصے گھورتے ہوئے کہنے لگی۔

تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں اپنی مرضی سے، مکمل دل کی رضامندی سے گیا تھا۔ " عبد الہادی منہ بناتے ہوئے بولا۔

ہاں یہ بھی صحیح ہے، عینی نامی آسیب کا سایہ پڑ گیا ہے ہم پر خیر۔۔۔۔۔ تم کیا کہہ رہے تھے۔

ہاں سنو دراصل۔۔۔۔۔ " اتنا کہہ کر عبد الہادی خاموش ہو گیا چہرے پر ہلکی ہلکی مسکان تھی۔

دراصل؟۔۔۔۔۔"عشال نے پوچھا۔"

میں نے چھپ کر بڑو کی باتیں سنی ہے سب اندر ہے اب بھی لیکن کام کی بات تو سن " چکا۔"عبدالہادی شرارت سے کہنے لگا۔

اچھا اب پہیلیاں نا بھاؤ "عشال چلتی ہوئی کچن میں آئی اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر کچن سٹینڈ پر بیٹھ گئی۔ عبدالہادی بھی اس کے پیچھے آیا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

دادا جان اور نانا بونے طے کیا ہے کہ۔۔۔"عبدالہادی گردن پر ہاتھ پھیرتا " مسکرا نے لگا۔

اب بولو بھی یوں لڑکیوں کی طرح شرمانا بند کرو۔۔۔ ایک منٹ کہی تمہاری شادی وادی تو نہیں فکس ہو گئی؟ "عشال نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔ عشال کی چھٹی حس بے دار ہو گئی۔

آج سچ مچ لگ رہا ہے تم میری بہن ہو۔۔۔ ہاں یہ سچ ہے تقریباً۔۔۔"عبدالہادی " نے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ مارا۔

اے رکوپہلے یہ بتاؤ کس سے طے ہوئی وہ کوئی الٹی بھلتی ہوئی نامیں نے ابھی " عشال نے کھڑے ہوتے ہوئے "جا کر دادا جان کو صاف صاف منع کر دینا ہے۔۔۔ کہا۔

ارے میری بہنا کہا چلی اور یہ اپنی دو گز لمبی زبان کو لگام دو کچھ بھی اول فول بکے جا " رہی ہو۔۔۔۔۔ "عبدالہادی نے اسے پکڑ کر دوبارہ بٹھایا۔

علما کے ساتھ رشتہ طے کیا ہے۔ "عبدالہادی نے دھیمی آواز میں کہا۔ ایک سوز سا " تھا اس کی آواز میں۔

ہائے!!!! سچ۔ی، میں تو خوشی سے نہال ہو گئی پیپرز کی ساری تھکن ہی اتر " گئی۔ "عشال نے خوشی سے عبدالہادی کو گلے لگالیا۔

اپنی آواز کنٹرول کرو بڑوں کو پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ ہمیں سب معلوم ہے ورنہ " شامت آجائے گی دونوں کی۔ "عشال نے اس کی باتوں پر کان نہیں دھرے۔

واہ میرے بھائی مبارک ہو، میرے دل کی خواہش پوری ہو گئی۔۔۔۔۔ "واقعی " میں وہ کافی خوش ہو گئی تھی۔

نہیں وہ بس آپ کو پتہ تو ہے عشال کا جنگلی بلی ہو کے بلیوں سے ڈرتی ہے۔"

عبدالہادی نے جلدی سے بات بدلی۔ عشال تو ابھی شاک سے نہیں نکلی عبدالہادی کی بات پر خاک دھیان دیتی۔

مار کھاؤ گے عبدالہادی۔۔۔ اور عشال تمہارا پیپر کیسا تھا آج آخری تھا نا چلو شکر ہے " پھر آگے تیاریاں کرنی ہے۔۔ " عدیلہ بیگم مسکراتی ہوئی کہنے لگی اور واپس جانے لگی۔

کیسی تیاری ماما؟ " عشال نے صدمے سے کہا۔

بہت جلد پتہ چل جائے گا، میں آتی ہوں پھر سب ساتھ کھانا کھائے گے۔ " یہ کہہ کر وہ جا چکی تھی۔

میں نے ایسی کونسی موت کی خبر سنائی تھی جو تم نے ایسی چڑیلوں والی چیخ ماری۔ " عبدالہادی چڑتا ہوا بولا۔

موت کی ہی تو خبر سنائی، وہ اتنا کھڑوس بندہ ہے میری اس کی بالکل نہیں بنتی، " عبدالہادی اب تم ہی کچھ کر سکتے، اپنی بہن کی مدد نہیں کرو گے۔ میری تو جیتے جی زندگی عذاب بن جانی ہے۔ " اس نے اپنا معصومیت سے بھرا چہرہ عبدالہادی کے سامنے کیا،

کون سی بھی دیکھتا تو اسے رحم آ جانا تھا۔

ناجی ایسی معصوم شکل نابناؤ حمزہ جیسے بندے کو کون انکا کر سکتا ہے، ویل ایجو کیٹیڈ " " ہے، ہینڈ سم ہے، خود کا آفس ہے، سب سے بڑھ کر یکیں رگ پر سن ہے۔۔۔۔۔

بس بس میں نے اس کی خوبیاں گنوانے کو نہیں کہا ان سب کے باوجود بھی وہ سڑیل " ہے، سڑیل تھا اور سڑیل رہے گا۔۔۔۔۔ "عشال نے منہ بنایا۔

یعنی تم یہ مانتی ہو کہ وہ ہینڈ سم ہے، ویل ایجو کیٹیڈ ہے برسرِ روزگار۔۔۔۔۔ "اس " سے آگے عشال نے کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

دفع ہو جاؤ میری نظروں سے تم کیا خاک میری مدد کرو گے، تمہاری بھی شادی رکوا " دوں گی میں۔ "عشال رونے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی۔

انسان کو بڑے بول نہیں بولنے چاہیے، ویسے تم نے جو حمزہ کی تعریفوں کے پل " باندھے ہوئے ذرا اس کے سامنے کر کے دیکھنا۔ "حمزہ نے مزے لیتے ہوئے کہا۔
عشال کچھ کہتی تب ہی ماما اور خالہ ہنستی مسکراتی کچن میں داخل ہوئی۔

ارے تم دونوں ابھی تک فریش نہیں ہوئے، یہی ہوا بھی تک۔۔۔ "ممانے ان "

دونوں کو گھورا۔

کیا کچھڑی پک رہی ہے دونوں میں۔۔۔ "عدیلہ بیگم نے مشکوک نظروں سے " دونوں کو دیکھا۔

کچھ نہیں ممابس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔ "عبدالہادی نے لا تعلقی ظاہر کرتے " ہوئے کہا۔

مجھے پتہ ہے ضرور عبدالہادی نے چھپ چھپ کر باتیں سنی ہوگی وہی بتا رہا ہوگا " اسے۔ "عدیلہ بیگم نے عبدالہادی کے کان پکڑ لیے۔ عبدالہادی نے زبان دانتوں میں دبالی۔ فاطمہ بیگم مسکرا دی عشال کو سمجھ نہیں آیا کیاری ایکشن دے۔

بچہ ہے جانے دو ویسے بھی انہیں کی زندگیوں کے فیصلے لیے جارہے تھے، واقعی بابا " اور انکل نے بہترین فیصلہ کیا ہے۔ مجھے تو بہت پیاری بیٹی ملنے والی ہے۔ "فاطمہ بیگم مسکراتی ہوں ی کہنے لگی اور عشال کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

ہاں وہ تو ہے مجھے بھی واقعی میں بہت پیارا تحفہ ملے گا بس اس عشال کو کام وام سکھا دو " کچھ، اور عبدالہادی سے کہو بڑا ہو گیا ہے اپنی شوخیاں کم کریں۔ "عدیلہ بیگم نے باری

باری دونوں کو دیکھا۔ دیکھا نہیں تقریباً گھورا۔

اپنے خالہ کے ہی گھر آنا ہے اس نے آرام سے سیکھ جائے گی فکرنا کرو، اور بچوں کی " شوخیوں سے ہی تو گھر آباد رہتا ہے۔۔۔۔۔ "فاطمہ بیگم نے دونوں کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا۔ عبدالہادی بھی مسکرانے لگا۔

میں۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔۔۔ "عشال نے کہا اور وہاں سے بھاگ گئی، فطری حیا " آڑے آگئی تھی۔

اس بے شرم کو دیکھو۔۔ اپنی ہی شادی کی پلاننگ کرنے کھڑا ہو گیا۔ "عدیلہ بیگم " نے ہنستے ہوئے کہا، سب کے ساتھ میں خوشیوں سے بھرے قہقہے کچن میں گونجنے لگے۔

کیا میں نے غلط سنا؟۔۔۔۔۔ "حمزہ شاک سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا اسماعیل صاحب " بھی بیڈ پر بیٹھے گہری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

نہیں۔۔۔۔۔ تم نے بالکل صحیح سنا ہے۔۔۔۔۔ "فاطمہ بیگم نے اسے جواب دیا۔ وہ اس "

وقت اپنی ماما بابا کے کمرہ میں موجود تھا۔ اور بیڈ پر درمیان میں بیٹھتا جبکہ داں میں
 بائی فاطمہ بیگم اور اسماعیل صاحب بیٹھے اس سے اس کے طے کیے گلے رشتے کے
 بارے میں اطلاع دے رہے تھے۔

مما علما کا تو ٹھیک ہے بلکہ بہت اچھا ہے عبدالہادی کے جیسا کوئی ملے گا بھی نہیں "
 میں آنکھ بند کر کے اس پر یقین کر سکتا ہوں۔۔۔ مگر عشال؟ نووے۔۔۔ " حمزہ اپنا
 سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

تم تو ایسے منع کر رہے اور حمزہ استغفر اللہ وہ کوئی بلا ہو۔۔۔ آخر برائی کیا ہے "
 اس میں؟ " فاطمہ بیگم اسے گھورتی ہوئی بولی۔

ایک بلا ہی تو ہے (یہ بات ماما کے سامنے کہنے کی ہمت نہیں تھی) ماما اس میں اچھائی "
 ہی کیا ہے ہر وقت لڑتی ہی رہتی ہے۔ کچھ وقت ہم ساتھ نہیں گزار سکتے زندگی کیسے
 گزرے گی۔ " حمزہ نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا، گویا آج بات کو منوا کے چھوڑے گا۔
 حمزہ مجھے تم سے اتنے بچکانے پن کی امید نہیں تھی۔ " اس بار اسماعیل صاحب نے "
 اس سے کہا۔

اور حمزہ تم کو نسا اس سے خوش اخلاقی سے پیش آتے ہو، اتنی معصوم تو ہے بے " چاری۔ "حمزہ انہیں چونک کر دیکھنے لگا گویا کچھ غلط کہہ دیا۔

معصومیت کی توہین کر رہی آپ۔۔۔۔ "حمزہ نے بظاہر تو دھیمی آواز میں کہا مگر ماما نے سن لیا۔

"حمزہ اتنے سالوں بعد پٹو گے مجھ سے تم، خبردار جو میری بیٹی کے خلاف کچھ کہا۔ " ابھی گھر آئی بھی نہیں آئی اور میری ماما کو اپنی ساں بیڈ کر لیا۔ "حمزہ نے دل میں " سوچا اور سٹریل شکل بنا کر بیٹھ گیا۔

ہم نے کچھ نہیں سننا چپ کر کے ہاں کر دو۔ "اسما عییل صاحب نے اسے گھر کا۔ " سوچ لو اگر ناکرو گے تو آں نندہ کبھی ان کے گھر میں قدم مت رکھنا، بھلا میں عدیلہ " اور بابا جان کو کیا منہ دکھاؤں گی۔

آپ کو بھی بلیک میل کرنا آتا ہے۔ جب آپ دونوں نے اپنی منوانی ہے تو میرے " ہاں کہنے ناکہنے سے کیا فرق پڑنا۔۔۔ "حمزہ نے باری باری دونوں کو دیکھا۔ اسما عییل صاحب نے اسے بڑے غضب ناک انداز میں گھورا تھا اور یہ گھوری ہی کافی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے کر لے جو کرنا ہے، میں جا رہا۔۔۔۔۔ "دونوں کے چہروں پر سکون"
اترا تھا۔

اچھا علما سے بات کی ماما آپ نے ویسے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر علما کی اجازت "
کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں لوگا۔ یہ آپ بھی جانتی ہے۔ "وہ دوبارہ اپنے سٹرل موڈ
میں آچکا تھا۔ صحیح ہے والدین کے درمیان بیٹھ کر بڑے سے بڑا شخص بھی اپنے والدین
کے سامنے بچہ ہی رہتا ہے۔

نہیں وہ تو تمہارا کام ہے۔۔۔۔۔ "فاطمہ بیگم مسکراتی ہوئی کہنے لگی اور اس کے "
قریب آئی۔ اس کے گالوں پر ہاتھ رکھا۔

مجھے بہت فخر ہے بیٹا تم پر، اللہ نے تم دونوں جیسی انمول نعمت سے نوازا ہے مجھے۔ "
انہوں نے تھوڑا اونچا ہو کر حمزہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

میں آتا ہوں علما سے کل بات کروں گا وہ اس وقت سو رہی ہوگی ویسے بھی بہت "
رات ہو گئی۔ "یہ کہہ کر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ دونوں کی مسکراتی نظریں اسے جاتا ہوا
دیکھ رہی تھی۔

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی دبیز پردوں سے اندر آنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ کمرے میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا، وہ بیڈ پر پلکیں موندے لیٹی تھی، ذہن ابھی ابھی نیند کے خماری سے باہر آیا تھا۔ وہ فجر کے بعد سوئی تھی، شاید پیپر کی تھکن اتارنی تھی مگر نیند جلد ہی روٹھ گئی۔ وہ اٹھ بیٹھی اور آہستہ سے گھڑی پر نظریں دوڑائیں۔ کل کی باتیں آہستہ آہستہ ذہن میں آنے لگی۔ کیا واقعی اس کی زندگی میں کوئی اور بھی شامل ہونے والا تھا۔ کتنی جلدی وقت گزر گیا تھا۔ وہ بڑی ہو گئی اور اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ دراصل اسے کوئی اعتراض نہیں تھا حمزہ کو اپنا ہمسفر ماننے پر، بس وہ بوکھلا گئی تھی، اچانک سے یہ سب اور حمزہ جس سے آج تک ڈھنگ سے بات نہیں کی تھی وہ اچانک سے اس کی زندگی میں شامل ہو جائے گا۔۔۔ مطلب کیسے۔۔۔

وہ سوچوں کے بھنور میں پھنستی چلی گئی۔ وہ بیڈ سے اٹھی اور فریش ہو کر لان میں چلی آئی سوچوں کا تسلسل دوبارہ وہی سے جوڑا۔

خیر جو بھی ہو مجھے ایکسیپٹ تو کرنا ہی ہے، پتہ نہیں آگے کیا ہو گا علما نے کہا تھا مستقبل " کا خوف ہمیں آج میں جینے نہیں دیتا، اس لیے معاملہ اللہ پر چھوڑنا چاہیے اس کے فیصلے

اتنے انوکھے ہوتے ہیں کہ ہم توقع بھی نہیں کر سکتے اور بس لمحوں میں فیصلے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

ہاں "لمحوں میں فیصلے ہو جاتے ہیں۔" ممانے کہا تھا کچھ ہی دنوں میں ہمارا نکاح ہے۔
بس اتنے سے لمحے اور میں کسی اور کی۔

عشال چلو یہاں کیوں بیٹھی ہو بیٹا ناشتہ کر لو۔۔۔۔۔ "ممانے آکر اس کی سوچوں کا "
تسلسل توڑا تھا۔۔۔۔۔

جی بس آہی رہی تھی۔ "عدیلہ بیگم نے دیکھا وہ خاموش خاموش سی تھی۔"

عبدالہادی چلا گیا۔۔۔ "عشال نے دھیمی آواز میں کہا۔"

ہاں اب اس کی پک اینڈ ڈراپ کی ڈیوٹی تو ختم۔۔۔ اچھا سنو تمہاری خالہ نے کہا ہے "
کہ نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اس لیے جلد کروارہے مگر تمہاری سٹڈی شادی کے
بعد بھی جاری رہے گی اس لیے فکر نہیں کرناو کے۔" انہوں نے محبت بھرے لہجے
میں کہا۔ عشال ان کی گلے لگ گئی۔

مما میں کتنی جلدی بڑی ہو گئی نا۔۔۔۔۔ "عشال نے رندھی آواز میں کہا۔ عدیلہ"

بیگم بھی جذباتی ہو گئی۔

بے شک یہ وقت تو ہر کسی پر آنا ہے بچہ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا آگے کا سفر تم نے اپنے ہمسفر کے ساتھ بتانا ہے مگر ہماری تربیت کے سہارے ہی اور مجھے اپنی بیٹی پر اتنا یقین ہے کہ وہ وہاں پر بھی ہمارا سراونچا ہی رکھے گی۔ چلو دیکھو میں بھی جذباتی ہو "گئی تمہارے بابا انتظار کر رہے ہو گے۔"

جب سے اسے حمزہ نے بتایا تھا وہ اسی پوزیشن میں ویسے ہی بیٹھی تھی۔ بیڈ کراؤن سی ٹیک لگائے۔۔۔۔۔ پلکیں موندے۔۔۔۔۔ خیالوں میں گم۔۔۔۔۔ کیا اللہ ایسے بھی مہربان ہوتا ہے اس کی دعائیں اتنی جلدی قبول ہو گئی تھی۔ ہاں اس نے عبد الہادی کے لیے دعائیں نہیں کی تھی اس نے اپنے حق میں بہتری کی دعائیں کی تھی، اگر وہ ایک نامحرم کو مانگتی تو شاید عبد الہادی اس کی تقدیر میں نالکھا جاتا، اس نے جاں نر خواہش کی تو اللہ نے بھی اسے جاں نر شتہ دینے کا فیصلہ کیا۔ ہاں وہ خوش قسمت ہی تو تھی کہ اللہ نے اسے اپنی رحمت سے نوازا، بے شک وہ رحیم و کریم ہے، اسے شکر ادا کرنا چاہیے تھا وہ اٹھی اور پاکی حاصل کرنے کے بعد شکرانے کے نوافل پڑھے، اور

تلاوت کرنے بیٹھی حمزہ اسے اطلاع دینے آیا تھا جس کے باعث وہ قرآن نہیں پڑھ سکی تھی اس لیے وہ اب پڑھنے بیٹھی تھی۔ آج اس کا دل چاہا کہ وہ قرآن کو سنے، ایک ایک لفظ اپنی سماعت میں اتارے۔ اس نے موبائل میں آڈیو آن کی یہ کوئی بھی آیت ہوتی تھی وہ اکثر سنا کرتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی ہوتا تھا۔ آڈیو شروع ہو چکی تھی قاری کی خوبصورت آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

فَاذْكُرُونِي ۖ اَذْكُرْكُمْ ۖ وَاشْكُرُوا لِي ۖ وَلَا تَكْفُرُونِ

(سورہ عمران ۱۵۲)

اس لئے تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔

شکر۔۔۔ دوبارہ شکر کا ذکر۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں بالکل واقعی یہ تو اس کا فرض بنتا تھا بے شک اللہ کے ہر فیصلے میں مصلحت ہوتی ہے۔

وہ سوچوں کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستی چلی گئی۔۔۔ ایک ٹرانس میں۔۔۔ علما ہی جانتی تھی کہ اسے کتنا سکون ملا تھا محض عبدالہادی کا ساتھ نہیں، اپنے بھائی کی خوشی کا اندازہ بھی وہ کر سکتی تھی علما سے زیادہ تو حمزہ خوش تھا علما کے بہترین مستقبل کے

لیے۔ اس نے دیکھی تھی حمزہ کی آنکھوں میں اپنی بہن کے لیے بے انتہا

محبت۔۔۔۔۔

بے شک میرا رب اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کا شکر کیا جائے "

۔۔۔۔۔ اس کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔۔۔۔۔

قارئین یہاں جب شکر کی بات آہی گلئی ہے تو میں آپ کو بتاتی چلوں۔۔۔۔۔ زیادہ نہیں بس ایک منٹ کے لیے سوچے اور غور کریں آپ جو زندگی جی رہے ہیں اس میں آپ کو کسی چیز کی کمی ہے؟ آپ کو زندگی جینے کے لیے تمام چیزیں میسر ہے؟ زندگی میں جو مسال کل ہے، وہ اپنی جگہ۔۔۔۔۔ لیکن کیا آپ اپنے رب سے اس چیز کا شکوہ کر سکتے ہیں کہ آپ اچھی زندگی نہیں جی رہے؟ ایک منٹ کو ان لوگوں کو سوچیں جنہیں ناجانے کتنی تکالیف سہنی پڑتی ہے۔۔۔۔۔ توجہ ہمارا چھوٹی چھوٹی باتوں پر فوراً شکوہ بن جاتا ہے تو فوراً شکر کیوں نہیں بن جاتا؟؟؟ جب کہ ایک ایک سانس ہم اس خالق کی مرضی سے جی رہے، یہ زندگی اس کی عطا کی ہوئی ہے، اس نے ہمیں تخلیق کیا۔۔۔۔۔ تو پھر۔۔۔۔۔ ہمارا تو ایک ایک سانس پر شکر ادا کرنا لازمی بنتا ہے۔۔۔۔۔ بنتا ہے نا؟

ایک حدیث یاد آگئی۔۔۔۔۔

[illegible]

* * * * *

عشال جلدی جلدی ناشتہ کر لو بیٹا، اگیزامز کیا ختم ہو گئے تمہاری نیندیں ہی پوری "

نہیں ہو رہی اب لیٹ اٹھی ہو تو ناشتہ بھی جلدی کر لو شاپنگ پر جانا ہے ہم نے۔۔۔۔۔"

عدیلہ بیگم عشال کو انتہائی سکون اور آہستہ سے ناشتہ کرتے دیکھ کر بولی۔ محترمہ لیٹ اٹھنے کے باعث اکیلے ناشتہ کر رہی تھی اور ممانے شاپنگ پر جانے کا پیغام سنا دیا تھا۔

مجبوری تھی ناعشال کی۔۔۔ آخر اس کی شادی جو تھی اس لیے وہ اتنی بے زاری دکھاتے ہوئے ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ تو دیکھے ماما کیسے مظلوموں والی شکل بنائی ہوئی ہے، کونسا ظلم کر دیا، تم "

اکیلی لڑکی نہیں ہو جس کی شادی ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔" عبد الہادی عشال کو چھیڑتے ہوئے بولا۔ ممانے عبد الہادی کو آج روک لیا تھا گھر ہی شاپنگ پر جانا تھا نا۔ اب تو اسے اور موقع مل گیا تھا عشال کو تنگ کرنے کا۔

ہاں تم تو کہو گے ہی نا میں کہار ہو گی اب تمہیں تنگ کرنے کو مجھے تو ابھی سے بھول "

جاؤ گے۔۔۔۔۔" عشال غصے سے بولی حقیقتاً تو وہ جذباتی ہو رہی تھی جسے غصے کے ذریعے چھپانے کی کوشش کی۔

ہاں واقعی مجھے سکون مل جائے گا آخر پھر اس گھر پر، ہر چیز پر میرا ہی حق ہو گا نا۔۔۔۔۔"

عبد الہادی اسے مزید جلانے لگا شاید آج عشال کو رلانے کا پکارا ارادہ کیا ہو تھا۔

عبدالہادی شرم کرو کچھ۔۔۔ رلادیا تم نے اسے۔۔ اتنے بڑے ہو گئے پر عقل نام کو " نہیں ہے۔ " عدیلہ بیگم نے کچن سے نکلتے ہوئے عشال کے آنسوؤں دیکھ لیے تھے۔ وہ بھی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ عبدالہادی ماما کے پہنچنے سے پہلے ہی اس تک پہنچا اور بازو میں رکھی کرسی کی پشت آگے کر کے اس پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے ہاتھوں کے انگوٹھے عشال کی آنکھوں پر آہستہ سے اس طرح رکھے گویا آنسوؤں کا راستہ بلاک کر رہا ہو۔

بس یار رونا نہیں، تم میری بہن ہی نہیں لگتی، تم بھی روتی ہو کبھی تم تو رلا دیتی ہو " نا۔۔۔ "عبدالہادی نے اسے پیار سے دیکھا۔ عشال کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اب وہ کھل کر رونے لگی۔

میں۔۔۔۔ میں۔۔۔ عبد الہادی میں نے نہیں جانا کہی بھی، میں نے شادی ہی نہیں " کرنی اور اس سٹون مین سے تو بالکل نہیں۔۔۔۔ "عشال روتے ہوئے بولی ساتھ آنسو بھی صاف کرتی ہوئی بولی۔

ہاہا شکر کرو ماما چلی گئی کچن میں ابھی سن لیتی نا، کٹ لگاتی تمہاری۔۔۔۔۔ " " عبد الہادی اس کی بات پر ہنستا ہوا بولا۔

جاؤ میں نہیں بولتی تم سے، بہت عیش کرو گے نا تم تو میرے بغیر۔۔۔۔۔ لیکن میں " جانتی ہوں تم بھی اداس ہو۔۔۔۔۔ ہاہا "عشال ہنستی ہوئی بولی، ساتھ ہی آنکھ سے ایک اور آنسو کا قطرہ نکل پڑا۔۔۔ عبد الہادی کہا اسے چپ کروانے آیا تھا، اس بلانے خود اسے بھی جذباتی کر دیا۔

یار عشال چپ کر جاؤ اب کو نسا دور جا رہی ہو تم، خالہ کے گھر ہی جا رہی ہو۔۔۔ اچھا " بس ساری چیزوں پر میرا حق نہیں، تم یہاں آؤ گی تو رحم کھا کر دے بھی دوں گا۔ " عبد الہادی نے اس کے موڈ کو بحال کرنے کے لیے شرارت سے کہا۔

میں نے تمہارا سر پھاڑ دینا ہے۔۔۔۔۔ "عشال نے اسے کے بالوں کو پکڑتے ہوئے " کہا۔۔۔۔ اور مسکرا دی۔

اچھا چلو شاپنگ پر نہیں چلنا کیا؟ میں ماما کو بلوالوں۔۔ "عبدالہادی نے کہا اور اس کے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ مگر عشال نے روک دیا۔

رکو تم نہیں آرہے شاپنگ پر، ہم ڈراں یور کے ساتھ جارہے۔ تم آفس جاسکتے " ہو۔۔۔ "عشال نے بتیسی دکھاتے ہوئے کہا۔

کیوں ممانے مجھے کہا تھا اور ویسے بھی جب میں ہوں تو ڈراں یور کے ساتھ " کیوں۔۔۔۔ "عبدالہادی نے الجھن آمیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دراصل نا۔۔۔ میرے خیال میں تمہیں ابھی آفس کے لیے نکلنا چاہیے، وہ کیا " ہے نا میں نے علما کو بھی شاپنگ پر لے جانا ہے۔ اس کے بغیر میری شاپنگ نہیں ہونی۔ اس لیے پہلی فرصت میں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔ آہ شوکیوٹ میلا بھائی جاؤ جاؤ۔۔۔ "عبدالہادی منہ کے زاویے بگاڑنے لگا اب تو اسے جانا ہی تھا آفس۔۔ سو وہ عشال کو گھورنے لگا۔

ایسے گھورو نہیں نکلوں یہاں سے رالایانا مجھے۔۔۔۔ علما کے آنے سے پہلے غائب " " ہو جاؤ۔۔۔

اچھا جا رہا ہوں نا ظالم۔۔۔۔۔" پھر وہ مسکراتا ہوا ریڈی ہونے چلا گیا اور پھر وہ اپنے " آفس کے لیے نکل چکا تھا۔ اس کے جاتے ہی عشال نے علما کو کال کی۔

السلام علیکم علما۔۔ "عشال نے پہل کی۔"

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔" علما خاموش تھی وہ اپنے جواب کی منتظر تھی، اس نے عشال " کے ساتھ آنے کی شرط جو رکھی تھی۔ کہ عبد الہادی کو بھگایا جائے پھر ہی وہ اس کے گھر آئے گی۔ جو بھی ہو تھا تو وہ نامحرم ہی نا۔ اس لیے علما اب بھی خاص خیال رکھ رہی تھی۔ ہاں میں نے بھگادیا اسے اب تم جلدی آ جاؤ۔۔۔۔۔ پھر ماما اور ڈرائیور کے ساتھ ہم " نے شاپنگ پر جانا ہے۔ "عشال نے جلدی جلدی اسے بتایا۔

عشال وہ کیا ہے نا آج فائزہ بھی آنے والی ہے۔ اور پھر نکاح تک اس نے یہیں رہنا ہے " تو میں اسے چھوڑ کر کیسے چلی آؤں آج؟ " علما نے شرمندگی سے کہا۔

فائزہ اپنی ہی تو ہے یار، اسے رہنے دو نا گھر ہم جلدی آ جائیں گے۔ پکا اس کے آنے سے " پہلے ہماری شاپنگ ہو جائیں گی۔ کیونکہ اب میں اتنی ریڈی ہو گئی ہو اور عبد الہادی کو " بھی بھگادیا، اب آ جاؤ۔

اچھا ٹھیک ہے میں آجاتی ہوں۔ السلام علیکم۔ "یہ کہہ کر علما نے فون رکھا اور اور حمزہ" کے کمرے کی جانب بڑھی تاکہ وہ عشال کے گھر چلی جائے۔

چلو میں بھی ماما کو لے کر ریڈی ہو جاتی ہوں۔ ماما۔۔۔ ماما علما آنے ہی والی ہو گی آپ" جلدی سے ریڈی ہو جائے۔ "کچھ ہی دیر بعد وہ ریڈی ہو کر نیچے آگئی۔ وہ علما کو دیکھنے کی خاطر گیٹ کی جانب آئی۔ علما کار سے اتر رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے حمزہ نے اسے ایک نظر دیکھا۔ عشال نے ایک لمحے کو اسے دیکھا اور نگاہیں پھیر لی۔

اف!!!!۔۔۔۔۔ میری قسمت میں بھی یہی سٹون مین لکھا تھا۔ "عشال نے دل" میں کہا اور علما کو مسکرا کر دیکھا۔ چلو اندر ماما بھی ریڈی ہے انہیں لے لے پھر ہم چلتے ہیں۔ عشال نے ایک نظر خالی سڑک پر نگاہ دوڑائی اور علما کو لے کر اندر چلی آئی۔ پھر وہ تینوں کلے گھنٹے شاپنگ کرتی رہی وقتاً فوقتاً فاطمہ بیگم کو کال کر کے مختلف باتیں پوچھ بھی لیتے۔۔۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے سورج ڈھلتا جا رہا تھا۔ اچانک علما کا فون بجنے لگا۔ اس نے دیکھا تو ماما کی کال تھی۔۔۔۔۔

السلام علیکم ماما۔۔۔۔۔ جی کہے۔۔۔۔۔ "علما نے عشال کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود بھی "

کھڑی ہو گئی وہ بس جو یلری شاپ سے نکل ہی رہے تھے آج کی آخری شاپنگ تھی۔

اچھا فائزہ آگئی۔۔۔ ہا ہا بے صبری ہے نا۔۔ اچھا ہاں۔۔۔ ٹھیک ہیں۔۔ ہم نکل "

ہی رہے ہیں۔ اوہ مگر عشال کے گھر۔۔۔۔۔۔ "یہ کہتے اس نے عشال اور اپنی خالہ کو

دیکھا وہ اسی کی منتظر تھی سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔ پتہ نہیں فاطمہ بیگم نے کیا

بات کہی تھی وہ نظریں جھکا گئی۔ پھر سلام کرتے ہوئے فون رکھ دیا۔

وہ فائزہ آچکی ہیں اور اتنی بے صبری ہے کہ وہ آپ لوگوں کے گھر بھی پہنچ گئی "

ہو گی ممانے کہا تھا وہ نکل چکی ہے حمزہ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ "علما شرمندہ شرمندہ سی کہنے

لگی۔

ارے واہ یہ تو اچھی بات ہے پھر مجھ سے بھی ملاقات ہو جائے گی لگتا ہے میری طرح "

ہے وہ بھی۔۔۔۔۔۔ "عشال نے تجسس سے کہا۔

فائزہ حمزہ کی کار سے اتری اور سامنے موجود چھوٹے مگر خوبصورت گھر کو

دیکھا۔ شادی کے بعد وہ پہلی مرتبہ علما سے ملنے کے لئے آئی تھیں وہ بھی کسی اور کے

گھر۔ اس نے حمزہ کو دیکھا حمزہ نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود وہی کھڑا رہا۔

بھائی آپ بھی آجائے نا۔ "علما کی طرح وہ بھی حمزہ کو بھائی کہا کرتی تھی۔"

یار کیا ضرورت تھی فائزہ اتنی بے صبر ہونے کی۔ اب پچھتا رہی آکر۔۔۔ "فائزہ نے " دل ہی دل میں کہا۔

وہ آہستہ آہستہ اندر کی جانب بڑھیں۔ جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئی اس نے آس پاس نظر دوڑائیں۔ حمزہ بھی یہاں وہاں نظر گھماتے ہوئے اس کے پیچھے ہی آگیا۔

دونوں نے اندر قدم رکھا تو دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا۔ نانا ابو اور دادا جان جہاں پڑھاتے رہے تھے وہاں بچوں سے ملاقات کے لیے گلے ہوئے تھے انہوں نے کل واپس آنا تھا۔

شاید وہ لوگ ابھی آئے نہیں۔ اچھا تم یہی رکو میں علما کو کال کرتا ہوں۔ شاید کوئی تو ہو " گا کیونکہ گھرایسے ہی کھلا پڑا ہے۔ "فائزہ اسی جگہ کھڑی ہو کر آس پاس کا جائزہ لینے لگی جبکہ حمزہ فون اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

عبدالہادی جو ایک فائل لینے کی غرض سے دوبارہ آگیا تھا نیچے اتر کر کسی لڑکی کو دیکھا، اس کی پشت عبدالہادی کی جانب تھی، اس لیے چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے ایک گمان

" بھائی آپ یہاں۔۔۔۔۔ فائزہ اندر ہے کیا؟ "

" ہاں میں اسے ہی چھوڑنے آیا تھا اندر بٹھا کر آیا ہوں۔ ابھی نکل ہی رہا تھا۔ "

اچھا ٹھیک ہیں پھر۔۔۔۔۔ "عشال نے اسے دیکھا اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اب
ایک عجیب سی جھجک آگئی تھی۔

" تھی تو آخر اسلام کی شہزادی نا۔۔۔۔۔ "

ارے حمزہ بیٹا کیسے ہو اندر تو آؤ نا۔۔۔ "علما اور عشال اندر جا چکے تھے۔ عدیلہ بیگم حمزہ
کی جانب آئی اور اس سے مسکرا کر پوچھا۔

حمزہ نے انہیں مختصر سا بتایا اور نکل گیا مغرب کی اذان ہونے والی تھی۔

پھر فائزہ سے ملاقات کر کے سب کو بہت اچھا لگا۔ وہ سب مغرب کی نماز ادا کر کے
لاؤنج میں صوفے پر نیم دراز تھے۔ عبدالہادی بھی اچکا تھا مگر وہ روم میں بند ہو چکا تھا۔
علما کا سوچ کر ہی عشال نے عبدالہادی کو تاکید کی تھی ورنہ اسے پتہ تھا علما ایک لمحے کو
بھی نارکتی یہاں۔

وہ سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے تب ہی عینی داخل ہوئی۔

ہے گاں نیز کیسے ہیں سب۔۔۔۔۔" بظاہر تو خوش مزاجی سے کہا گیا تھا مگر اندر ہی اندر " وہ علما کو دیکھ کر تپ گئی تھی۔

آگئی رنگ میں بھنگ ڈالنے۔ "عشال نے جل کر سوچا۔ عدیلہ بیگم بھی اس وقت " دیکھ کر حیران رہ گئی مگر اس کا مسکرا کر استقبال کیا، اور فالِ نزعہ سے تعارف کروایا۔ کچھ ہی دیر میں عدیلہ بیگم ملک شیک لیکر حاضر ہوئی۔ اور باری باری سب کو دیا۔ عینی " علما کے ہاں میں جانب بیٹھی تھی جب کہ اس کے دائیں جانب عشال۔ اور اسی کے ساتھ لگے سنگل صوفے پر فائزہ بیٹھی تھی۔ جیسے ہیں عدیلہ بیگم نے عینی کو گلاس پکڑایا اس نے گلاس کو علما کی طرف تر چھا کر دیا۔ اور ملک شیک چھلک کر علما کے کپڑوں پر گر گیا۔

اوہ سو سوری بس ہاتھ تر چھا ہو گیا سوری یار اٹس ماں مسٹیک۔۔۔۔۔ "اچانک " گرنے پر علما فوراً کھڑی ہو گئی۔ اور عینی نے کمال مہارت سے اپنا دفاع کیا۔ عشال اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگی۔

اوہ نو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ علما بیٹھا، ایک کام کرو عشال کا کوئی اور ڈریس پہن لو۔ " جاؤ عشال علما کو اپنے کمرے میں لے کر جاؤ۔ تب تک میں یہ زمین پر گرا صاف کر

لوں۔ "عینی دل ہی دل میں مسکرا نے لگی۔ جبکہ شرمندگی بھرے تاثرات چہرے پر سجائے وہی بیٹھ گئی۔ وہ اپنے ذہن میں کچھ اور بھی سوچنے لگی۔

"ویسے عشال نے بتایا تم رہنے کے لئے آئی ہو نا علما کے گھر؟"

ہاں ابو یوں سلی ان دونوں کی شادی ہے تو میں نے آنا ہی تھا۔ "فائزہ مسکراتی ہوئی" کہنے لگی۔ جبکہ عینی چونک گئی۔ اسے تو پتہ بھی نہیں تھا تو کیا علما اتنی جلدی اس کے راستے سے ہٹ رہی تھی۔ واؤ۔۔۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو گئی۔

"ویسے کس سے ہو رہی ہے علما کی شادی۔"

تمہیں نہیں پتا؟ بس دونوں کی شادی ایک دوسرے کے بھائیوں سے ہو رہی ہے۔ "" فائزہ ہستی ہوئی کہنے لگی۔ جبکہ عینی شاک میں چلی گئی اور دوسرے ہی لمحے اس کے اندر ابال اٹھنے لگا۔ اس نے اپنے غصے کو ضبط کرنے کی کوشش کی اور کھڑی ہو گئی۔ اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ علما کا قتل ہی کر ڈالے۔

میں نا بھی ذرا اوپر کے سیکشن دیکھ کر آتی ہوں۔ "یہ کہہ کر عینی بھی عشال کے کمرے" کی جانب بڑھی۔ فائزہ کو اس کے ارادے ٹھیک نہیں لگے۔

رہی تھی عدیلہ بیگم کچن میں ہونے کی وجہ سے بے خبر تھی۔

تم نے مجھے تھپڑ مارا عبد الہادی تم نے؟؟ ہاؤڈیں رُیو؟؟؟ تم تم۔۔۔۔۔ "عینی کہتی "

ہوں ی عبد الہادی کا ہاتھ پکڑنے لگی۔ پتہ نہیں کیا تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ جنونی ہو رہی تھی۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ "عبد الہادی نے غصے سے اس کے ہاتھ کو جھڑکا عشال منہ پر ہاتھ "

رکھے سب دیکھ رہی تھی اور علما کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ اگلے ہی لمحے عبد الہادی نے عینی کا ہاتھ پکڑا اور اسے تقریباً کھینچتے ہوئے نیچے لے آیا۔۔۔ اب اس کا رخ دروازے کی جانب تھا۔ عشال، علما اور فائزہ حیرت سے دیکھتی ہوں انہیں کے پیچھے نیچے اترتی چلی گئی۔

اگلی دفع میرے گھر کے آس پاس بھی۔ ظرمت آنا سمجھی؟ ورنہ تمہارے پاپا کو میں "

سب کچھ بتانے میں لمحہ نہیں لگاؤں گا پھر چاہے وہ تمہیں پاگل خانے میں بھیجے یا کہی اور۔۔۔۔۔ "یہ کہتے ہوئے عبد الہادی نے اسے باہر دھکا دیا اور دروازہ بھی بند کر دیا۔

میں ہوتی نا عبد الہادی تو اسے تین چار تھپڑ مزید لگا دیتی، تم بھی نا اتنا اچھا موقع گنوا "

دیا۔ "عشال مزے سے کہنے لگی۔

میں لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔۔ "اس نے بے نیازی سے سر دلہجے میں کہا۔ اس " کی گوری رنگت غصے سے سرخ تھی۔ وہ سر جھٹکتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

واہ عبد الہادی کا ایٹی ٹیوڈ دیکھنے کو مل گیا۔۔۔ کمال ہیں۔ "عشال ہنستی ہوں ہی ہاتھوں " کو مچاتی ہوں ہی بولی۔

ویسے میرا بھائی ہیں بڑا شو نا۔۔۔ "عشال نے علما کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا۔ " علما نے پلکوں کی باڑھ گرا دی۔ جو اس کے گالوں پر سایہ فگن تھی۔ سب ہولے سے مسکرا دیے۔

ارے میں تو بھول ہی گئی حمزہ بھائی کی کال آئی تھی۔ شاید تمہارا فون ساں ملنٹ " پر تھا، وہ لینے آرہے ہیں ریڈی رہو۔۔۔۔ "فال زہ نے علما سے کہا۔

ارے ہاں۔۔۔۔ میرا فون کہا ہیں۔۔۔ شاید اوپر ہی رہ گیا۔۔۔ "علما نے عشال کے " کمرے کی جانب دیکھا۔

اچھا ٹھہرو میں لے کر آتی ہوں تب تک تم ماما سے مل آؤ۔۔۔ وہ کچن میں "

ہوگی۔۔۔۔۔"عشال نے کہا اور اوپر کمرے میں آئی دیکھا تو وہی پر رکھا تھا فون۔۔۔۔۔
 اس نے وہ لیا اور باہر اگلی۔ اچانک وہ الٹے قدموں سے پیچھے آئی اور عبد الہادی کے
 کمرے میں جھانکا۔ وہ بالکنی میں رینگ پر ہاتھ ٹکائے باہر کی جانب جھکاسوچوں میں گم
 تھا۔ عشال آہستہ قدموں سے چلتی اس تک آئی۔

اوہ۔۔۔۔۔محترم یہاں کھڑے کھڑے کیا سوچے جارہے ہیں۔۔۔۔۔"عشال نے اس "
 کے کندھے کو ہلکا سا ٹچ کیا۔

کچھ نہیں۔۔۔"عبد الہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ایسے لگ رہا جیسے کچھ کہنے کو ہے "
 ہی نہیں۔۔۔۔۔

میں نے دیکھا ہیں تمہاری آنکھوں میں۔۔۔۔۔سچ سچ کہو یہ پوزیسیو نیس کب سے آ "
 گئی تم میں ہاں۔۔۔۔۔"عشال نے اس کے کندھے پر آہستہ سے مکامارتے ہوئے کہا۔
 کیا فضول بول رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے آج کل تم کچھ زیادہ ہی نہیں سوچنے لگ "
 گئی۔"عبد الہادی نے باتوں کو گھمانے کی کوشش کی۔

اور تم نے تو کچھ کہا بھی نہیں اسے۔۔۔۔۔ویسے شکر ہے تم وقت پر پہنچ گئے۔ تم بڑے "

غصے میں اوپر آگئے اسے دیکھتا تک نہیں۔۔۔ "عشال شرارتی موڈ میں کہنے لگی اب۔

میں نہیں آنا چاہتا اس کے سامنے، بے شک وہ میری ہے، اللہ نے اسے میرے " نصیب میں لکھا ضرور ہے، مگر اب بھی ہمارے درمیاں ایک ان دیکھی دیوار ہے۔ محرم اور نامحرم کی۔ میں اللہ کی عطا کردہ حدود کو توڑنا نہیں چاہتا۔ میں نہیں چاہتا میں اس کے سامنے آ کر کوئی گناہ کر بیٹھوں۔ " وہ عشال کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

تمہیں پتہ ہیں میں نے کہیں پڑھا تھا دل کا راستہ آنکھوں سے ہو کر گزرتا ہیں اور " نظریں پاکیزہ ہو تب ہی دل بھی پاکیزہ ہو گا نا!!!! " عشال اپنے بھائی کو دیکھتی ہی رہ گئی واقعی وہ کمال تھا۔ اس کی سوچ سے بھی زیادہ انوکھا اور قیمتی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو، وہ لوگ چلے گئے کیا۔۔۔ "عبدالہادی نے اس کی آنکھوں " کے آگے ہاتھ ہلایا۔

ہاں میں تو اس کا موبائل لینے آئی تھی وہ انتظار کر رہی ہوگی۔ بائی داوے۔۔۔ " یہ " کہتی وہ مسکراتے ہوئے عبدالہادی کے گلے لگ گئی۔۔۔ اور تیز تیز قدموں سے چلتی نیچے آگئی۔

عشال تم اوپر میرا فون لانے لگی تھی یا سو رہی تھی۔۔ بھائی کب سے باہر کھڑے ہیں۔۔ "علمائے دھیمی آواز میں اسے ڈانٹا۔

یار یہ جو تمہارا بھائی ہے نا انتہائی بے صبر ہے۔۔۔ "عشال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

علمائے دیر۔۔۔ "اچانک حمزہ بولتا ہوا اندر آیا مگر اس کی بات ادھوری ہی رہ گئی۔۔۔ عشال کی بات سن کر۔۔۔

عشال نے اسے دیکھا تو رخ پھیر لیا اور زبان دانتوں تلے دبائی۔

اس نے بھی ایسے ہی وقت پر اینٹری ماری ہوتی ہے۔۔۔ "عشال نے دل ہی دل میں کہا۔ وہ بوکھلا گئی اس کی موجودگی سے۔

وہ۔۔ وہ میں۔۔۔ آتی ہوں۔۔۔۔ "یہ کہتی ہوں یہ وہ بچن کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔
علمائے فافا زہ ہنس دی۔۔۔۔

ٹھیک ہے خالہ ہم آتے ہیں۔۔۔ "انہوں نے عدیلہ بیگم کو الوداع کہا اور نکل گئے۔

عشال لیمن کلر کا ڈیزائنر سوٹ پہنے ہوئے تھی جو سادہ تھا لیکن انتہا کا خوبصورت جس پر ہلکا سا سلور کام تھا۔ اس حلیے میں اس کی گوری رنگت دمک رہی تھی اور رات میں تو اس کی خوبصورتی اور اٹھ کر آرہی تھی۔ علما نے بھی اسی ڈیزائن سے مشابہت رکھنے والا سوٹ پہنا ہوا تھا جو مہندی کلر میسی تھا۔ وہ بھی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کی ہلکی نیلی آنکھیں لان میں لکی روشنیوں سے مزید چمک رہی تھی اور ایسا لگتا تھا ان آنکھوں میں آج حقیقی چمک تھی۔ دونوں نے اپنے بالوں کی چوٹی بنا کر آگے کو ڈالی ہوئی تھی اور سر پر خوبصورت سادو پیٹہ ڈالا ہوا تھا۔

مہندی کا خوبصورت فنکشن سادگی لیے ہوئے عروج پر تھا۔ سب نے باری باری انہیں آکر دعائیں دیں۔ ان دونوں کے داں میں بائیں جانب فائزہ اور عنایہ بیٹھی لشکارے مار رہی تھی۔ آخر ان کی اتنی پیاری سہیلیوں کے فنکشن تھے۔ دونوں کی شوخیاں بھی عروج پر تھی۔ فائزہ کہہ دیکھ کر تو کہی سے نہیں لگ رہا تھا کہ محترمہ شادی شدہ ہے۔

مہندی لگانے والی لڑکیاں آچکی تھی وہ اپنے مطابق وہاں بیٹھی انہیں مہندی لگانا شروع کر چکی تھی۔ کبھی کبھار عنایہ اور فائزہ انہیں چھیڑتی اور عشال اور علما شرماتی لجاتی ہنس

دیتی۔۔۔

مہندی کا فنکشن عروج پر تھا دونوں ہی دلہنیں خوب لطف اندوز ہو رہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کر رہی تھیں کہ انھیں اتنی محبت کرنے والے عزیز واقارب ملے ہیں جو مشکلات میں شانہ بشانہ کھڑے تھے اور ان خوشیوں میں بھی بخوشی شریک ہو گئے اور کئی موقعوں پر عشال اور علما کے آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے مگر ان آنکھوں..... میں ایک چمک سی تھی شاید یہ خوشی کے آنسو تھے

بالآخر عشاء کی اذان علما کے کانوں میں گونجی اور اب اسے نماز کی فکر ہونے لگی ویسے بھی وہ فنکشن کے درمیان سے اٹھ کر نہیں جاسکتی تھی اس لیے اس نے نماز کچھ تاخیر سے پڑھنے پر اکتفا کیا اور دل ہی دل میں کہا۔

اللہ جی آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھتی ہوں میں کسی بھی قسم کی مصروفیات کو اپنی نماز کے بیچ نہیں آنے دیا لیکن آج چونکہ یہ تقریب ہمارے ہی لیے ہیں تو میں اسے چھوڑ کر نہیں جاسکتی کیونکہ آپ کا ہی حکم ہے مہمانوں کی میزبانی بھی بہترین طریقے سے ہونی چاہیے تاکہ انھیں لگے کہ ہم نے میزبانی کا حق ادا کر دیا بھلے ہی میں میزبانی نہیں کر رہی لیکن میں میزبانوں میں سے ہی ہوں اور یہ جو سارے

مہمان یہاں جمع ہے یہ ہمیں ہی تو دیکھنے آئے ہیں بس آج کے لیے آپ میری تاخیر کو معاف کیجئے گا میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں نماز قضا نہیں کروں گی " اور ایک سرد آہ بھری اور خود کو تسلی دلائی آخری دعا جو علمائے کی تھی وہ دھیمے لہجے میں کی جو کہ عشال کے کانوں سے ٹکرا چکی تھی اور اس نے بھی بے ساختہ آمین کہا تھا گویا کہ وہ بھی نماز کو لے کر فکر مند تھی دونوں دلہنوں نے ایک دوسرے سے نظریں ملائی اور پھر دونوں ہی ... مسکرا دی

تقریباً دو گھنٹے بعد فنکشن مکمل طور پر اختتام کو پہنچا سارے مہمان رخصت ہو چکے تھے اور دونوں پریاں بھی اسٹیج سے آچکی تھی اور اندر کی طرف جارہی تھی تبھی عشال نے علما سے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔

یار علما آج تو میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں وہ الگ بات کہ کچھ نہیں کیا صرف ایک " جگہ ٹک کر بیٹھی تھی مگر پھر بھی تھکن سوار ہو رہی ہے اور بھوک اس قدر عروج پر ہے کہ آنتیں قل ہوا اللہ کا ورد کر رہی ہے " آخر میں عشال نے بے چاروں والی شکل بنا کر کہا جس پر علما کی ہنسی نکل گئی اور اس نے انتہائی پیار بھرے لہجے میں عشال کو مخاطب کیا

عشال میری جان تمہاری بات بالکل درست ہے لیکن سب سے پہلے ہم نماز ادا "

کریں گے یاد ہے نہ اسٹیج پر میری دعا پر تم نے آمین کے کلمات ادا کیے تھے "علمائے
اسے باور کروایا

ارے ہاں ٹھیک ہے پہلے ہم نماز پڑھ لیں پھر کھانا کھائیں گے لیکن کیا ہم وضو کے " دوران مہندی دھو دیں گے؟ " عشال نے یاد آنے پر بے ساختہ پوچھا، " ظاہر سی بات ہے وضو کریں گے تو مہندی تو دھونی ہی پڑے گی اور ہمارے نزدیک کوئی بھی چیز اللہ کے احکام سے زیادہ ضروری نہیں ہے جب وضو کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں تو مہندی کیا چیز ہے " وہ دونوں کمرے کی جانب بڑھنے لگے تب ہی عنایہ اور فائزہ ان کی جانب آئے۔

یار اتنی جلدی کمرے میں کیوں آگئے ہم وہی ڈھونڈ رہے تھے تم دونوں کو وہاں کھانا " کھانا ہے ہم نے چلو پہلے وہی۔۔۔۔۔۔ " عنایہ حیرت سے بولی۔

نہیں یار ہم نماز پڑھنے آئے تھے، آتے ہیں کچھ دیر تک۔۔۔۔۔۔ " اس کی بات پر " عنایہ اور فائزہ دونوں نے حیرت سے دیکھا۔

کیا تم لوگ ابھی نماز پڑھو گی، یار مہندی دھل جائے گی ویسے بھی اتنا تھک گئی ہو " کل قضا کر لینا۔۔ " عنایہ بولی۔

تو کیا ہوا مہندی دھل گئی تو، رنگ تو تب بھی چڑھ جانا ہے، جب ہمیں انتہائی " بیماری میں بھی اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم ہیں تو لازمی پڑھنا ہے جبکہ ہم بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔۔۔" علما نے نرمی سے کہا۔۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ہم بھی پڑھ کے آتے ہیں پھر۔۔۔" علما کے سمجھانے پر وہ " دونوں شرمندگی سے کہتی چلی گئی۔

پھر دونوں نے ہی کمرے میں پہنچ کر پہلے نماز ادا کی اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ ایک پاک رشتے میں بندھنے جا رہی تھی اور دونوں ہی بہت خوش تھی تو وہ اپنی خوشی پر اللہ کا شکر کیسے نہ ادا کرتی کیونکہ خوشیاں تو اللہ کی ہی عطا کی ہوئی ہیں..... اور ساتھ ساتھ ہی آنے والی زندگی کے بہتر ہونے کی دعا کی۔

پھر نماز سے فارغ ہو کر دونوں نے ہی کھانا کھایا اور پھر کمرے میں آکر آج کے فنکشن کے..... کے مطابق سوچنے لگے اور ایک بار پھر اپنے رب کا شکر ادا کیا

بالآخر نکاح والا دن نمودار ہوا عشال اور علما کے ہر کام ساتھ ساتھ ہو رہے تھے آخر وہ دو دل ایک جان والی سہیلیاں تھی اور دونوں ہی بہنیں تھیں لیکن اس سے بڑھ کر پہلے وہ..... سہیلیاں تھی

فنکشن کے لیے ہال بک کیا گیا تھا۔ مرد اور عورتوں کے لیے الگ سیکشن تھے۔ نکاح انتہائی سادگی سے ہونا تھا زیادہ لوگوں کو دعوت بھی نہیں دی گئی تھی بس قریبی رشتہ دار تھے۔ علما اور عشال نے تو مووی بنوانے سے صاف انکار کر دیا۔ جبکہ عنایہ نے کافی اصرار کیا تھا۔

دونوں بیوٹی پارلر تیار ہونے لگی تھی۔ جبکہ عنایہ اور فاں زہ گھر پر ہی تیار ہوں گی اور ان دونوں کو وہی ریسو کرنے والی تھی۔

دونوں ہی دلہنیں اپنے اپنے مجازی خداؤں کے لیے تیار ہونے لگی۔ عشال نے مہرون کلر کی لہنگا چولی پہنی ہوئی تھی فل آستین والی جس سے اس کی مہندی سے لبریز ہتھیلیاں چھلک رہی تھی اور اس پر گولڈن ورک تھا اور ڈوپٹے پر گولڈن ہی رنگ کے موتی اس کے چہرے کو چھو رہے تھے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے اور ان میں گجروں کی خوشبو بسائے وہ بے انتہائی پیاری لگ رہی تھی۔ اور بیوٹیشن کے نفاست سے کیے گلے میک

تم ہو خوبصورت۔۔۔ پتہ ہے کیا میں نے بہت غور کیا ہے جو لڑکیاں ہر دن میک اپ کرتی رہتی ہے وہ اپنے خاص دن پر بھی مختلف نظر نہیں آتی کیونکہ لوگوں کی نظروں میں وہ پرانی ہچکی ہوتی ہے۔ لیکن ہم نے اپنے آپ کو پوشیدہ ہی رکھنا ہے ساری وہ دھمی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "زندگی لوگوں کی نظروں سے۔۔۔۔"

ہاں واقعی روزانہ سچ دھج کر تیار ہونے والی لڑکیوں میں انفرادیت نہیں ہوتی۔ " سادگی میں بھی اپنی الگ خوبصورتی ہوتی ہے۔ " اس نے دل میں سوچا۔ تب ہی عنایہ اور فالِ یزہ کمرے میں داخل ہوئے۔

ہائے میری شہزادیوں!!! تم دونوں نے تو میدان مار لیے خوبصورتی میں۔ " عنایہ نے دونوں کی نظر اتارتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پر علما جھینپ گئی۔

ہاں خیر وہ تو ہم ہے ہی خوبصورت۔۔۔۔۔ " عشال اتراتی ہوئی بولی۔ اس کی بات پر " سب ہنس دیے۔

ارے گھور کیا رہی ہو تم دونوں ماشاء اللہ کہو جلدی سے۔ اور بڑی اماؤں کی طرح " دعا میں دو ہمیں۔ " عشال دونوں کو گھورتی ہوئی بولی۔ اس کی بات پر دونوں ہنس دی ہے ہر ماشاء اللہ کہتی دونوں کو ڈھیر ساری دعائیں دی۔ ڈراں یور باہر انتظار میں تھا۔ پھر وہ سب کار میں بیٹھے ہال کی جانب روانہ ہوئے۔

تمام افراد ہال میں پہنچ چکے تھے۔ دلہنیں بھی آچکی تھی وہ ہال کے ایک جانب بنے روم

میں تھی۔ وہی نکاح کی رسم ہونی تھی پھر اس کے بعد دلہنوں کو اسٹیج پر لایا جانا تھا۔
 مولوی صاحب آچکے تھے۔ اور سب موجود تھے کمرے میں گہرا سکوت چھایا تھا۔
 مولوی صاحب نے کہنا شروع کیا پہلے علما کی جانب دیکھا۔

علما اسماعیل بنت اسماعیل راشد کیا آپ کو عبد الہادی اشفاق ابن اشفاق احمد اپنے نکاح میں " قبول ہے؟ " نکاح خواں کے ان الفاظوں پر علما کی نازک سی پلکیں سجدہ ریز ہو گئی اور اس نے اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرتے ہوئے لبوں سے قبول ہے کے کلمات ادا کیے....

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

اور علما نے بے اختیار اپنے دل میں کہا،

نکاح نامے پر تمہاری سنگت کے اعتراف میں دستخط کرتے ہوئے میرے دل نے " چپکے سے کہا،

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ "❤️"

علما کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ کیفیت ہی کچھ انوکھی تھی سب کی نظروں کا مرکز وہی تھی۔ عنایہ اور فائزہ کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی سب ہی مسکرا بڑے اب نکاح خواں نے عبد الہادی کی جانب دیکھا۔

عبد الہادی اشفاق ابن اشفاق احمد کیا آپ کو علما اسماعیل بنت اسماعیل راشد اپنے نکاح میں " قبول ہے؟

اس وقت کی کیفیت کوئی عبد الہادی سے پوچھتا کہ اس وقت کس قدر اس کا دل سُروں میں آواز لگا رہا تھا کہ قبول ہے، قبول ہے اس نے قدرے اپنے آپ کو مطمئن ظاہر کرتے ہوئے اور پرسکون لہجے میں دلوں کو چھو لینے والی مسکراہٹ اور گال میں پڑنے والے گڑھے سمیت قبول ہے کا اقرار کر لیا۔

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

اور ایک شکرانہ سی مسکراہٹ لبوں پہ بکھیری بالآخر علما اور عبد الہادی نے ایک
.... دوسرے کو ہر طرح سے قبول کر لیا تھا ہمیشہ کے لیے لیکن

ابھی عشال اور حمزہ کا ایک دوسرے کے تئیں اقرار ہونا باقی تھا... نجانے کیوں آج وہ
کھلکھلانے والی عشال قدرے بے چینی کا شکار تھی اور دل و دماغ میں بس یہ سوچے جا
رہی تھی کہ، لڑکی شادی پہ کتنی ہی خوش کیوں نہ ہو نکاح نامہ پر دستخط کرتے ہوئے
ایک بار دل و جان سے کانپ کر رہ جاتی والد کی جگہ شوہر کا نام آ جاتا ہے حقدار بدل جاتا
ہے....

عشال کے سوچوں کے محور کو نکاح خواں کی آواز نے توڑا گویا وہ کسی انجانے سے سحر
.... سے آزاد ہوئی

عشال اشفاق بنت اشفاق احمد کیا آپکو حمزہ اسماعیل بن اسماعیل راشد اپنے نکاح میں "
" قبول ہے؟

بے شک وہ سوچ رہی تھی لیکن وہ پرسکون سی تھی کہ اس کے والدین نے اس کے لیے
بہترین انتخاب کیا ہے اور اسی پرسکون لہجے سے اس نے اقرار کر لیا اور شرماتے ہوئے
..... دستخط کر دیئے

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

".... قبول ہے"

اب صرف شہزادہ حمزہ باقی رہ گئے تھے آج محترم قدرے پر سکون سے تھے اور ایک غیر مرئی نقطے پر ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو باہم ملائے نہ جانے کس سوچ میں مشغول تھے...

حمزہ اسماعیل بن اسماعیل راشد کیا آپ کو عشال اشفاق بنت اشفاق احمد اپنے نکاح میں "

..... قبول ہے؟ " نکاح خواں کے الفاظوں نے کانوں کے پردے پر دستک دی

اور حمزہ نے پر سکون لہجے میں اپنے آپ کو عشال کے محرم کے طور پر قبول کر لیا اور

..... خوبصورت سی مسکراہٹ کو لبوں پر دعوت دی

آخر کار آج ان چاروں نے اپنے اپنے محرم کو پالیا تھا نصیب کے لکھے ہوئے پر عمل ہو

چکا تھا خدا کی خدائی ظاہر ہو چکی تھی اور چاروں ہی کے لب بھر پور مسکراہٹ لیے

..... ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں تسبیح کے کلمات ادا کر رہے تھے

مہرون رنگ کا لہنگا بیڈ پر پھیلائے وہ حیا سے پلکیں جھکائے بیٹھی تھی۔ عبد الہادی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا اور شاید مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔

اسلام علیکم۔۔۔ "گلا کھنکارتے ہوئے اس نے سلام سے پہل کی۔"

وعلیکم السلام۔۔۔ "اس نے جھکی پلکوں سے سلام کا جواب دیا۔"

آپ اس نکاح پر رضامند تو ہے نامطلب آپ خوش ہے؟ "عبد الہادی کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کس طرح سے پوچھے۔

علمانے بھاری پلکیں واں کی آج سامنے عبد الہادی نہیں اس کا محرم کھڑا تھا۔ اسکا ہمسفر۔ کیا یہ کم تھا جو رب نے اسے عطا کیا تھا۔ اس نے کہنے کے لیے لب واں کیے۔ دل

زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ اس کی بات کے جواب میں اس نے الٹا اس سے سوال کیا۔

ایک بات کہوں؟ "اس نے دوبارہ نظریں جھکالی۔ عبد الہادی کی نظریں اسی پر ٹکی تھی۔ دل دھک دھک کر رہا تھا۔

جی کہے شاید اب آپ کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ "اس نے مسکراتے "

ہوئے کہا۔ اس کے گالوں پر چھوٹے چھوٹے گڑھے ابھرنے لگے۔

جی۔ "علما بھی لے سے مسکرا دی۔"

آج سے ہماری زندگی کی نئی شروعات ہونی ہے۔ میں چاہتی ہوں ہماری زندگی "

کی شروعات شکرانے سے ہو۔ اس رب کے شکرانے سے جس نے ہمیں اتنی

خوبصورت زندگی عطا کی ہے۔ ہمیں شکر ادا کرنی چاہیے، دعا مانگنی چاہیے آنے والی

زندگی میں خوشیوں کی۔ اور جس کام کو اللہ کے نام سے شروع کیا جائے اس میں برکت

ہوتی ہیں تو کیا آپ نہیں چاہے گے کہ ہماری زندگی میں بھی برکت ہو؟ "اس لڑکی کی

ظاہری خوبصورتی کے ساتھ باطن بھی کتنا خوبصورت تھا۔ وہ ایسی لڑکی تھی کہ ہر حال

میں شکر ادا کرنے والی۔ اس کا ساتھ کتنا خوبصورت ہو گا۔ واقعی اسے اللہ کا شکر ادا کرنا

چاہیے تھا۔ یہ کون سی چھوٹی نعمت نہیں تھی۔ اس نے یہ بات کہی تھی۔ خوبصورت

اقرار تھا۔ رضامندی تھی۔ عبد الہادی کا چہرہ کھلا اٹھا۔

جی بالکل آپ کے خیالات کافی خوبصورت ہے، اللہ نے واقعی مجھے بہت خوبصورت "

تحفہ دیا ہے، شکر یہ ادا کرنا تو بنتا ہے۔ "عبد الہادی کے چہرے پر ایک چمک سی تھی اسے

کے گالوں کے ڈمپل ہنوز برقرار تھے۔ علما نے اپنی پلکوں کو گرا دیا اس کی نیلی آنکھوں

— — — — — 09

* * * * *

436

اسے یاد آیا جب رشتہ طے ہوا تھا تو عشال نے کافی واویلا مچایا تھا اور علمائے اسے سمجھایا بھی تھا مگر دل کو مطمئن کرنے کے لیے علمائے اسے استخارہ کرنے کو کہا تھا۔ اور اس نے کیا بھی تھا۔ شاید یہ ہی اس کی زندگی کا فیصلہ تھا، استخارے کے بعد ہی وہ دل سے راضی ہوئی تھی مگر اب بے چین تھی۔ حمزہ کا رویہ کیا ہوگا، ری ایکشن کیسا ہوگا۔ کبھی ان دونوں کی ٹھیک سے بات ہی نہیں ہوئی تھی۔

اچانک سے دروازہ کھلنے کی آواز پر اسکے کان چوکنے ہو گئے وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی اور آہستہ سے نگاہ اٹھائی۔ وہ سٹون مین سامنے ہی دھیمے قدموں سے چلا آ رہا تھا۔ ایک ایک قدم بڑھاتا وہ قریب آیا۔ وہ یہاں وہاں دیکھتا وہی بیٹھ گیا۔ نظریں خلا میں یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔ اس نے انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا لی اور کچھ سوچنے لگا۔ عشال اس کے بولنے کی منتظر تھی۔ ایک لمحہ گزرا۔ دوسرا لمحہ۔۔۔۔ تیسرا لمحہ۔۔۔۔۔ چوتھا لمحہ۔۔۔۔۔ مگر یہ کیا حمزہ تو کچھ کہہ ہی نہیں رہا تھا۔ عشال کا جی چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔ ایک تو عشال یہاں اپنے آپ کو کنٹرول کر رہی تھی ورنہ عشال سے چپ رہا جاتا تھا بھلا۔

السلام علیکم۔۔۔۔۔ "عشال نے خود ہی سوالیہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔ اور "

سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ حمزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ اس کے دیکھنے پر عشال گڑ بڑا گئی اور نگاہیں پھیر لی۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ "اس نے جواب دیا اور عشال کے ایسا کرنے پر مسکرا دیا۔ حمزہ " نے ڈاں ریکٹ اس سے سوال کیا۔

اپنی مرضی سے ہی کی ہے نایہ شادی۔۔۔۔۔ ویسے تم ایسی ہو بھی نہیں کہ تم پر کوئی " اپنی مرضی تھوپے۔۔۔۔۔ "حمزہ نے لب دباتے ہوئے مسکراہٹ کو روکا اور چہرے پر سنجیدگی طاری کرنے کی کوشش کی۔ اسے پتہ تھا عشال اس کے بولنے کا انتظار کر رہی ہوگی۔ اور وہ یہی سوچ رہا تھا اس لڑکی سے خاموشی سہن نہیں ہوگی۔ اب وہ اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو بھی تھا بہر حال بات تو کرنی ہی تھی۔

اس کی بات پر عشال نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انتہا درجے کا بیوقوفانہ سوال کیا ہو۔۔۔۔۔

اگر مرضی سے نا بھی ہوا ہوتا تو پھر آپ کچھ کر لیتے کیا؟ "عشال نے ابرو اچکاتے " ہوئے کہا۔ پہلے والی عشال واپس آگئی تھی۔

اوہ۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ خیر اب میں اتنا بھی رحم دل نہیں ہوں۔۔۔ "حمزہ نے بے " فکری سے کہا۔

چلو جو بھی ہو تم راضی تو ہو ورنہ میرا کیا ہوتا۔۔۔ "حمزہ نے آخری جملہ دھیمے سے " کہاں مگر ہائے رے قسمت عشال کی تیز سماعتوں نے سن لیا۔

میں کیا آپ کو کوئی چڑیل لگتی ہوں جو کہہ رہے ہیں 'میرا کیا ہوتا؟'۔۔ 'ہو نہہ' " عشال ناراضی سے منہ پھر کر بیٹھ گئی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کا ابھی نکاح ہوا ہے۔

محترمہ آپ چڑیل کی بھی توہین کر رہی ہے۔ "حمزہ نے مزے سے کہا۔ اسے عشال " کو تنگ کرنے میں مزہ آنے لگا تھا۔ اور اب تو ان دونوں کے بیچ کوئی دیوار بھی نہیں تھی۔ ایک مضبوط رشتہ تھا۔

میں نا آپ کا گلابادوں کی کچھ زیادہ ہی فری نہیں ہو رہے آپ۔۔۔۔ "عشال نے " غصے سے کہا۔ اس کی بات پر حمزہ ہنسنے لگا عشال کو اور غصہ آیا۔

چلے دنیا کے کنجوس انسان۔۔۔ میرا تحفہ دے۔ نکالے۔۔۔ "اس نے حق جتاتے "

ہوئے ہاتھ آگے کیے۔۔۔ اس کے اس انداز پر حمزہ مسکرا دیا۔ اس کی براؤن آنکھوں میں شرارتی چمک تھی۔

کیسا تحفہ؟ اچھا تمہیں تحفہ بھی دینا تھا؟؟؟ "اس نے انتہائی معصومیت سے کہا گویا ان " سب باتوں سے انجان ہو۔

آپ آپ۔۔۔۔ الفاظ نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ انتہائی کنجوس اور بھلکڑ ترین " انسان ہے آپ! "عشال کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے۔ اتنی خوشی سے وہ تحفہ مانگ رہی تھی اور اس سٹون مین نے وہ مزہ بھی کر کر کر دیا۔ وہ منہ لٹکائے بیٹھ گئی۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ حمزہ نے اپنی جیب سے ایک ڈبیا نکالی۔ اور عشال کے ایک جانب بیڈ پر رکھ دی۔ عشال نے اسے حرکت کرتے دیکھا تو اس جانب دیکھا اور اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے وہ اٹھالیا۔ حمزہ اسے دیکھ کر لب دبائے مسکرا رہا تھا۔

خوا مخواہ تنگ کیا مجھے " یہ کہتے ہوئے اس نے ڈبیا کھولیں جس میں نفیس سا " خوبصورت اور انتہائی نازک گولڈ کا بریسلٹ تھا۔ عشال کا چہرہ کھل اٹھا۔

ہائے کتنا خوبصورت ہے۔ تھینک یو سوچی۔۔۔ ویسے ایک بات تو بتائے؟؟؟ دل سے "

بھی لائے ہیں یا نہیں یا بس ایویں خرید لیا۔ ویسے آپ بتائے آپ راضی تھے یا

نہیں۔۔۔۔۔"عشال نے بیک وقت دو سوال کیے۔ حمزہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

آپس کی بات ہے ابھی ابھی شکرانے کی نماز ادا کر کے آیا ہوں۔۔۔۔۔"حمزہ نے اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا اور بالوں پر ہاتھ پھیرتا مسکراتا ہوا اثر و م کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔ اس کی بات پر عشال ہولے سے مسکرا دی۔ اس کا دل پر سکون ہو گیا تھا۔ وہ خوش تھا یہی بات عشال کو مطمئن کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ زبردستی اس کی زندگی میں داخل کی جائے۔۔۔۔۔ اس نے بے اختیار دل میں اپنے رب کا شکریہ ادا کیا اور آنے والی زندگی میں ہر پل خوشیوں کی دعا مانگی۔

کہتے ہیں کہ وہ دل اللہ کا گھر ہے جس دل میں محبت ہیں اور بے شک محبت اور نفرت یکساں نہیں ہو سکتے اور جو اہل علم ہے وہ ہمیشہ محبت کو اپنی ڈھال بناتے ہیں کتنے ہی مشکل حالات کیوں نہ پیش نظر ہو لیکن وہ جائز اور ناجائز محبت سے بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ نامحرم اور محرم کی حدود کو کبھی فراموش نہیں کرتے وہ محبت کا جواب محبت سے اور نفرت کا جواب بھی محبت سے دینے کے عادی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔❤️

اسی طرح جب ہم اپنے دل میں اللہ کی ہی محبت پیدا کریں گے تو کیا وہ کبھی ہمیں گمراہی کے راستے پر گامزن ہونے دے گا؟ کبھی رسوا ہونے دے گا؟

دلوں کا مکین صرف اللہ ہے اسے ہی بناؤ اپنے دل کا مکین۔ اس کے ہر عمل میں مصلحت چھپی ہوئی ہے جو انسان کبھی سمجھنا نہیں چاہتا۔ بس انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی زندگی اس کے مطابق جیئے جبکہ یہ ناممکن سی بات ہے جس نے آپ کو زندگی جیسی نعمت سے نوازا ہے بے شک وہ اس چیز کا حقدار ہے کہ اس کا بندہ اس کے کہے پر عمل بھی کریں۔ آپ جس سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اگر وہ کسی اور کی محبت میں گرفتار ہو کر آپ کو فراموش کر بیٹھے اور پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ کی طرف رجوع کریں تو کیا آپ اسے اس کی معافی سمیت قبول کریں گے؟ نہیں نا تو سوچے وہ تو خالق ہے دونوں جہانوں کا وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی بھلائی کا راستہ چھوڑ برائی کے راستے پر چل پڑے۔ اور بے شک معاف کرنے والی صفت اللہ رب العزت کی ہے۔۔۔ وہ تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے اور اگر بندہ توبہ کریں صدقِ دل سے تو قبول بھی کر لیتا ہے اس لیے ہماری بہتری اسی میں ہے کہ ہم اس کے احکامات کی پابندی کریں نا کہ اپنے مطابق زندگی گزارے

~~~~~

♥ ختم شده ♥

شکریہ ادارہ: نیو ایرامیگزین